تخریج شدہ ایڈیشن
پیکر نور امام الانبیاء کا ارشاد مبارک
اے جابر اللہ نے سب سے پہلے
تیرے نبی کا نور پیدا فرمایا
مصنف عبدالرزاق کے الجزاء المفقود پر اعتراضات کا
علمی محاسبہ
تقدیم
مناظر اسلام مولانا
ابوالحقائق غلام مرتضےٰ
ساقی مجددی
مصنف
مناظر اسلام ترجمان مسلک رضا مبلغ اہلسنت
حضرت علامہ مولانا
ابو حذیفہ محمد کاشف اقبال مدنی رضوی
مکتبہ فکر رضا کراچی

پیکر نور امام الانبیا کا ارشاد مبارک

اے جابر اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے تیرے نبی کا نور پیدا فرمایا

مصنف عبدالرزاق کے الجزء المفقود پر اعتراضات کا

علمی محاسبہ

از قلم حقیقت رقم

مناظر اسلام ترجمان مسلک رضا مبلغ اہلسنت

حضرت علامہ مولانا ابوحذیفہ محمد کاشف اقبال مدنی رضوی صاحب مدظلہ العالی

تقدیم:

مناظر اسلام مولانا ابوالحقائق غلام مرتضیٰ ساقی مجددی

ناشر

مکتبہ فکر رضا کراچی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الصلوۃ والسلام علیک یارسول اللہ

نام کتاب علمی محاسبہ

مصنف حضرت علامہ مولانا ابوحذیفہ محمد کاشف اقبال مدنی رضوی

سرپرست انجمن فکر رضا پاکستان

تقدیم حضرت علامہ مولانا ابوالحقائق غلام مرتضٰی ساقی مجددی

اشاعت اکتوبر 2011ء ذالقعد 1432ھ

صفحات 208

تعداد 1100

قیمت 200

ناشر

مکتبہ فکر رضا کراچی پاکستان

فہرست

☆☆☆☆☆
☆☆☆☆
☆☆☆

انتساب

امام الائمہ کاشف الغمہ سراج الامہ حضرت سیّدنا

امام اعظم ابوحنیفہ نعمان بن ثابت رضی اللہ عنہ

اور

امام المحدثین اعلیٰ حضرت عظیم البرکت شیخ الاسلام والمسلمین مجدد اعظم

امام الشاہ احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ

اور

آفتابِ علم وحکمت منبع رشد وہدایت محدثِ اعظم پاکستان حضرت مولانا

ابوالفضل محمد سردار احمد فیصل آبادی رحمۃ اللہ علیہ

نائب محدثِ اعظم پاکستان عاشقِ مدینہ حامی سنّت ماحی بدعت

حضرت مولانا ابومحمد **محمد عبدالرشید صاحب** سمندری رحمۃ اللہ علیہ

کے نام

دعاؤں کا طالب

محمد کاشف اقبال مدنی رضوی

مدرس جامعہ غوثیہ رضویہ مظہر اسلام

سمندری ضلع فیصل آباد

0300-4128993

تقریظِ مبارک

مناظرِ اسلام عمدۃ المدرسین رئیس التحقیق فاضل جلیل عالم نبیل

حضرت مولانا پروفیسر مفتی محمد انوار حنفی مدظلہ

نحمدہٗ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم۔ امابعد!

حال ہی میں ایک کتاب بنام ''جعلی جز کی کہانی اور علمائے ربانی'' وہابیہ کے بزعمِ خود جید علماء کی تحقیق کے ساتھ چھپی۔ نظر سے گزری۔ اس کتاب میں حقائق کا اس قدر مذاق اڑایا گیا ہے کہ اللہ کی پناہ۔ اللہ تعالیٰ بھلا کرے محقق العصر محدث وقت حضرت علامہ مولانا محمد کاشف اقبال مدنی صاحب کا جنہوں نے بالتفصیل اور بالدلائل اس کتاب کے تمام مضامین کا رد کر کے حقائق کا آئینہ غیر مقلدین کو دکھایا ہے تاکہ اگر ان میں ذرا بھی انصاف پسندی ہو تو سرکارِ دو عالم ﷺ کو خوش کرنے کیلئے اپنے رجوع کا اعلان کر دیں۔ لیکن تجربے کی بناء پر میں یہ بالجزم کہہ سکتا ہوں کہ انصاف پسندی تو وہابی علماء کے پاس پھٹکی بھی نہیں ہے۔ وہ تو صرف سرکارِ نجد کو خوش کر کے سرکارِ نجد سے ریال بٹورنے کی کاوش میں ہیں۔

وہابی نجدی نبی پاک ﷺ کی شانِ نورانیت کے انکار کیلئے طرح طرح کے بہانے تراشتے ہیں۔ کبھی تو ناسخ کی سند کا مطالبہ کرتے ہیں، کبھی تو آخرِ نسخہ کا بہانہ، کبھی سماعات کا بہانہ، کبھی کہتے ہیں کہ ہمارے فلاں فلاں نجدی مولوی نے کہا ہے کہ یہ الجزء المفقود جعلی ہے لہٰذا یہ جعلی ہے، کبھی کہتے ہیں کہ ہمارا فلاں نجدی ملوانا مخطوطہ جات کا محقق اور ماہر ہے۔ اس نے کہا ہے کہ یہ مخطوطہ جعلی ہے لہٰذا یہ جعلی ہے۔ یہ ہے وہابی

نجدی دلائل کا کل سرمایہ۔

علامہ کاشف اقبال مدنی صاحب نے ان وہابیہ نجدیہ کے تمام نام نہاد محققین کے اعتراضات کا نہایت سنجیدگی سے جواب دے کر علمِ حدیث کی خدمت کا ایک نیا باب رقم کیا ہے۔

اللہ تعالیٰ محقق العصر علامہ مدنی صاحب کے علم وعمر وصحت میں برکت فرمائے اور ان کی تحقیق کو مزید چار چاند لگائے۔ آمین

پروفیسر محمد انوار حنفی
دار العلوم جامعہ حنفیہ رضویہ
نزد جامع مسجد نہر والی کوٹ رادھا کشن ضلع قصور

☆☆☆☆☆
☆☆☆☆
☆☆☆

تقریظِ مبارک

ابنِ مناظرِ اعظم مناظرِ اسلام استاذ العلماء شیخ الحدیث

حضرت مولانا محمد عبدالتواب صدیقی اچھروی

وہابیوں کی عادت سیئہ مشہور ہے کہ جس بات کا جواب نہ آئے، اس دلیل کو سرے سے ہی ختم کرنے کی کرتے ہیں۔ اس کی امثلہ موجود ہیں۔

حسب عادت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نور کی حدیث جس کو درجنوں نامور محدثین نے مصنف عبدالرزاق کے حوالہ سے نقل کیا، وہابیوں کی دیدہ دلیری دیکھیں۔ تمام محدثین کو جھٹلا دیا اور مصنف کے نسخے سے حدیث نکال دی اور جب علماء اہلسنّت کی کاوش سے حقائق سامنے آئے تو شرمندہ ہونے کی بجائے پھر اس میں ہیرا پھیری کی اور لایعنی کوشش کی مگر الحمدللہ حضرت مولانا محمد کاشف اقبال مدنی مُدَّظِلُّہُ الْعَالِی نے ان کی اس کوشش کو بھی ناکام بنادیا اور نہ صرف ناکام بلکہ ان کے مکر کو دلائل سے طشت از بام کر کے دنیا کو وہابیت کا نقشہ دکھا دیا۔

اللہ کریم حضرت مولانا کو جزائے خیر عطا فرمائے اور آپ کی سعیِ جمیل کو شرف قبولیت بخشے۔

محمد عبدالتواب صدیقی

سجادہ نشین حضرت مناظرِ اعظم

مولانا محمد عمر رحمۃ اللہ علیہ

تقریظ مبارک

استاذ العلماء شیخ الحدیث والتفسیر حضرت مولانا

محمد عبدالحکیم شرف قادری مُدَّظِلُّہُ العَالی

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

مصنّفِ عبدالرزاق کا جو حصہ مفقود تھا، وہ دوبئی کے نامور عالم محکمۂ اوقاف کے سابق ڈائریکٹر اور شریعہ اینڈ لا امام مالک کالج کے پرنسپل ڈاکٹر عیسیٰ مانع مُدَّظِلُّہُ العَالی کو ایک افغانی تاجر سے میسر آ گیا جسے انہوں نے مقدمہ اور محققانہ حواشی کے ساتھ بیروت سے چھپوا دیا۔ بعد ازاں اس کا عکس لاہور سے بھی چھپ گیا۔ اس پر غیر مقلدین کی طرف سے شدید ردِ عمل سامنے آیا۔ انہوں نے علمی انداز میں گفتگو کرنے کی بجائے غیر علمی انداز اختیار کرتے ہوئے الجزء المفقود کو موضوع، من گھڑت اور جعلی قرار دیا۔ اس سلسلے میں انہوں نے جتنے سوالات اور پوائنٹ اُٹھائے ہیں، فاضل نوجوان مناظر اہل سُنّت مولانا محمد کاشف اقبال مدنی نے ایک ایک کرکے ہر ایک کا جواب دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر عطا فرمائے۔

پیشِ نظر کتاب میں فاضل علامہ مولانا محمد کاشف اقبال مدنی نے حدیثِ جابر (حدیثِ نور) اور حدیثِ عدم سایہ کی محدثانہ انداز میں تحقیق کرکے توثیق کی ہے۔ نیز امام عبدالرزاق کی ثقاہت بھی مستند حوالوں سے ثابت کی ہے۔

اصل وجہ نزاع حدیث نور ہے۔ اگر جزء مفقود میں یہ حدیث نہ ہوتی تو شاید کسی کو اعتراض نہ ہوتا۔ اب یہ اہلسنّت کی ذمہ داری ہے کہ وہ جزء مفقود کی بجا طور پر

حمایت اوراس کادفاع کریں۔ یہ ذمہ داری ڈاکٹرعیسیٰ بن مانع مُدَّظِلُّہُ الْعَالِی (دوبئی) نے عربی میں اعتراضات کاجواب لکھ کرعلامہ محمد کاشف اقبال مدنی نے اُردو میں لکھ کر پوری کردی ہے۔اُمید ہے کہ کسی انصاف پسند کیلئے مجالِ انکارنہیں رہے گی۔

قابلِ غور بات یہ ہے کہ جس حدیث نور کو متقدمین اور متاخرین آئمۂ دین روایت کرتے رہے ہیں اور جسے دیوبندی اور وہابی علماء نے بھی اپنی کتابوں میں نقل کیا ہے، وہ یکایک کیسے موضوع اور من گھڑت ہوگئی۔اس کے تقریباً تیس حوالے راقم نے اپنی عربی کتاب "من عقائد اهل السنة" میں نقل کیے ہیں جس کا ترجمہ عقائدو نظریات کے نام سے چھپ چکا ہے۔کیاان تمام حضرات کو کذاب اور وضاع کہا جائے گا۔

محمد عبدالحکیم شرف قادری،لاہور

13 جمادی الاخریٰ 1427ھ

10 جولائی 2006ء

☆☆☆☆☆
☆☆☆☆
☆☆☆

تقریظِ مبارک

مناظرِ اسلام استاذ العلماء حضرت مولانا

مفتی محمد جمیل رضوی

خلیفہ مجاز آستانہ عالیہ بریلی شریف

الصلوۃ والسلام علیک یا سیدی یا رسول اللہ
وعلی آلک و اصحابک یا سیدی یا حبیب اللہ

وہابیہ خبیثہ زندیقہ کمالاتِ مصطفیٰ کے منکر ہیں۔ علومِ مصطفیٰ ہوں یا نورانیتِ آقائے کائنات، فضائلِ مصطفیٰ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اکثر مقامات کو ضعیف و موضوع کہہ کر اپنے باطل عقائد کا اظہار کرتے رہتے ہیں۔ حدیث جابر و حدیثِ نور جسے کثیر محدثین کرام نے مستند کتب میں درج فرمایا، وہابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے دشمنی و عداوت ظاہر کرتے ہوئے انکاری ہیں۔ مصنف عبدالرزاق کی ثقہ حدیثِ نور جسے غیر مقلدین وہابی موضوع کہتے آئے ہیں۔ الحمدللہ! حدیثِ نور و جابر کا مفقود جزء جسے وہابیہ ملحدہ موضوع و من گھڑت کہتے ہیں، محققِ اہلسنّت مناظرِ اہلسنّت حضرت مولانا محمد کاشف اقبال صاحب مدنی رضوی آف شاہ کوٹ نے نادر تحقیق سے حدیثِ نور کو ثقہ و صحیح ثابت کر کے ادلۂ کثیرہ سے بیتِ نجدیہ کو بیتِ عنکبوت سے بھی اَوْہَن ثابت کیا ہے۔

وہابیت کا منہ کالا ہوا، اہلسنّت کا بول بالا ہوا، نورانیتِ مصطفیٰ کا اجالا ہوا۔

مولانا محمد کاشف صاحب کی تصنیف ''نورانیت و حاکمیت'' بھی رہنمائے ہدایت ہے جو وہابیہ خبیثہ کے عقیدۂ باطلہ کے مغائر ہوئے سے ضعیف یا موضوع وغیرہ کہہ کر اپنے

خبثِ باطن کا اظہار کرتے ہیں۔

اللہ رب العزت جل شانہ مولانا موصوف کو تحقیقِ عظیم پیش کرنے پر جزائے عظیم عطا فرمائے۔

اہلسنّت و جماعت کیلیے مولانا موصوف کا وجود باعثِ افتخار ہے۔ اللہ سلامت وقائم و دائم رکھے۔ اہلسنّت کی مزید تحقیقات کے دلائل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

ابو محمد جیلانی محمد جمیل رضوی

خلیفہ مجاز آستانہ عالیہ بریلی شریف

خطیب مرکزی رضوی جامع مسجد

آستانہ عالیہ حضرت شیرِ اہلسنّت، سانگلہ ہل

☆☆☆☆☆

☆☆☆☆

☆☆☆

تقریظِ مبارک

استاذ العلماء مناظرِ اسلام حضرت علامہ مولانا

محمد سعید احمد اسعد صدر پاکستان سنی اتحاد

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصۡحَابِہٖ اَجۡمَعِیۡنَ۔ اَمَّا بَعۡدُ!

اہلسنّت وجماعت کا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ساری مخلوقات سے پہلے نبی مکرم شفیعِ معظم صلی اللہ علیہ وسلم کے نورِ مبارک کو پیدا فرمایا۔ اس مسئلہ پر قرآن وسنت کے متعدد دلائل بھی اکابرینِ اہلسنّت نے اپنی کتابوں میں درج فرمائے ہیں۔ ایک حدیث پاک ''اے جابر اللہ تعالیٰ نے سب اشیاء سے پہلے تیرے نبی کے نور کو پیدا فرمایا'' مصنف عبدالرزاق کے حوالہ سے اکابر محدثین بیان فرماتے چلے آئے ہیں۔ یہ نسخہ پہلے تو نایاب تھا پھر حبیب الرحمٰن اعظمی کی تحقیق سے یہ نسخہ مطبوع ہوا۔ پھر بھی یہ نسخہ ناقص تھا، کامل نہ تھا۔ اور اسی ناقص نسخہ میں ''حدیثِ جابر'' موجود نہ تھی۔ بعد میں بحمد اللہ مصنفِ عبدالرزاق کا وہ مفقود جزء بھی مل گیا جو دبئی سے شائع ہوا جس میں صحیح سند کے ساتھ ''حدیثِ جابر'' بھی موجود تھی۔ اس ''جزء مفقود'' کے شائع ہوتے ہی شاتمانِ رسول گھبرا گئے اور ''اس حدیثِ پاک'' کی نفی کیلئے پورا زور لگا دیا۔ متعدد مضامین لکھے گئے۔

اللہ بھلا کرے عزیز محترم مولانا کاشف اقبال مدنی ﷾ کا جنہوں نے ایک ایک نکتہ کا مسکت بلکہ منہ توڑ جواب دیا۔ دعا ہے کہ مولی تعالیٰ حق کی حمایت اور عظمتِ رسالت کی اس چوکیداری پر ہمیں اور انہیں اجرِ عظیم نصیب فرمائے۔

آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

محمد سعید احمد اسعد غَفَرَلہٗ الاحدُ

9 دسمبر 2006ء

☆☆☆☆☆
☆☆☆☆
☆☆☆

حرفِ آغاز

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم۔ اما بعد!

حضور سید عالم ﷺ کے بعد صحابہ کرام سے لے کر آج تک اُمت مسلمہ مذہب حق اہلسنّت وجماعت پر کاربند رہی ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا بھی اہلسنّت ہونا دلائل قاہرہ سے ثابت ہے۔ مگر انگریز منحوس کے برِصغیر پاک وہند میں آتے ہی اس کے بل بوتے پر ایک فرقہ وہابیہ پیدا ہوا جس نے تمام اکابرینِ اسلام کی خدمات کو مشکوک بنانے کی بھی کوشش کی اور ان کے عقائد ونظریات کو شرکیہ قرار دے کر گویا پوری امت مسلمہ کو مشرک قرار دے دیا۔ انہوں نے اپنی سرکار انگریز کو خوش کرنے کیلئے حضور سید عالم ﷺ کی توہین وتنقیص میں کوئی کسر نہ چھوڑی جس پر ان کی کتب تقویۃ الایمان، صراط مستقیم وغیرہ شاہد ہیں۔ جیسے ہی کہیں سے ان کو عظمت وشانِ مصطفیٰ کے اظہار کی خوشبو محسوس ہوتی ہے۔ فوراً تقریر وتحریر سے اس کے خلاف رد کیلئے کمربستہ ہوجاتے ہیں۔ اس کی متعدد مثالیں موجود ہیں اور یہ ان کا وطیرہ شروع سے ہی رہا ہے۔ مثلاً سرکارِ دو عالم ﷺ کے اعلانِ نبوت سے قبل جب تعمیر کعبہ کے بعد حجر اسود کو نصب کرنے کے موقع پر جھگڑے کی صورت ہوتی ہے تو اگلے دن حرم پاک میں سب سے پہلے داخل ہونے والے کو منصف ماننا تسلیم کیا جاتا ہے تو یہ عظمت بھی اللہ نے اپنے محبوبِ کریم ﷺ کو عطا فرمائی تو ان وہابیوں کے گرو شیطان کو برداشت نہ ہوسکا۔ وہ لوگوں کو سرکارِ دو عالم ﷺ کی عظمت ماننے سے برگشتہ کرنے کیلئے شیخ نجدی کی صورت میں آتا ہے۔ (الروض الانف جلد 1 صفحہ 228)

پھر کفار مکہ کے اجلاس میں سرکارِ دو عالم ﷺ کے قتل (نعوذ باللہ) کے منصوبہ میں بھی شیطان شیخ نجدی کی صورت میں شریک ہوتا ہے۔

(سیرت ابن ہشام جلد 2 صفحہ 222، تاریخ طبری جلد 2 صفحہ 98، البدایہ والنہایہ جلد 3 صفحہ 175، الوفا باحوال المصطفیٰ جلد 1 صفحہ 229، مواہب اللدنیہ مع زرقانی جلد 1 صفحہ 321، مدارج النبوت جلد 2 صفحہ 56، دلائل النبوت للبیہقی جلد 2 صفحہ 202)

اس واقعہ کو خود وہابیہ کے شیخ الاسلام محمد بن عبد الوہاب نجدی کے بیٹے عبداللہ بن محمد بن عبد الوہاب نے مختصر سیرت الرسول میں اور وہابیہ کے مجدد نواب صدیق حسن بھوپالی نے الشمامۃ العنبر یہ من مولد خیر البریہ میں بھی بیان کیا ہے کہ شیطان کفار کے اجلاس میں شیخ نجدی کی شکل میں آیا۔

(مختصر سیرت الرسول صفحہ 185 عربی صفحہ 283 اردو، الشمامۃ العنبر یہ صفحہ 30)

معلوم ہوا کہ عظمت رسول کے خلاف شیطان شیخ نجدی کے روپ میں ہی آتا ہے۔ خوف طوالت کی وجہ سے ہم اسی پر اکتفا کرتے ہیں۔

سرکارِ دو عالم ﷺ کی شانِ نورانیت پر مشہور حدیث جابر کو جلیل القدر آئمہ محدثین نے مصنف عبد الرزاق کے حوالہ سے بیان کیا ہے۔ مصنف عبد الرزاق پہلے غیر مطبوعہ تھی۔ جب حبیب الرحمٰن اعظمی کی تحقیق سے مصنف عبد الرزاق طبع ہوئی تو خود ان کے اقرار سے ہی یہ نسخہ ناقص تھا۔ اس پر وہابیہ نے بڑا شور ڈالا کہ اس میں حدیثِ جابر موجود نہیں ہے تو ہمارے اکابر فرماتے جب یہ نسخہ کامل ہی نہیں تو یہ اعتراض ہی عبث ہے۔

بحمد اللہ کچھ عرصہ قبل مصنف عبد الرزاق کا الجزء المفقود مل گیا جس میں بسندِ صحیح حدیث جابر نور والی اور حدیث ابن عباس عدم سایہ والی موجود تھی جو کہ بیروت اور پاکستان میں شائع ہو گیا۔ مگر اس کے شائع ہوتے ہی شیطان کی معنوی ذریت و دشمنانِ رسول کے ہاں صف ماتم بچھ گئی اور ان کے نام نہاد محدثین و محققین سر جوڑ کر بیٹھ گئے۔ انہوں نے متعدد مضامین لکھے کہ کسی نہ کسی طریقے سے عظمتِ رسول کو چھپا دیا جائے۔ (نعوذ باللہ)

سب سے پہلے وہابی مولوی زبیر علی زئی نے اپنے رسالہ الحدیث اپریل 2006ء میں الجزء المفقود من المصنف کے رد میں مضمون لکھا اور اپنے گمان میں بڑا کارنامہ سرانجام دیا اور یہ بھی اس کو تکلیف ہوئی کہ "الجزء المفقود کے شائع ہونے سے بریلوی (اہلسنّت) خوشیاں منارہے ہیں"۔ اہلسنّت وجماعت تو اپنے آقا ومولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت وشان کے اظہار پر خوشیاں ضرور منائیں گے۔ اور تم اس سے اپنے گرو شیطان کی بربادی کی وجہ سے سوگ مناؤ گے۔

بہرحال الجز المفقود شائع ہوتے ہی وہابیوں نے اس کو اچھالنا شروع کردیا۔ استاذ العلماء شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد عبدالحکیم شرف قادری صاحب اور برادرِ گرامی محقق اسلام مناظرِ اہلسنّت حضرت مولانا پروفیسر محمد انوار حنفی صاحب مدظلہٗ نے فقیر راقم الحروف کو زبیر علی زئی کے رد کا حکم دیا۔ بحمد اللہ فقیر نے اس کا تفصیلی رد کیا بلکہ منہ توڑ جواب دیا جو ماہنامہ سبیل الرشاد لاہور جون 2006ء میں شائع ہوگیا۔ پھر یہی مضمون ماہنامہ نور ایمان شیخوپورہ میں بھی شائع ہوا۔ اور ابھی تک اس کا جواب مولوی زبیر علی زئی یا کسی اور وہابی مولوی کی طرف سے نہیں دیا گیا۔

پھر مولوی یحییٰ گوندلوی وہابی نے اس حوالہ سے ایک مضمون مختلف رسائل میں لکھا۔ راقم الحروف نے اس کا بھی رد لکھا جو کہ ماہنامہ نور ایمان میں شائع ہوا۔ وہابیہ کے مولوی داؤد ارشد اور ارشاد الحق اثری نے الاعتصام اور محدث جیسے رسائل میں ایک مضمون شائع کیا۔ جس کا فوری رد راقم الحروف نے لکھا جو ماہنامہ نور ایمان میں شائع ہوا۔ بحمد اللہ یہ تینوں مضامین ابھی تک لاجواب ہیں۔

پھر وہابیوں نے ان تینوں مضامین کو یکجا بنام "جعلی جزء کی کہانی اور علمائے ربانی" کے نام سے شائع کردیا تو احباب نے جن میں برادرِ گرامی مناظرِ اسلام مولانا غلام مصطفیٰ شاکر صاحب فیصل آباد برادرِ گرامی حضرت مولانا محمد عاصم صاحب آف گجر خان،

برادرِ گرامی محمد عرفان بٹ صاحب آف لاہور، مناظر اسلام مولانا مفتی محمد جمیل رضوی شیخوپوری، مولانا محمد فاروق رضوی صاحب آف لاہور وغیرہم نے اصرار فرمایا کہ یہ مضامین بھی کتابی شکل میں شائع کر دیے جائیں۔ پیرِ طریقت رہبرِ شریعت حضرت صاحبزادہ مولانا محمد غوث رضوی صاحب نے حکم دیا کہ وہابیوں کی کتاب کے چھپ جانے کی وجہ سے اب اسے فوراً شائع کرنا چاہیے۔ تو راقم الحروف نے مزید اس پر یہ کام کیا کہ سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کی حدیثِ نور اور حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ کی حدیثِ عدمِ سایہ رسول کی پوری سند کی تحقیق و توثیق پر ایک مقالہ تحریر کیا اور یہ کہ جعلی جزء کی کہانی میں مولوی زبیر علی زئی نے دلائل النبوت للبیہقی کی حدیثِ نور کے ایک راوی پر جرح کرنے کی کوشش کی ہے، فقیر نے اس روایتِ نور کی پوری سند کی توثیق اور مولوی زبیر علی زئی کے اعتراضات کے جوابات لکھ دیے ہیں۔ اب اس طرح یہ کل پانچ مضامین کتابی شکل میں پیش خدمت ہیں۔

برادرِ گرامی استاذ العلماء، مناظرِ اسلام حضرت مولانا غلام مرتضیٰ ساقی صاحب زید مجدہٗ جو کہ زبردست محقق، مدرس اور مناظر ہیں اور متعدد مناظروں میں وہابیوں کو شکست فاش دے چکے ہیں اور ردِ وہابیت پر متعدد کتب تصنیف فرما چکے ہیں، نے فقیر کی اس کتاب پر زبردست محققانہ مقدمہ تحریر کیا ہے۔

پھر وہابیوں نے زیاد بن عمر وہابی کا عربی مضمون بھی شائع کیا ہے۔ اس کا عربی میں ہی ڈاکٹر عیسیٰ بن عبداللہ بن مانع الحمیری نے تفصیلی رد کیا ہے جس کی اردو میں مولانا غلام مرتضیٰ ساقی صاحب نے تلخیص کی۔ وہ دونوں بھی شاملِ اشاعت ہیں۔ ساتھ ہی ڈاکٹر عیسیٰ بن مانع حمیری کا عربی آخر کتاب میں شامل کر دیا ہے۔

فقیر راقم الحروف برادرِ گرامی مناظرِ اسلام محقق العصر عالم نبیل فاضل جلیل محدث دوراں حضرت مولانا پروفیسر محمد انوار حنفی صاحب مدظلہ العالی کا بڑا شکر گزار ہے کہ

انہوں نے میری حوالہ جات میں معاونت فرمائی اور اپنے قیمتی مشوروں سے بھی نوازا مولیٰ تعالیٰ اپنے حبیب ﷺ کے وسیلۂ جلیلہ سے فقیر کی اس کاوش کو درجۂ قبولیت عطا فرمائے اور فقیر کے ان معاونین کو بھی جزائے خیر عطا فرمائے اور ہم سب کیلئے ذریعۂ نجات بنائے۔

آمین بجاہِ سید المرسلین علیہ الصلوٰۃ والسلام

دعاؤں کا طالب

محمد کاشف اقبال مدنی رضوی

مدرس جامعہ غوثیہ رضویہ مظہر اسلام

سمندری ضلع فیصل آباد

0300-4128993

☆☆☆☆☆

☆☆☆☆

☆☆☆

تقدیم

از

استاذ العلماء، مناظرِ اسلام، شیخ طریقت

حضرت مولانا ابو الحقائق غلام مرتضیٰ ساقی مجددی مدظلہٗ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ، اَمَّا بَعۡدُ!

حق وصداقت ایک ایسی عظیم قوت ہے کہ جسے زوال نہیں، بلکہ ثبات وقرار ہے اسے جتنا دبایا جائے، بجائے دبنے کے اس میں مزید ابھار، نکھار اور شدگار آجاتا ہے، انکار کرنے والے لاکھ انکار کرتے رہیں، آوازِ حق بلند کرنے والے کو ساحر، مجنوں اور کاہن تک بھی کہہ دیں، اس کے مقابلے میں اپنا لاؤ ولشکر مجتمع کرلیں، جری، دلیر، بہادر، پہلوان اور جنگجو لے آئیں، ہر حربہ استعمال کرلیں، ہر طریقہ اپنا لیں، سارے پاپڑ بیل لیں، لیکن حق کب مٹتا ہے، بلکہ ان کی نسلیں آوازِ حق پر لبیک کہتی اٹھ کھڑی ہوتی ہیں، اور اہلِ حق کو کنویں میں گرانے والے خود گڑھے میں جا گرے، لیکن حق و صداقت کا سورج نہایت تاباں ودرخشاں ہو کر چمکتا، دمکتا رہا۔ کیونکہ

؎ اسلام زمانے میں دبنے کو نہیں آیا
اتنا ہی یہ ابھرے گا جتنا کہ دبا دیں گے

جوں جوں وقت گذرتا جاتا ہے، حق کے جلوے بکھرتے جاتے ہیں، تاریکیاں مٹتی جاتی ہیں، اندھیرا چھٹتا جاتا ہے، اجالا ہوتا جاتا ہے، انوارِ رسالت سے اہلِ ایمان

کے تاباں چہروں پر مزید روشنی اور اہلِ کفر و نفاق کے مکروہ چہروں پر مزید مردنی چھاتی جاتی ہے، ان کے دل ٹیڑھے ہوتے جاتے ہیں، ارادے ملیامیٹ ہو رہے ہیں۔

نورِ مصطفیٰ ﷺ کو اپنی پھونکوں سے بجھانے کی ناکام کوششیں پہلے بھی ہوتی رہیں، لیکن خدا کا وعدہ ہے:

وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُوْرِهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ۔ (الصف:٨)

''اللہ اپنے نور کو پورا کر کے رہے گا اگرچہ کافروں کو برا لگے''۔

کسی نے کیا خوب کہا:

نورِ خدا ہے کفر کی حرکت پہ خندہ زن
پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا

اس نور کو بجھانے والے خود بجھ گئے، بجھ رہے ہیں اور قیامت تک بجھتے ہی رہیں گے، کیونکہ وعدۂ خداوندی ہے:

وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ۔ (الانشراح:٤)

یعنی محبوب! ہم نے تیرا ذکر تیرے لیے بلند کر دیا ہے۔

بقول فاضلِ بریلوی علیہ الرحمہ:

ورفعنا لك ذكرك کا ہے سایہ تجھ پر
بول ہے بالا تیرا ذکر ہے اونچا تیرا
مٹ گئے مٹتے ہیں مٹ جائیں گے اعداء تیرے
نہ مٹا ہے نہ مٹے گا کبھی چرچا تیرا

آج چودہ سو سال سے زائد کا عرصہ بیت جانے کے باوجود، دن بدن شانِ محمدی کے تازہ بتازہ مظاہرے ہو رہے ہیں، عظمتِ مصطفوی کے پھریرے لہرائے جا رہے ہیں، شانِ احمدی کا ظہور ہو رہا ہے...... جس سے گلستانِ ایمان لہلہا رہے ہیں، عشق و محبت کے گلدستے کھل رہے ہیں، اہلِ ایماں مسرور اور ازلی محروم رنجور ہو رہے ہیں۔

؎ اجالا بڑھتا جاتا ہے اندھیرا چھٹتا جاتا ہے
محمد مصطفیٰ ﷺ کا بول بالا ہوتا جاتا ہے

لیکن "نورِ محمدی" سے مستنیر ہونا ہر کسی کا مقدر نہیں۔

- کیا سورج کی روشنی سے ہر کوئی فائدہ اٹھاتا ہے؟
- کیا چاند کی چاندنی سے ہر کوئی روشنی پاتا ہے؟
- کیا پھولوں کی مہک سے ہر کوئی مشام جاں معطر کرتا ہے؟
- کیا خدا کی کل نعمتوں سے ہر کوئی لطف اندوز ہوتا ہے؟

نہیں، نہیں......اور یقیناً نہیں۔

کیونکہ مذکورہ حقائق کو تسلیم کرنے اور ان سے متمتع ہونے کیلئے حواس کا صحیح وسالم ہونا ضروری ہے، آنکھیں بند ہوں، حواس معطل ہوں، مشام بے کار ہوں اور اعضاء مفلوج ہوں تو ان نعمتوں سے استفادہ ناممکن ہے۔ کیونکہ صفراوی مزاج والے کو میٹھی چیزیں بھی کڑوی لگتی ہیں۔

ایسے ہی "نورِ محمدی" کو ماننے کیلئے ایمان، محبت اور ذوقِ سلیم شرط ہے۔ اگر کفر، نفاق، بدمذہبیت، غیر مقلدیت، وہابیت اور دیو بندیت کے ناپاک جراثیم کا اثر ہو تو اس حقیقت کا ادراک نہیں ہو سکتا۔

یہی وجہ ہے کہ آں دم تا ایں دم تاجدارِ مرسلاں، سیاحِ لامکاں، سردارِ لالہ رخاں، نیرِ تاباں، شاہِ مہ جبیناں، شہنشاہِ حسیناں، حضور نورالانوار، احمدِ مختار، حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی نورانیت واولیت کو صرف اہلِ محبت جانتے، پہچانتے اور مانتے چلے آ رہے ہیں جبکہ اہلِ نفاق وصاحبِ نفرت لوگوں کو اس سے محرومی ہی نصیب ہوئی ہے۔

اور یہ حقیقت ہے کہ ماننا محبت والوں کا ہی کام ہے، عقل عیار ہمیشہ اس کی منکر ہی رہی ہے، کیونکہ

؏ عقل والوں کی قسمت میں کہاں ذوقِ جنوں

اقبال نے بھی بہت اچھا مشورہ دیا تھا کہ

؎ عقل کو تنقید سے فرصت نہیں
عشق پر ایمان کی بنیاد رکھ

ہر دور میں اہلِ محبت اور اہلِ نفرت اپنا اپنا کام کرتے آرہے ہیں، دورِ حاضر میں بھی نورِ مصطفوی سے منہ موڑنے والے ہاتھ پاؤں مارتے رہتے ہیں، اور اہلِ محبت ان کے سامنے سینہ سپر ہیں۔

حدیثِ نور:

چونکہ قدرت کا وعدہ ہے کہ وہ اپنے نور کو پورا کر کے رہے گا، لہٰذا اس نے منکرین کے علی الرغم اپنا وعدہ سچا کر دکھایا۔ ہوا یوں کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی وہ روایت جس میں یہ مضمون ہے کہ ''اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نور کو تمام اشیاء سے پہلے تخلیق فرمایا تھا''۔ اہلِ علم اسے ''حدیثِ جابر'' اور ''حدیثِ نور'' کے نام سے یاد کرتے ہیں، امت کے جلیل القدر محدثین، مفسرین اور اہلِ سیَر نے اسے مُصنّفِ عبدالرزاق کے حوالے سے پورے ذوق وعقیدت کے ساتھ نقل کیا۔ چونکہ مُصنّفِ عبدالرزاق شائع نہیں ہوئی تھی، اس لیے منکرینِ نورانیت وولایتِ مصطفیٰ نے ان اکابرِ امت پر عدم اعتماد کرتے ہوئے یہ غوغا آرائی شروع کر دی کہ اگر سنیوں میں ہمت ہے تو ''حدیثِ نور'' مصنف عبدالرزاق سے نکال دکھائیں، ہم انہیں سمجھاتے رہے کہ چونکہ مصنف عبدالرزاق مطبوع نہیں ہے، اس لیے امت کے جلیل القدر محدثین واہلِ سیر کا نقل کر دینا ہی کافی ہے اور اگر تمہیں اطمینان نہیں تو مصنف کا نسخہ تم پیش کر دو، حدیث نور ہم دکھا دیں گے تو وہ لوگ خاموش ہو جاتے۔

دیوبندیوں کا ناقص نسخہ:

لیکن ہوا کیا کہ انڈیا سے حبیب الرحمٰن اعظمی دیوبندی نے مصنف کا جو ناقص نسخہ

شائع کیا تو اس میں حدیثِ نور نہیں تھی۔ (شاید انہیں ملی نہیں یا اپنے عقیدے کے مخالف سمجھتے ہوئے انہوں نے خود خارج کردی تھی) تو اب منکرینِ نورِ مصطفیٰ لگے بغلیں بجانے کہ "مصنف میں یہ حدیث ہرگز نہیں، یہ بریلویوں کا جھوٹ ہے" حالانکہ یہ صرف "بریلویوں" کا مسئلہ نہیں تھا بلکہ اسے جلیل القدر اکابر نے اور خود دیوبندی اور غیر مقلد پیشواؤں نے بھی اسی مصنف کے حوالہ سے ہی نقل کیا تھا، تو کیا وہابیوں کے اکابر بھی جھوٹے ہوئے؟ (حوالہ جات اصل کتاب میں ملاحظہ فرمائیں!)

وہابیوں کا انکار:

صلاح الدین یوسف وہابی نے اسی جھوٹ کو دہراتے ہوئے لکھا ہے:

"حضرت جابر سے منسوب یہ حدیث جو مصنف عبدالرزاق کے حوالے سے بعض کتابوں میں نقل ہوتی آئی ہے۔ اب الحمدللہ! یہ مصنف عبدالرزاق 11 جلدوں میں چھپ کر عام ہوگئی ہے۔ اس میں موجود نہیں ہے گویا جس کتاب کے حوالے سے یہ روایت مشہور تھی اس کتاب میں یہ روایت ہی سرے سے نہیں ہے اور یوں اس روایت کا بے بنیاد ہونا بالکل واضح ہوگیا"۔ (حاشیہ نور محمدی کی پیدائش صفحہ 27 از عبداللہ روپڑی)

انہی خیالات کا اظہار یحییٰ گوندلوی نے کیا ہے۔ (جعلی جزء صفحہ 34)

اب دیکھئے! اس مصنف کو شائع کرنے والے دیوبندی صاحب نے لکھ بھی دیا تھا کہ یہ نسخہ ناقص ہے اور جتنے نسخے انہیں دستیاب ہوئے وہ سب ناقص ہیں۔

(ملاحظہ ہو! مصنف عبدالرزاق جلد 1 صفحہ 3، مطبوعہ بیروت)

اور خود داؤد ارشد نے ارشاد الحق اثری کی تائید کے ساتھ لکھا ہے:

"یہ طبع اپنی ابتدا کے اعتبار سے ناقص ہے بلکہ اس کی پانچویں جلد کی ابتدا میں بھی نقص پایا جاتا ہے"۔ (جعلی جزء صفحہ 48)

لیکن افسوس زبیر زئی نے عوام سے دجل کرتے ہوئے اسے "(تقریباً) مکمل

نسخہ ہے" لکھ مارا۔ (دیکھیے اجملی جز، صفحہ 23)

آخر وہابیوں کو کون سمجھائے، انہیں تو بہر صورت نورانیتِ مصطفیٰ کا انکار کرنا ہے، حالانکہ حبیب الرحمٰن اعظمی دیوبندی پر خود غیر مقلدوں کو بھی اعتماد نہیں ہے اور وہ تسلیم کرتے ہیں کہ وہ ردوبدل کر دیتے ہیں۔ (ملاحظہ ہو تحفۂ حنفیہ از داؤد ارشد صفحہ 43 وغیرہ)

اور کمال یہ ہے کہ دیوبندیوں کے نزدیک بھی اعظمی صاحب خبط میں پڑ جاتے ہیں۔ (توضیح الکلام پر ایک نظر صفحہ 72 از حبیب اللہ ڈیروی)

تو بتائیے! کہ جب دیوبندی صاحب وہابیوں کے مقابلے میں آئیں تو ان کی شائع کردہ کتاب غیر معتبر ٹھہرے اور جب اپنی حمایت میں آجائیں تو وہ مستند کیسے بن جاتے ہیں؟ صرف اسی لیے کہ "حدیثِ نور" کے انکار میں وہ معاون ثابت ہوتے ہیں؟

وہابیوں کی بے اصولی:

اب وہابیوں کو چاہیے تو یہ تھا کہ "مصنف" کا پورا نسخہ تلاش کرتے، لیکن انہوں نے ایسا نہ کیا کیونکہ فِیْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ ...... ان کے دلوں میں بغضِ رسول اور انکارِ نورانیت کا مرضِ کہن تھا، اس لیے وہ اہلسنت کو چیلنج دینے لگے کہ اس حدیث کا وجود ثابت کر کے دکھاؤ، یہ حدیث ہی نہیں ہے۔

جبکہ اہلِ سنت انہیں بار بار یہی فہمائش کرتے کہ دیکھو! اگر کوئی آدمی قرآن پاک کا ایسا نسخہ لے آئے جس کے ابتدائی پارے ہی غائب ہوں اور وہ چیلنج دیتا پھرے کہ مجھے قرآن پاک سے سورۃ فاتحہ یا سورۃ بقرہ نکال کر دکھاؤ، تو یہ اس کی جہالت اور حماقت کی دلیل ہوگی۔ ایسے ہی وہابیوں کا مصنف عبدالرزاق کے ناقص نسخے سے "حدیثِ نور" پر چیلنج دے کر اپنی جاہل عوام کی آنکھوں میں دھول جھونکنا بھی ان کی بیوقوفی اور خرد ماغی پر مہر تصدیق ہے۔

لیکن وہابی چونکہ شترِ بے مہار لوگ ہیں، اس لیے وہ سوچنے سمجھنے سے عاری ہیں اور ویسے بھی

؎ خدا جب دین لیتا ہے تو عقلیں چھین لیتا ہے

حدیثِ نور کے ماخذ کی بازیابی:

دریافت طلب امر یہ ہے کہ کیا ایسے اوچھے ہتھکنڈوں سے حقیقت کے منہ پر کالک ملی جاسکتی ہے؟ حق کو واشگاف ہونے سے روکا جاسکتا ہے؟ نورانیت مصطفیٰ کے ظہور میں کوئی حائل ہوسکتا ہے؟ نورِ خدا کو پھونکوں سے بجھایا جاسکتا ہے؟ نہیں، کیونکہ خدا اسے پورا کر کے رہے گا۔ (واللہ متم نورہ)

کچھ یہی حال وہابیوں کا ہوا کہ انہوں نے حدیثِ نور کو اپنے انکار کے دبیز پردوں میں چھپادینے کی کوئی کمی نہ چھوڑی، لیکن خدا بھلا کرے کشتیِ اہلسنت کے ناخداؤں کا کہ جنہوں نے ہر آن سفینۂ اہلسنت کو کنارے لگانے کی ٹھان رکھی ہے، نورِ نبوت کو مانا، انوارِ رسالت سے اپنے قلوب واذہان کو منور کیا اور حدیثِ نور کی تلاش اور جستجو میں کوئی کسر نہ چھوڑی، بالآخر دستِ قدرت نے دستگیری فرمائی اور نور والوں کو حدیثِ نور کا وہ نسخہ مل گیا جس میں حدیثِ نور قوی اسناد کے ساتھ تقریباً پانچ مقامات پر اپنے جلوے دکھا رہی تھی اور عاشقانِ مصطفیٰ کے قلوب واذہان کو منور فرما رہی تھی۔

اہلِ نور اور اہلِ ظلمت کے جذبات:

تو پھر کیا تھا اہلِ نور، اہلسنت کے چہرے چمکنے لگے، رخسار دمکنے لگے، ماتھوں پر نور اور دلوں میں سرور آگیا، جبکہ اہلِ ظلمت، اندھیرے کو چاہنے والے وہابیوں کے مکروہ چہروں پر مزید مردنی چھاگئی، ان کی دنیا ویران ہوگئی، ان کے چہروں پر دستِ غیب سے زناٹے دار تھپڑ رسید ہونے لگے۔

اہلِ سنّت کی تحقیق کو چار چاند لگ گئے اور وہابیوں کے اول فول پر پانی پھر گیا۔

چونکہ اہلِ سنّت کا یہ طرۂ امتیاز ہے کہ فضائلِ نبوی کو ماننا، اپنی تحقیق وجستجو کا ایک ایک پل اور ایک ایک لمحہ کمالاتِ مصطفوی کے اظہار کیلئے وقف کردینا، دن رات رفعت مصطفیٰ کے نعرے لگانا، ہر وقت عظمتِ رسالت کے ترانے گانا اور اہلِ محبت کو شانِ احمدی

کے تازہ بتازہ جلوے دکھانا۔

جبکہ شانِ رسالت کا انکار کرنا، فضائل و کمالاتِ نبوت پر دلالت کرنے والی احادیث کا حلیہ بگاڑنا، مختلف حیلے بہانوں سے ان کا مفہوم بدلنا، کتابوں میں خیانت اور تحریف کرنا، محدثین کی عبارات کو کاٹنا، فقہاء کے اقوال کو رد کرنا وہابیوں کا شعار ہے، بلکہ یہ چیزیں ان کی گھٹی میں شامل ہیں۔ یعنی

؎ کر دیا تقسیم قسامِ ازل نے
جو شخص کہ جس چیز کے قابل نظر آیا

لہٰذا

رَضِینَا بِقِسْمَةِ الْجَبَّارِ فِینَا

''ہم خدا کی اس تقسیم پر راضی برضا ہیں''۔

حدیثِ نور کی تحقیق

چنانچہ اللہ عزوجل کے فضل سے مصنفِ عبدالرزاق کا وہ بازیاب نسخہ "الجزء المفقود من الجزء الاول من المصنّف" کے نام سے ۱۴۲۵ھ - ۲۰۰۵ء میں دوبئ کے الدکتور عیسٰی بن عبداللہ بن محمد بن مانع الحمیری کی تحقیق سے بیروت، لبنان سے طبع ہوا اور پھر مؤسسۃ الشرف لاہور سے بھی شائع ہوگیا۔

جس میں حدیثِ جابر درج ذیل سند کے ساتھ مروی ہے:

"عبدالرزاق عن معمر عن ابن المنکدر عن جابر قال سألت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم"۔ (الجزء المفقود برقم ۱۸)

یہ حدیث ''ثلاثیات'' سے ہے یعنی امام عبدالرزاق اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان درج ذیل تین راوی ہیں:

معمر، ابن منکدر اور حضرت جابر رضی اللہ عنہم۔

1-امام عبدالرزاق صنعانی رحمۃ اللہ علیہ:

الحافظ الامام ابوبکر عبدالرزاق بن ہمام بن نافع الحمیری الصنعانی الیمانی، صنعاء (یمن) میں ۱۲۶ھ میں ایک علمی گھرانے میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والدِ ماجد حضرت ہمام بن نافع اہلِ یمن کے اخیار میں سے تھے، انہوں نے ساٹھ سے زائد حج کیے اور حضرت سالم بن عبداللہ بن عمر، عکرمہ مولیٰ حضرت عبداللہ بن عباس، وہب بن منبہ، میناء مولیٰ عبدالرحمٰن بن عوف، قیس بن یزید الصنعانی اور عبدالرحمٰن بن السلیمانی مولیٰ حضرت عمر بن خطاب (رضی اللہ عنہم) جیسے اعیان وتابعین سے روایت کرتے ہیں۔

حضرت امام یمن میں پروان چڑھے اور کبار علماء ومشائخ سے اکتسابِ علم وفضل کیا، اوران سے روایت بھی کی، جن میں آپ کے والد امام ہمام بن نافع اور امام معمر بن راشد خصوصاً قابلِ ذکر ہیں، امام معمر کی مجلس میں آپ سات سال تک حاضر رہے۔

آپ سے اخذِ علم کرنے والوں کی تعداد اس قدر زیادہ ہے کہ اس کا شمار نہیں جن میں امام احمد بن حنبل، یحییٰ بن معین اور محمد بن ابان جیسے اعیان خصوصاً قابلِ ذکر ہیں۔ امام عبدالرزاق سے بعد کے تمام محدثین نے روایت لی ہے، صرف بخاری شریف میں ان سے مروی تقریباً 120 احادیث ہیں، جن میں اکثر روایات ''عبدالرزاق عن معمر'' کی سند سے اور باقی روایات دیگر شیوخ سے ہیں اور صحیح مسلم میں تقریباً 289 روایات ہیں، جن میں تقریباً 277 ''عبدالرزاق عن معمر'' کی سند سے اور تیرہ روایات دیگر شیوخ سے ہیں۔

آپ کا شاندار ترجمہ ملاحظہ کرنے کیلئے طبقات الکبریٰ لابنِ سعد 548/5، تاریخ الکبیر للبخاری 130/6، الجرح والتعدیل 38/6، الثقات لابن حبان 412/8، تذکرۃ الحفاظ 364/1، سیر اعلام النبلاء 563/9، میزان الاعتدال 609/2، تہذیب الکمال 52/18، تہذیب التہذیب 572/2، تقریب التہذیب برقم 1183، لسان المیزان 287/7 وغیرہ دیکھئے!

2-امام معمر بن راشد رحمۃ اللہ علیہ:

الامام معمر بن راشد الازدی الحدانی، ابو عروہ بن ابو عمرو البصری 95یا96 ہجری کو پیدا ہوئے، یمن میں سکونت پذیر رہے، امام حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کے جنازے میں شریک ہوئے۔ ثقہ، ثبت اور فاضل ہیں، امام ذہبی نے آپ کو الامام، الحافظ، شیخ الاسلام اور تحری، ورع، جلالت وحسن تصنیف اور علم کا مرکز قرار دیا ہے۔ آپ بخاری و مسلم کے مرکزی راویوں سے ہیں اور حضرت ثابت بنانی، قتادہ، زہری، عاصم الاحول، زید بن اسلم، محمد بن منکدر جیسے اعیان سے روایت کرتے ہیں۔ آپ کا وصال ۱۵۴ھ میں ہوا۔

صحیح بخاری میں آپ سے تقریباً 225 روایات موجود ہیں، جن میں 80 سے زائد روایات "عبدالرزاق عن معمر" کی سند سے ہیں اور مسلم میں تقریباً 300 احادیث ہیں جن میں 280 اسی سند سے مروی ہیں۔

تفصیلی حالات کیلئے طبقات ابنِ سعد 546/5، تاریخ الکبیر برقم 378، تاریخ الصغیر 115/2، الجرح والتعدیل 255/8، الثقات لابن حبان 484/7، سیر اعلام النبلاء 5/7، تذکرۃ الحفاظ 190/1، میزان الاعتدال 154/4، تہذیب التہذیب 127/4، التقریب برقم 6809، تہذیب الکمال 303/28 وغیرہ ملاحظہ ہوں!

3-امام محمد بن المنکدر رحمۃ اللہ علیہ:

الامام محمد بن المنکدر بن عبداللہ بن ہدیر التیمی، ابو عبداللہ المدنی۔ جلیل القدر تابعی ہیں، جو کہ حضرت عائشہ، حضرت ابو ہریرہ، حضرت ابنِ عمر، حضرت جابر، حضرت ابنِ عباس، حضرت ابنِ زبیر، حضرت ربیعہ بن عباد، حضرت انس بن مالک، حضرت ابوامامہ، سعید بن مسیب، عروہ بن زبیر اور اپنے والدِ ماجد جناب عبداللہ بن ہدیر جیسے اعیان سے روایت کرتے ہیں۔

آپ سے روایت کرنے والوں میں سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ، امام زہری، ہشام بن

عروہ، موسیٰ بن عقبہ، ابنِ جریج، یحییٰ بن سعید، معمر بن راشد، امام مالک، امام جعفر صادق، امام شعبہ، سفیان ثوری، سفیان بن عیینہ، امام اوزاعی، زید بن اسلم جیسے شیوخ ہیں۔

آپ ثقہ، فاضل اور ائمہ اعلام میں سے ایک ہیں۔

امام ذہبی نے لکھا ہے:

الامام الحافظ القدوۃ شیخ الاسلام ابو عبد اللہ القرشی المدنی۔

آپ ۳۰ھ کے بعد پیدا ہوئے اور ۱۳۰ھ میں وصال فرمایا۔

صحیح بخاری میں ان سے 30 سے زائد احادیث ہیں، جن میں تقریباً ۲۹ روایات "محمد بن المنکدر عن جابر" کی سند سے ہیں اور صحیح مسلم میں آپ سے تقریباً 22 احادیث مروی ہیں جن میں ۱۲ کے لگ بھگ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے طریق سے ہیں۔

ملاحظہ ہو! سیر اعلام النبلاء 353/5، تہذیب التہذیب 709/3، التقریب برقم 6327، تہذیب الکمال 503/26 وغیرہ۔

4- حضرت سیدنا جابر رضی اللہ عنہ:

سیدنا الامام جابر بن عبد اللہ بن عمرو بن حرام بن سلمہ الانصاری السلمی رضی اللہ عنہ جلیل القدر صحابی ہیں، ابو عبد اللہ اور ابو عبد الرحمٰن آپ کی کنیت ہے، آپ ان صحابہ کرام میں سے ایک ہیں، جنہوں نے کثیر احادیث روایت کی ہیں۔ آپ کے والدِ گرامی بھی صحابی تھے جو کہ غزوۂ احد میں شہید ہوئے۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نو غزوات میں شرکت کی، آپ کا وصال ۷۸ھ میں ہوا، آپ مدینہ منورہ میں وصال فرمانے والے آخری صحابی ہیں، آپ کی عمر مبارک ۷۴ سال بتائی گئی ہے۔

مزید حالات کی لیے ملاحظہ ہوں! الاصابہ 45/2، الاستیعاب 219/1، اُسد الغابہ 256/1۔

خلاصۃ الکلام:

اس تحقیق سے واضح ہو گیا کہ "حدیثِ نور" کی سند کے تمام راوی بخاری اور مسلم

کے مرکزی راوی ہیں اور زبردست ثقہ بھی، لہٰذا یہ روایت صحیح الاسناد اور قوی الرواۃ ہے۔ اور خود وہابیوں نے بھی مانا ہے کہ

"المصنف عبدالرزاق میں مل گئی جس کی بظاہر سند بھی درست ہے"۔

(جعلی جزء صفحہ 62)

صحیحین کے رُواۃ کے متعلق وہابیوں کا فیصلہ:

صحیحین کے راویوں کے بارے میں وہابیوں کا فیصلہ درج ذیل ہے۔

1- وہابیوں کے "امام العصر" ارشادالحق اثری نے لکھا ہے:

"بخاری و مسلم کے راویوں کے سر سے پانی گذر چکا ہے"۔

(رسالہ اسباب اختلاف الفقہاء صفحہ 96)

یعنی ان پر جرح نہیں ہو سکتی، وہ اس مقام سے گذر چکے ہیں۔

2- وہابیوں کے "فضیلۃ الشیخ" زبیر علیزئی نے صحیحین کے راویوں پر جرح کے خلاف پورے غم و غصہ کا اظہار کیا ہے۔ (نورالعینین صفحہ 30، 31)

مزید لکھا ہے:

"حماد ثقہ عابد تھے۔ (تقریب صفحہ 125 وغیرہ) ان سے عفان بن منہال کی روایت صحیح مسلم میں موجود ہے"۔ (ایضاً صفحہ 83 و مثلاً فی صفحہ 105)

مزید لکھا ہے:

"صحیحین وغیرہ ہی میں ایک جماعت کی احادیث ہیں، جن پر قدری وغیرہ کا الزام ہے، (مثلاً قتادہ تابعی وغیرہ) کیا ان کی حدیث رد کر دی جائے گی؟" (ایضاً صفحہ 95)

یعنی بخاری و مسلم کے راوی قدری وغیرہ بھی ہوں تو بھی ان کی حدیث رَد نہیں ہو گی۔

مزید لکھا ہے:

"عطاء بن ابی رباح رحمۃ اللہ علیہ صحاح ستہ کے مرکزی راوی اور "ثقہ فقیہ

فاضل، کثیر الارسال'' (تقریب) تھے۔(لہٰذا یہ سند بالکل صحیح ہے)''۔

(ایضاً صفحہ 244)

وہابیوں کے ان فیصلوں سے واضح ہو گیا کہ بخاری، مسلم اور دیگر صحاح کے مرکزی راویوں پر جرح باطل ہے، ان کی روایات بالکل صحیح ہیں۔

لہٰذا ''حدیثِ نور'' کے راویوں پر وہابیوں کی جرح باطل و مردود ہے، کیونکہ اس کے تمام راوی بخاری و مسلم کے مرکزی راوی ہیں۔

صحیحین کے راویوں پر جرح کرنا بدعتیوں کا کام ہے:

زبیر علی زئی نے لکھا ہے:

''مگر کسے معلوم تھا کہ ایک ایسا دور آنے والا ہے جب مسلمانوں کی راہ کے خلاف چلنے والے بدعتی صحیحین (بخاری و مسلم) کی احادیث اور راویوں پر اندھا دھند حملے کریں گے''۔ (نور العینین صفحہ 30)

معلوم ہوا کہ بخاری و مسلم کے راویوں پر جرح کرنا بدعتی لوگوں کا کام ہے۔

صحیحین کے راویوں پر جرح کرنے والوں کے منہ میں خاک:

زبیر علی زئی نے ہی لکھا ہے:

''یہاں بطور عبرت عرض ہے کہ اوکاڑوی صاحب نے خود صحیحین کے راویوں پر جرح کر رکھی ہے، مثلاً دیکھئے! مجموعۂ رسائل (205/1) تحقیق مسئلۂ رفع الیدین (صفحہ 129) ابو قلابہ وغیرہ۔ دوسروں کو نصیحت اور خود میاں فضیحت!

صحیحین پر خاک اڑانے والوں کے منہ میں خاک پڑے گی۔ انشاء اللہ تعالیٰ''۔ (امین اوکاڑوی کا تعاقب صفحہ 67)

روز روشن کی طرح واضح ہو گیا کہ ''حدیث نور'' پر جرح کرنے والے بدعتی ہیں اور ان کے منہ میں خاک پڑے گی، انشاء اللہ تعالیٰ۔ کیونکہ اس حدیث کے تمام راوی

بخاری ومسلم کے راوی ہیں۔

نوٹ: اسی زبیر علی زئی اور دیگر وہابیوں نے خود صحیحین کے راویوں پر جرح کر کے بہت ہی بری مثال قائم کی ہے۔ مثلاً دیکھئے! نور العینین صفحہ 83،156، ماہنامہ الحدیث نمبر 23 صفحہ 11، نمبر 28 صفحہ 53، نمبر 20 صفحہ 19۔

دوسروں کو نصیحت اور خود میاں فضیحت۔

تفصیل کیلئے راقم کی تالیف ''مطالعۂ وہابیت'' ملاحظہ فرمائیں!

وہابیوں کی پُر ظلمت سازش:

ہر چند واضح ہو گیا کہ ''حدیث نور'' صحیح اور درست ہے، لیکن وہابیوں کو چونکہ شانِ رسالت سے بغض اور حضور ﷺ کی نورانیت واولیت سے چڑ ہے، ان کے سینے کدورت اور کینے سے لبریز ہیں، اس لیے اگرچہ کوئی بات سندِ صحیح اور روایتِ صریح سے بھی ثابت کیوں نہ ہو، انہیں ایک آنکھ نہیں بھاتی، ان کی نارسا عقلوں میں نہیں سماتی، ان کے ٹیڑھے دماغوں میں نہیں آتی، وہ ہر قیمت اسے رد کرنے کے درپے ہوتے ہیں، اسے مردود، باطل، غلط اور موضوع ثابت کرنے کی خاطر سر دھڑ کی بازی لگانے میں ہی اپنی عافیت وسالمیت خیال کرتے ہیں۔ کچھ اسی طرح کا معاملہ مُصنّفِ عبدالرزاق کے مذکورہ ''جزءِ مفقود'' کے ساتھ کیا گیا، جوں ہی یہ نسخہ بیروت اور پھر پاکستان (لاہور) وغیرہ سے شائع ہوا، تو وہابیوں کے تن بدن میں آگ لگ گئی۔ ان کا ہر پیر وجواں سٹپٹا اٹھا کہ ہمارے جیتے جی یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ چنانچہ اندھیرا اینڈ کمپنی کی طرف سے سب سے پہلے زبیر علی زئی آف حضرو (اٹک) وہابیت کی اندھیر نگری میں ٹامک ٹوئیاں مارنے لگا اور اپنے ماہنامہ الحدیث حضرو، شمارہ نمبر 23 اپریل 2006ء کی اشاعت میں ''حدیثِ نور اور مصنف عبدالرزاق، ایک نئی دریافت کا جائزہ'' کے عنوان سے ایک مضمون لکھ مارا۔ پھر اسی ظلمت بھرے راستے پر مولوی یحییٰ گوندلوی آف ساھووالہ (سیالکوٹ) ظلمتیں بکھیرنے لگا اور ''الجزء المفقود یا الجزء المصنوع'' کے نام سے مفت

روزہ تنظیمِ اہلِ حدیث، لاہور ربیع الثانی ۱۴۲۷ھ/مئی ۲۰۰۶ء میں شائع کرادیا۔ اس کے بعد گوندلوی جی کا شاگرد داؤد ارشد بھی ظلمتِ وہابیت کا سیاہ جھنڈا لے کر اٹھ کھڑا ہوا اور ”حدیثِ نور“ پر ظلم ڈھانے لگا۔ لیکن تماشہ یہ بنا کہ داؤد ارشد اب کی بار اپنے ”شیخ“ (یحیٰ گوندلوی) کی بجائے مولوی ارشاد الحق اثری کی گود میں جا بیٹھا، شاید اس کے نزدیک وہ اس ”قابل“ نہ تھا۔ جبھی تو اپنے نام کے اوپر ارشاد الحق کا نام لکھ کر اپنا وزن بڑھانے کے خبط کا شکار ہوا۔ ان دونوں کے نام سے مضمون پہلے ماہنامہ محدث پھر ماہنامہ الاعتصام میں چھپا۔

لیکن ان کے کدورت بھرے دلوں میں ابھی تک اضطراب والتہاب ہی تھا، انہیں چین تب آیا جب ”ندیم ظہیر“ نے ”جعلی جزء کی کہانی اور علمائے ربانی“ کے نام سے تمام مضامین کو یکجا کردیا۔

اب وہابی لگے بغلیں بجانے کہ دیکھو! ہم نے ”حدیثِ نور“ کو جعلی اور ”جزء مفقود“ کو من گھڑت ثابت کردیا، ہم نے لوگوں کی نظروں میں اسے بے وقار بنادیا، ہم نے اسے غیر مستند اور غیر معتبر بتادیا۔ لاحول ولا قوۃ۔

لیکن سوال یہ ہے کہ کیا وہابیوں کی ان اجتماعی چیرہ دستیوں سے حدیثِ نور موضوع ہوگئی؟ کیا وہ نسخہ من گھڑت ثابت ہوگیا؟ کیا نورِ نبوی بجھ گیا؟ کیا وہابیوں کا اس پر ایمان نہیں کہ

فانوس بن کر جس کی حفاظت ہوا کرے
وہ شمع کیوں بجھے جسے روشن خدا کرے

مولانا مدنی کی پُر مسرّت کاوش:

یہ حقیقت ہے کہ نورِ خدا ازل سے آج تک کفر کی حرکت پر خندہ زن ہے، نہ اسے پہلے بجھایا گیا ہے اور نہ ہی کوئی قیامت تک بجھا سکے گا۔ اللہ تعالیٰ اس کے دفاع کیلئے غلامانِ رسول کا انتخاب فرماتا رہتا ہے اور خدا بھلا کرے ہمارے فاضل دوست مناظرِ

اسلام، فاتحِ نجدیت و دیوبندیت، محققِ بے بدل، کاشفِ اسرار بدمذہبیت، ترجمانِ اہلسنّت، وکیلِ احناف، حضرت علامہ مولانا محمد کاشف اقبال مدنی زِیْدَ فَضْلُهٗ کا، جنہوں نے تنِ تنہا وہابیوں کی تحقیق کا طلسم توڑ کے رکھ دیا، انہیں آئینہ دکھا دیا، حقیقت کو بے نقاب فرما دیا اور نمبر وار ہر وہابی ''محقق'' کا جواب دیا ہے۔

ان کے ہر دھوکے کو واضح کیا اور بتا دیا کہ وہابیوں کے ''بُنے ہوئے جال'' مکڑی کے ''تنے ہوئے جالے'' سے بھی کمزور اور بے زور ہیں، مدنی صاحب نے ان کی تحقیق کی حدود اربعہ بھی بتا دی اور ان کی کاوش و جستجو کا تانا بانا بھی بکھیر کے رکھ دیا ہے۔

حضرت مدنی ﷾ کی نور بھری کوشش اور پرنور تحریر کو پڑھ کر ہر منصف مزاج آپ کے فنِ حدیث اور اسماء الرجال پر گہری نظر کو سراہے بغیر نہیں رہے گا۔

وہابیوں کے ہر بے اصول ضابطے کے جواب میں آپ نے جو موتی لٹائے ہیں وہ آپ ہی کا حصہ ہیں اور ان کے تمام لایعنی اعتراضات و تنقیدات کے منہ توڑ، مسکت اور مسقط جواب دے کر سُنّیوں کا رُخ اجالا اور وہابیوں کا مزید منہ کالا کر دیا ہے۔

علامہ مدنی صاحب ﷾ کے یہ مضامین ماہنامہ سبیل الرشاد لاہور اور ماہنامہ نور الایمان شیخوپورہ میں چھپ چکے ہیں۔ زبیر علی زئی کا رد چھپے کئی ماہ گزر چکے ہیں، لیکن تا حال وہ زخموں کو چاٹ رہا ہے اور کوئی اقدام نہیں کیا۔ ایسے ہی دیگر وہابیوں کا حال ہے۔

اب انہی مضامین کو یکجا کرنے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں، اس کتاب میں اگر کوئی جملہ کسی طبعِ نازک پر گراں گذرے تو وہ یقین کر لے کہ ایسا ''کلم الناس علی قدر عقولھم'' کے مطابق ''جوابِ آں غزل'' کے طور پر وہابیوں کی ضیافتِ طبع کے پیشِ نظر ہوا ہے۔

الحمد للہ! اہلِ سنّت کے چہرے چمک رہے ہیں اور وہابیوں کے منہ کالک آلود ہیں۔ کیونکہ تَبْيَضُّ وُجُوْهُ اَهْلِ السُّنَّةِ وَتَسْوَدُّ وُجُوْهُ اَهْلِ الْبِدْعَةِ حق ہے۔

زبیر علی زئی کی کارستانیاں

علی زئی کی کارستانیاں مختصراً ملاحظہ ہوں!

- صحیحین کے راویوں پر جرح کو علی زئی نے بدعت قرار دیا۔ (نور العینین صفحہ 30)

نذیر حسین دہلوی اور ناصر البانی نے بخاری ومسلم کے راویوں پر جرح کی، جسے علی زئی نے خود بھی مانا۔ (الحدیث شمارہ 23 صفحہ 11،12) لیکن انہیں "محدث" اور اپنا پیشوا مان کر "اکابر پرستی" کا ثبوت دیا ہے، بلکہ انہوں نے خود بھی یہ بدعت اپنائی ہے۔

(ملاحظہ ہو نور العینین صفحہ 83،156 وغیرہ)

- جزء مفقود کو کتابت کی اغلاط کی وجہ سے بھی موضوع قرار دیا۔

جبکہ سنن نسائی اور المعجم لابن الاعرابی میں اغلاط کی نشاندہی کرنے کے باوجود ان سے استدلال کیا۔ (نور العینین صفحہ 182،245)

اگر وہ من گھڑت ہے تو ان کو بھی جعلی قرار دیں۔

- نور العینین صفحہ 41 پر کہا: "ابنِ ابی لیلیٰ کو 31 محدثین نے ضعیف وغیرہ قرار دیا"۔

جبکہ صفحہ 78 پر 32 افراد کے نام گنوائے۔ دیکھئے کیسا تضاد یا جہالت ہے؟

- اسی کتاب کے صفحہ 80 پر امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ کو "فرقہ اہل الرائے والقیاس (حنفیہ دیوبندیہ)" کے تحت پہلے نمبر پر "طحاوی" کا عنوان دے کر آپ کا ذکر کیا۔

جبکہ صفحہ 89 پر لکھا: "امام طحاوی حنفی" لکھ کر آپ کو امام تسلیم کیا۔ اور وہ اہل الرائے والقیاس حنفیہ دیوبندیہ کو بھی امام مانتے ہیں؟ یہ صرف عوام سے دھوکہ وفریب ہے۔

- کتاب مذکور کے صفحہ 160 پر امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کو کذاب بتایا۔

کیونکہ وہ وہاں اس کے مخالف تھے اور امین اوکاڑوی کا تعاقب صفحہ 74 پر "ائمہ محدثین" کی فہرست میں دوسرے نمبر پر امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کا نام لیا، کیونکہ وہاں وہ (بزعم خود) ان کی "مشکل کشائی" فرمارہے تھے۔

❁ اسی کتاب کے صفحہ 54 اور دیگر متعدد مقامات پر بار بار یہ قانون لکھا کہ ''عدم ذکر، عدم وجود کو لازم نہیں''۔

جبکہ تعاقب صفحہ 74 پر کہہ دیا کہ ''نبی ﷺ سے تہجد اور تراویح کا علیحدہ علیحدہ پڑھنا قطعاً ثابت نہیں ہے''۔ حالانکہ ثبوت نہ ملنے سے وجود کی نفی نہیں ہو سکتی۔ لیکن زبیر میاں نے دونوں جگہ اپنا مسلک بچانے کی خاطر تضاد گوئی کی۔

❁ ایک جگہ لکھا ہے: ''آپ ﷺ نے رات میں صرف ایک وتر پڑھا ہے، آپ ﷺ سے صرف گیارہ (11) رکعات (8+3) ثابت ہیں''۔

(امین اوکاڑوی کا تعاقب صفحہ 75)

یہاں ''صرف ایک وتر'' مان کر تین وتر کی روایات کا انکار کر کے منکرین حدیث میں اپنا نام درج کرایا۔ پھر ایک اور گیارہ کو (8+3) کے طریقہ سے جمع کر کے اپنی لاابدی جہالت کا ثبوت دیا۔ کیونکہ ایک کو گیارہ میں یوں جمع کیا جاتا ہے۔ 11+1 نہ کہ 8+3 کے طریقہ سے۔

اور گیارہ رکعات اور ایک وتر ملا کر بارہ رکعات بنتی ہیں، لیکن جاہل زمانہ گیارہ کا قول کر رہا ہے۔

پھر یہ کہنا کہ ''صرف گیارہ رکعات ثابت ہیں'' بھی ان احادیث کا انکار ہے جن میں اس سے کم و بیش تعداد بھی موجود ہے۔ زبیر علی زئی اینڈ پارٹی جان چکی ہوگی کہ ''منکرِ حدیث'' کون ہے؟

علی زئی نے خود لکھا ہے:

''منکرینِ حدیث کو اہلِ قرآن یا اہلِ فقہ کہنا غلط ہے''۔ (الحدیث شمارہ 29 صفحہ 27)

لہٰذا انہیں اہلِ حدیث کہنا بھی غلط ہے۔

نوٹ: میرے شاگرد محمد جمیل کیلانی نے زبیر علی زئی کے نام اکتوبر 2005ء کو ایک خط میں اس جہالت اور انکارِ حدیث پر متنبہ کیا لیکن افسوس وہ تاہنوز توبہ سے محروم اور کٹ

تجتی پر اترے ہوئے ہیں۔

* علی زئی نے مشکوۃ صفحہ 19 کی ایک روایت نقل کی جس میں "ھذا خلق اللہ والخلق" کا جملہ لکھا اور "و" کا اضافہ کر کے تحریف کر ڈالی۔ (الحدیث نمبر 29 صفحہ 9)
مشہور روایت کو دو جگہ تبدیل کر دیا، ایک بار لکھا: "المرء مع من احب" اور دوسری بار لکھا: "المرء من احب"۔ (بدعتی کے پیچھے نماز کا حکم صفحہ 13، 45)
پہلی میں "ء" اور دوسری میں "مع" کاٹ دیا۔

* صحیح بخاری کی افضلیت اور صحیح ترین ہونے پر امام الوائلی اور امام الحرمین کے اقوال سے استدلال کیا اور یہ بھی تسلیم کیا کہ یہ اقوال بے سند ہیں۔
(الحدیث نمبر 23 صفحہ 10، 11)
بتایئے! ایسی بے سند باتوں پر وہابیہ کا اعتماد کیوں اور ان سے استناد کیسا؟

* الحدیث شمارہ 23 صفحہ 55 پر اختلاط اور تلقین کرنے والے کو "لائی لگ" کہا۔ جبکہ کئی ثقہ و معتبر محدثین کا اختلاط و تلقین ثابت ہے، خود انہوں نے اسی شمارہ کے صفحہ 25 پر تسلیم کیا ہے، تو کیا وہ "لائی لگ" ہیں؟ مزید ملاحظہ ہو! الحدیث نمبر 27 صفحہ 17، 29 نمبر 26 صفحہ 5، 24۔

* اسی شمارہ صفحہ 55 پر لکھا کہ "لائی لگ" لفظ "مقلد" کا صحیح ترجمہ ہے۔ حالانکہ مقلد اپنے مذہب کا پابند ہوتا ہے لہٰذا وہ "لائی لگ" نہ ہوا۔ جبکہ مولوی اسماعیل سلفی کے بقول غیر مقلد کا صحیح ترجمہ "شتر بے مہار" (آوارہ اونٹ) اور وہابی کا درست معنی بقول محمد حسین بٹالوی "نمک حرام" ہے۔
(ملاحظہ ہو! تحریک آزادی فکر صفحہ 198، اشاعۃ السنۃ جلد 11 شمارہ 2 صفحہ 34)
نیز یہ بھی بتائیں کہ کیا اختلاط اور تلقین والے جملہ محدثین مقلد ہیں؟

* اپنے ہر رسالہ کے بیک ٹائٹل پر "ضعیف و مردود روایات سے کلی اجتناب" کا تاثر دیا۔

جبکہ نور العینین صفحہ 244، 242 وغیرہ پر ایسی روایت سے استدلال کیا، اور الحدیث شمارہ 23 صفحہ 21 پر ضعیف روایات کو "شواہد اور امت کے تلقی بالقبول کی وجہ سے" قبول کرنے کا قانون دیا۔

اور لکھا ہے: "صحیح کی تائید میں کمزور روایت پیش کرنا حرام و ممنوع نہیں"۔

(امین اوکاڑوی کا تعاقب صفحہ 58)

بلکہ مذہب بچانے کی خاطر موضوع روایت کی وکالت و حمایت بھی کر ڈالی ہے۔

(ملاحظہ ہو اصلوٰۃ الرسول صفحہ 195)

۞ لکھا ہے: ابو محمد عبداللہ بن محمد بن یعقوب البخاری الحارثی...... اس شخص کی توثیق کسی نے نہیں کی۔ (الحدیث شمارہ 23 صفحہ 54)

جبکہ حافظ ذہبی نے آپ کو عالم وراء النہر، محدث، الامام، العلامہ، ابو محمد عبداللہ بن محمد بن یعقوب بن الحارث البخاری الملقب بالاستاذ جامع مسند ابی حنیفۃ الامام کے القاب سے یاد کیا ہے۔ (تذکرۃ الحفاظ جلد 3 صفحہ 49)

اور عبدالرحمٰن مبارکپوری نے تحفۃ الاحوذی جلد 2 صفحہ 319 اور قاضی شوکانی نے نیل الاوطار جلد 7 صفحہ 111 پر ان سے احتجاج کیا ہے۔

۞ ہر ایرے، غیرے، جاہل، ان پڑھ اور ناخواندہ وہابی کو "اہلِ حدیث" ثابت کرنے کی خاطر لکھ مارا: "حافظ ابنِ تیمیہ کے اس فہم سے معلوم ہوا کہ اہلِ حدیث سے مراد محدثین اور ان کے عوام ہیں"۔ (الحدیث شمارہ 29 صفحہ 32)

اول تو ابنِ تیمیہ کے فہم کا کوئی اعتبار نہیں۔ وہابیوں کے ہاں تو فہم صحابی بلکہ نبی علیہ السلام کی رائے کا بھی کوئی اعتبار نہیں۔ دوسرے یہ ابن تیمیہ پر ویسے ہی بہتان ہے اس کی عبارت میں "عوام" کا کوئی لفظ نہیں ہے۔

۞ مسند احمد سے "کان یرفع یدیہ فی الرکوع والسجود" کے الفاظ لکھے۔

(نور العینین صفحہ 86)

چونکہ اس روایت سے سجدوں کے وقت رفع یدین بھی ثابت ہوتا تھا جو کہ وہابیوں کے خلاف ہے، لہٰذا علی زئی نے مذہب بچانے کیلئے تصرّف کیا، اور فی الرکوع کو قبل الرکوع اور والسجود کو اول تو "وفی السجود" بنا کر تحریف کا ذوق پورا کردیا۔ (صفحہ 84) دوسرے قبل السجود کو اذا رفع رأسہٗ من الرکوع کرڈالا۔ جبکہ صحیح تاویل فی الرکوع یعنی عند الرکوع والرفع منہ اور والسجود یعنی عند السجود و بعدھا ہے۔ دیگر شواہد بھی اس کی تائید کرتے ہیں۔

- نورالعینین صفحہ 80 پر امام طحاوی، امام زیلعی، امام ابن ترکمانی اور علامہ نیموی کو "حنفیہ دیوبندیہ" لکھ دیا، جو کہ سراسر دجل ہے۔
- علم الفقہ اور فقہائے امت سے اندرونی بغض کا اظہار کرتے ہوئے لکھ مارا: "علماء کا اسے فقیہ قرار دینا تو یہ ثقاہت کی دلیل نہیں"۔ (نورالعینین صفحہ 80)

حالانکہ ائمۂ اسمائے رجال نے متعدد افرد کی توثیق میں "فقیہ" کے لفظ بھی استعمال کیے ہیں۔ علی زئی کی اسی کتاب کے صفحہ 240، 241، 244 بھی اس پر دلیل ناطق ہیں۔

- زبیر میاں نے امام بخاری کی "کتاب الضعفاء" میں جگہ جگہ متن بدلا ہے مثلاً صفحہ 23، 66، 85، 51، 91، 82، 27، 31، 100، 110، 116، 123 وغیرہ۔

جبکہ ان کے معتمد علیہ ارشاد الحق اثری نے لکھا ہے کہ "تصنیف شدہ کتاب کے الفاظ کو بدلنا جائز نہیں"۔ (احادیثِ ہدایہ صفحہ 87)

بولیے! خائن، وضاع اور محرّف کون؟

- ایک جگہ لکھا: ابوبکر بن عیاش حافظے کی وجہ سے عند الجمہور ضعیف اور کثیر الغلط تھے جیسا کہ مَیں نے اپنی کتاب "نورالعینین فی مسئلۃ رفع الیدین (جدید)" میں ناقابلِ تردید دلائل سے واضح کردیا ہے۔ صفحہ 181، 187 و صفحہ 161۔ (القول المتین صفحہ 30)

دوسری جگہ اپنے اسی ''ناقابلِ تردید دلائل'' کی دھجیاں بکھیرتے ہوئے خود ہی لکھ دیا: راقم الحروف کی تحقیقِ جدید میں ابوبکر بن عیاش رحمہ اللہ جمہور محدثین کے نزدیک ثقہ وصدوق راوی ہیں۔ (ماہنامہ الحدیث نمبر 28 صفحہ 54)

- ابوبلال محمد بن سلیم الراسبی البصری کو پورا زور لگا کر ''حسن الحدیث'' لکھا۔

(جزء رفع الیدین صفحہ 55 پرانا ایڈیشن)

اور نئے ایڈیشن میں جھوٹ بولا کہ ایسا غلطی سے چھپ گیا ہے۔ (صفحہ 55 نیا ایڈیشن)

- مزید لکھا ہے: ''دو من گھڑت کتابیں......'' یعنی اس عنوان کے تحت دو کتابوں کے متعلق لکھنا چاہیے تھا، جبکہ آگے دو کی بجائے چار کتب کا تذکرہ کیا ہے۔

(جعلی جزء صفحہ 17)

- مزید لکھا ہے: ''یہ نسخہ فاش غلطیوں والا ہے''۔ (جعلی جزء صفحہ 24)

یہ سراسر جھوٹ ہے، انقطاع کو ''فاش غلطیاں'' وہی قرار دے سکتا ہے جو خود ایسی اغلاط کا ''مرقع'' ہو۔

- صفحہ 31 پر ہندی کا ترجمہ پاکستانی کیا ہے۔
- صفحہ 32 پر کہا: ''یہ زبردست رد ہے جو عربی علماء کی طرف سے شائع ہوا ہے''۔

حالانکہ ''عربی علماء'' کا یہ ''رَدّ'' جھوٹ کا پلندہ ہونے کی وجہ سے کمزور ترین اور مردود ترین ہے جس کا جواب اسی کتاب میں موجود ہے۔

- صفحہ 32 پر دلائل النبوۃ کی نور والی روایت میں امام بیہقی کے استاذ ابوالحسن المقری کو مجہول الحال کہہ کر اپنے ضمیر کا بوجھ ہلکا کیا۔

جبکہ مسئلہ رفع الیدین کے متعلق اپنے موقف کی تائید کرنے والی ایک روایت کے راوی ''محمد بن عصمہ، الرملی القاضی'' کے حالات نہ ملنے کے باوجود اسے ''مستور'' بتا کر اس کو مقبول بنانے کی پوری کوشش کی ہے۔ (صلوٰۃ الرسول صفحہ 196)

دونوں جگہ اپنا ''مصنوع'' وہابی مذہب بچانا مقصود تھا۔

❁ ''تقلید کو اس لیے بدعت بتایا کہ وہ چوتھی صدی میں پیدا ہوئی''۔

(دین میں تقلید کا مسئلہ صفحہ 32)

گویا چوتھی صدی سے پہلے رونما ہونے والے مخالفِ سنت امور ان کے نزدیک بدعت نہیں بلکہ سنت ہیں۔

❁ ایک جگہ پر آراء واجتہادات کی پیروی کو تقلید قرار دے کر کسی کی رائے کو ماننا گمراہی قرار دیا۔ (ایضا صفحہ 32)

جبکہ دوسری جگہ ''صحیح العقیدہ اہلِ سنّت کے عالم'' کی رائے کو ماننے کی ترغیب دے کر اسی تقلید اور گمراہی کی حمایت کر ڈالی۔ (ایضا صفحہ 45)

❁ اپنی اس کتاب میں سارا زور اس بات پر لگا دیا کہ ''بغیر دلیل اور بغیر حجت کے کسی غیر نبی کی بات ماننا تقلید ہے''۔

جبکہ یہی عمل وہابیوں میں کثرت سے کارفرما ہے، زبیر نے خود کئی مقامات پر اس ''تقلید'' کو اپنایا ہے۔ (ملاحظہ ہو! نور العینین صفحہ 55 ودیگر)

اور خود صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم سے بھی ''بے دلیل غیر نبی'' کی بات کو ماننا ثابت ہے۔

کیا یہ سب کچھ ناجائز، گمراہی، حرام اور شرک ہے؟ معاذ اللہ۔

مزید تفصیل ہماری کتب ''دروس القرآن فی شہر رمضان''، ''مطالعۂ وہابیت'' اور ''وہابیوں کا مروجہ جنازہ ثابت نہیں'' میں ہے۔

داؤدیہ پارٹی کا حال

اس پارٹی سے مراد بنیادی طور پر داؤد ارشد اور یحیٰ گوندلوی ہیں (گو مبشر ربانی بھی اس میں شامل ہے)۔ فرقۂ داؤدیہ نے تحفۂ حنفیہ اور دین الباطل دو کتابیں اپنی مشترکہ کاوش سے شائع کی ہیں، جن میں تحریف، تلبیس، خیانت، اتہام، خرد برد، بداخلاقی اور بدکلامی کی انتہاء کر دی ہے حتیٰ کہ آیات قرآنی اور احادیث نبوی بھی ان کی

پیرہ ستدلال سے محفوظ نہیں رہ سکیں، جس شخص نے تضاد بیانی خود اپنی تغلیط، جاہلانہ چیلنج، بھونڈے دعوے، شرک وکفر کی حمایت، وہابیوں کی جہالت وحماقت بھری داستانیں ورق ورق پر بکھری دیکھنی ہوں [illegible] مذکورہ کتب دیکھ لے!

تفصیل ہماری کتب ''دروس القرآن''، ''مطالعہ [illegible]''، ''وہابیوں کا مروجہ جنازہ ثابت نہیں'' اور ''دعا بعد جنازہ'' میں ہے۔

❁ داؤدیہ گروپ نے فرض، واجب، مستحب کی تقسیم کو بدترین بدعت کہا۔

(تحفہ حنفیہ صفحہ 125)

جبکہ یہ تقسیم ان کے بڑوں نے بھی کر رکھی ہے۔ مثلاً

صلوٰۃ الرسول صفحہ 209، 236، 203 از صادق سیالکوٹی، اہل حدیث کا مذہب صفحہ 52، 49 از ثناء اللہ امرتسری، الحدیث نمبر 31 صفحہ 34، 36، 38، 42 از زبیر علی زئی احسن الکلام صفحہ 4، 45، 46، 59، 68 از عبدالغفور اثری، ودیگر۔

تو اب کہہ دیں کہ وہابی پارٹی بدترین بدعتی ہے۔ ولا شک فیہ۔

❁ ایک جگہ تقلید کو شرک قرار دیا۔ (تحفہ حنفیہ صفحہ 216)

جبکہ دوسری جگہ مقلد کو ''رحمہ اللہ'' اور ''مرحوم'' کہا۔ (صفحہ 176، 220)

گویا مشرک کو رحمت کا مستحق بنا دیا۔

❁ ایک طرف امام صاحب کو جوتی کی عبادت جائز قرار دینے والا لکھا۔

(ایضاً صفحہ 106)

جبکہ دوسری جگہ مومن کامل لکھا ہے۔ (صفحہ 221، 222)

بتایئے! مشرک کو رحمت کا حقدار اور جوتے کی عبادت جائز سمجھنے والے کو مومن کہنے والا کون ہے؟ کیا شرک کرنے والا مومن ہو سکتا ہے؟ اور کیا ''مومنِ کامل'' کو مشرک کہنے والا مشرک نہیں ہوتا؟

ایک مقام پر کہا کہ شیخ عبدالحق دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کو حنفی حضرات "محدث" کے لقب سے یاد کرتے ہیں۔ (ایضا صفحہ 60)

دوسری جگہ خود بھی حضرت دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کو "محدث" لکھا ہے۔ (صفحہ 161)

دیکھئے! کیسی خردماغی ہے؟

صفحہ 135 پر "ید" کا معنی قبضہ کیا اور صفحہ پر 159 پر آ کر انکار کر دیا۔

چونکہ دماغ قبضے میں نہیں، اس لیے اول فول بک رہے ہیں۔

مولانا ارشاد حسین نقشبندی رامپوری رحمۃ اللہ علیہ کو "دیوبندی" لکھ دیا۔ (صفحہ 176)

جبکہ آپ کا "دیوبندیت" سے کوئی تعلق نہیں۔

لکھا ہے کہ "پیر عبدالقادر جیلانی نے بھی حنفیہ کو مرجیہ میں شمار کرتے ہوئے لکھا ہے"۔ (صفحہ 115)

اولاً: غنیۃ الطالبین ہمارے موقف کے مطابق حضرت جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی نہیں۔

ثانیاً: اس میں احناف کا نہیں "بعض" لوگوں کا ذکر ہے جو حقیقت میں حنفی نہیں۔

ثالثاً: اسی کتاب کے جزء اول صفحہ 87 میں محمدی فرقہ کو رافضیوں میں شمار کیا ہے۔ لہذا کیا خیال ہے؟

اس کتاب میں ایسے مسائل کی کمی نہیں ہے کہ جن کی بدولت وہابیت ونجدیت کا ستیاناس ہو جائے۔

تفصیل کیلئے ہماری تصنیف "غنیۃ الطالبین تحقیق کے آئینہ میں" دیکھئے! یا "مسلکِ غوثِ پاک" ملاحظہ ہو!

ایک طرف باور کرایا کہ ضعیف حدیث ہمارا موقف نہیں (صفحہ 208) اور یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز نہیں۔ (صفحہ 21)

جبکہ دوسری طرف صحابہ کرام کو اہلحدیث ثابت کرنے کیلئے اسی ضعیف حدیث کو بنیاد بنایا۔ (صفحہ 254)

بتائیے! یہ کیا حرکت ہے؟! ایسا کام وہی کرسکتا ہے جو خود ''ضعیف'' ہو۔

- صفحہ 97 پر حافظ ابنِ حجر پر تصحیف یعنی تحریف کا بہتان لگایا اور صفحہ 253 پر بخاری کے راوی کو مجہول بتایا۔
- ایک روایت کے متعلق یوں لکھا: ''اس کی کوئی صحیح سند تو کجا ضعیف بلکہ من گھڑت بھی موجود نہیں''۔ (صفحہ 192)

بتائیے! کیا ان کے نزدیک ''من گھڑت'' سند قبول ہے؟

دیکھئے! ایک طرف جعلی سند کا مطالبہ اور دوسری طرف ''حدیثِ نور'' کی صحیح بخاری و مسلم والے راویوں کی سند پر چیں بجبیں! آخر کیوں؟

جبکہ داؤد ارشد کے بزرگ ارشاد الحق اثری (جن سے اس نے ''جزء مفقود'' کو مجروح کرنے کیلئے مدد چاہی) نے لکھا ہے:

''یہ محدثین کے نزدیک معروف نہیں، میں اس کی کسی صحیح، ضعیف اور موضوع سند پر مطلع نہیں ہوسکا''۔ (احادیث ہدایہ صفحہ 26)

اس سے واضح ہے کہ داؤدیہ گروہ کا انداز محدثین کے خلاف، غیر معروف اور مجہول ہے، کیونکہ ان کی محنت فضول و بے اصول ہے۔

- احناف سے اندرونی بغض کا اظہار کرتے ہوئے لکھا کہ ''اختلاف امتی رحمۃ احناف نے گھڑی ہے''۔ (صفحہ 192)

جبکہ وہابی پیشوا عبدالمجید خادم سوہدروی نے یہی روایت لکھی ہے۔

(سیرت ثنائی صفحہ 39)

جان لیں کہ وضاع اور حدیث گھڑنے والا کون ہے؟

- ایک طرف اپنا مسلک قرآن و حدیث بتایا جاتا ہے جبکہ دوسری طرف لکھا: ''عمل اہلحدیث بھی حضرت امرتسری کے فتویٰ پر ہے''۔ (صفحہ 378)
- منصب رسالت کا انکار کرتے ہوئے لکھا: ''کسی چیز کو حلال و حرام قرار دینا اللہ

تعالیٰ کا خاصہ ہے"۔ (صفحہ 170)

جبکہ قرآن میں تصریح ہے کہ رسول اللہ ﷺ بھی حلال وحرام کرتے ہیں۔

(ملاحظہ ہو! الاعراف: 157، التوبہ: 29)

وہابیوں کے ماہنامہ محدث، لاہور (جس میں داؤد کا مضمون چھپا تھا) میں بھی اس حقیقت کو تسلیم کیا گیا ہے۔ (ملاحظہ ہو! محدث، اکتوبر 2006)

بتایئے! وہ اللہ تعالیٰ کے خاصہ کا انکار کر کے مشرک قرار پائے یا نہیں؟

- علم حدیث اور علم شرع کا یہ حال ہے کہ لکھا ہے:

"اجتماعی طور پر میت کیلئے دعا کا ثبوت صرف نماز اور دفن کے بعد قبر پر کھڑے ہو کر کرنے کی صورت میں ہی ہے"۔ (دین الباطل جلد 2 صفحہ 238)

حالانکہ خود بخاری شریف و مسلم شریف میں دفن سے قبل (نمازِ جنازہ کے علاوہ) اور دفن کے دوسرے یا تیسرے روز بھی میت کیلئے اجتماعی دعا ثابت ہے۔

(صحیح بخاری جلد 1 صفحہ 41، 502، صحیح مسلم جلد 2 صفحہ 68)

ملاحظہ فرمائیں! ایسی جہالت پر فخر کرتے ہوئے وہابی مولوی احناف کو چیلنج دیتے پھرتے ہیں۔

- مزید لکھا: "نبی ﷺ نے اذان تو زندگی بھر میں ایک بار بھی نہیں کہی"۔ (صفحہ 138)

حالانکہ آپ نے اذان پڑھی ہے۔ (سنن ابوداؤد 340/2، جامع ترمذی 55/1)

حدیث سے خالی دامن وہابیوں کو "اہلِ حدیث" کہلانے کا کوئی حق نہیں۔

- ایک طرف بدعت کے مخالف بنتے ہیں اور دوسری طرف بدعتی وظیفہ اور بدعتی مشورہ بتاتے ہیں۔ (صفحہ 124، 165)
- صفحہ 220 پر باطن کی بات کا فیصلہ دے کر، خود کو خدا کے مقابلہ میں علیم بذات الصدور بنا ڈالا ہے۔ معاذ اللہ۔
- بخاری کی روایات پر جرح بھی کر رکھی ہے۔ (دیکھئے! دین الباطل جلد 2 صفحہ 166، 235)

- یحیٰ گوندلوی نے خود کو "عالم الکل" باور کرانے کیلئے لکھا: "ہر ایک بات میری نظر میں ہے"۔ (مطرقۃ الحدید صفحہ 12)
- مزید لکھا: امام ابو حنیفہ کو امامِ اعظم لکھنا خالص حنفی نقطہ نظر کی ترجمانی ہے۔ (صفحہ 50)

جبکہ ان کے صادق سیالکوٹی نے صلوٰۃ الرسول صفحہ 197 پر، عبد المجید سوہدروی نے "امام ابو حنیفہ صفحہ 7" پر اور ابراہیم سیالکوٹی نے "تاریخ اہلحدیث صفحہ 271 پر حضرت امام صاحب کو امام اعظم لکھ کر احناف کی ترجمانی کردی ہے۔ کیونکہ جھوٹ کا منہ کالا اور حق کا بول بالا ہوتا ہے۔

- مزید لکھا ہے: (مرزا قادیانی کی کتاب) براہینِ احمدیہ کوئی ایسی کتاب نہیں جس کی بنا پر مرزا پر کفر کا فتویٰ لگایا جاسکتا تھا۔ (صفحہ 39)

اور صفحہ 43 پر لکھ دیا: براہین کی مخالفت میں جو سب سے پہلے قلم حرکت میں آیا وہ مسلک اہلحدیث کے سرخیل علامہ نواب صدیق الحسن خان کا تھا...... نواب صاحب نے اس کتاب کو پھاڑ کر واپس کردیا...... مولوی محمد حسین بٹالوی نے اس براہین احمدیہ پر ہی...... مرزا پر فتویٰ کفر لگایا۔ (صفحہ 44)

بتایئے! کفر کی حمایت کس نے کی ہے؟ یحیٰ گوندلوی نے یا نواب صدیق اور حسین بٹالوی نے؟

- گوندلوی نے تاثر دیا کہ "کذابوں نے اس عقیدہ کو رواج دینے کی کوشش کی کہ اللہ کے نبی نور ہیں"۔ (جعلی جزء صفحہ 33)

جبکہ ان کے بڑوں نے بھی نبی کریم ﷺ کے نور ہونے کی تصریح کی ہے۔ ملاحظہ ہو! جمالِ مصطفیٰ صفحہ 218، 131، 467 از صادق سیالکوٹی، سراجاً منیرا صفحہ 8، 9 از ابراہیم میر، تفسیر ثنائی جلد 2 صفحہ 9 و فتاویٰ ثنائیہ جلد 2 صفحہ 793 از ثناء اللہ امرتسری وغیرہ۔

کیا یہ سارے وہابی اکابر ''کذاب'' ہیں؟

- صفحہ 34 پر جھوٹ بولا کہ ''چند متاخرین سیرت نگار حضرات نے اس من گھڑت روایت کا انتساب امام عبدالرزاق صنعانی کی طرف کر دیا''۔
حالانکہ متقدمین سے بھی اس کا انتساب ثابت ہے۔
تفصیل اسی کتاب میں دیکھئے!
- صفحہ 35 پر ڈاکٹر عیسیٰ حمیری کی طرف یہ الفاظ منسوب کیے ہیں۔ حدیث جابر (اور ما خلق اللہ نوری) کی صحت کے بارہ میں الخ......
حالانکہ خود ساختہ بریکٹوں میں لکھے گئے الفاظ ان کے نہیں ہیں۔
- صفحہ 45 پر لکھا کہ ''ظاہر ہے نور سے بشر تو پیدا نہیں ہوتا''۔
اس قانون پر قرآن وحدیث کی دلیل پیش کریں!
- صفحہ 46 پر ڈاکٹر عیسیٰ حِمیری کے اس جملہ کہ ''موضوع ہونے کیلئے صرف الفاظ کی رکاکت کافی نہیں جب تک اس کے ساتھ معنیٰ کی رکاکت شامل نہ ہو'' کا رَدّ کرتے ہوئے لکھ مارا کہ یہ ''حقائق کے منافی ہے'' اور اس کے بعد حافظ ابن الصلاح کی عبارت نقل کی، جسے اندھے پن کی وجہ سے اپنی دلیل بنا ڈالا، جبکہ اس میں صراحت ہے:

یشھد بوضعھا رکاکۃ ألفاظھا ومعانیھا. (مقدمہ ابن الصلاح صفحہ 47)

''جن کے الفاظ اور معانی کی رکاکت ان کے من گھڑت ہونے کی گواہی دیتے ہیں''۔

یہاں پر ''الفاظ اور معانی'' دونوں کا ذکر ہے، لیکن اگر وہابیوں میں سمجھنے کی لیاقت نہ ہو تو ہمارا قصور کیا ہے؟

جعلی روایات:

- داؤدیہ پارٹی نے مشترکہ طور پر ایک حدیث گھڑی ہے!

''حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی...... روایت...... ہم نے تین راتیں آٹھ رکعت نماز پڑھی پھر جب چوتھی رات آئی تو ہم پھر مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں اکٹھے ہوئے مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف نہ لائے''۔ (دین الباطل جلد 1 صفحہ 522)

❁ یحییٰ گوندلوی نے بت پر مکھی کے چڑھاوے والی من گھڑت روایت لکھ رکھی ہے۔ (عقیدۂ مسلم صفحہ 155)

نوٹ: داؤد ارشد اور ارشاد الحق اثری نے اہلِ سُنّت کو مخاطب کر کے لکھا ہے:

وَادْعُوْا شُهَدَآءَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ الخ۔ (جعلی جزء صفحہ 58)

قرآن مجید میں اس آیت کے مخاطب کفار و مشرکین ہیں۔ جبکہ وہابیوں نے آیت کا محل بدل دیا ہے، جو کہ عبدالغفور اثری کے نزدیک ''قرآن میں تحریف'' کے زمرہ میں آتا ہے۔ (دیکھئے! حنفیت اور مرزائیت صفحہ 230)

دیوبندی کون؟

زبیر علی زئی نے لکھا ہے:

''وحید الزماں متروک الحدیث ہے اور اہلِ حدیث اس کے اقوال اور کتابوں سے بری ہیں۔ یہ علیحدہ بات ہے کہ دیوبندیوں کے نزدیک وحید الزماں حیدرآبادی کا ترجمہ پسندیدہ ہے''۔ (الحدیث شمارہ نمبر 28 صفحہ 18)

جبکہ معیار الحق صفحہ 452 مکتبہ نذیریہ لاہور، ہندوستان میں اہلِ حدیث کی خدمات صفحہ 59 از امام خاں نوشہروی، پاک و ہند میں علمائے اہلِ حدیث کی خدماتِ حدیث صفحہ 80، احادیث ھدایہ صفحہ 17 از ارشاد الحق اثری، تحفہ حنفیہ صفحہ 389، 390 از داؤدیہ پارٹی، تاریخ اہلحدیث صفحہ 300 از ابراہیم سیالکوٹی، عقیدۂ مسلم صفحہ 13، 15 از یحییٰ گوندلوی و دیگر صنادیدِ نجد نے متعدد مقامات پر وحید الزماں کو اپنا بزرگ، امام اور پیشوا تسلیم کیا، اس کی کتابوں کو فخر سے پیش کیا اور اس کے تراجم کو پسندیدگی کی نگاہ سے دیکھا ہے۔ مثلاً:

1- ارشادالحق اثری نے لکھا ہے:

''مولانا وحیدالزمان خاں کے علم وفضل کا کون انکار کرسکتا ہے۔حدیث سے ان کا لگاؤ کا اندازہ آپ اسی سے کرلیجئے کہ صحاح ستہ کے علاوہ امام مالک کے مؤطا کا بھی پہلی بار ترجمہ انہی کا مرہونِ منت ہے۔عقائد اور فقہ وغیرہ پر ان کی دو درجن سے زائد تصانیف کا ذکر ملتا ہے''۔(احادیثِ ہدایہ صفحہ 17)

نوٹ: یادرہے کہ وحیدالزماں نے صحاح ستہ میں ترمذی شریف کا ترجمہ نہیں کیا۔اثری صاحب پر کچھ زیادہ ہی سکر کا غلبہ ہوگیا ہے۔

2- داؤدیہ پارٹی نے لکھا ہے:

''بلاشبہ علامہ وحیدالزماں ایک فاضل شخص تھے۔قرآنِ کریم اور صحاح خمسہ کا ترجمہ کرکے انہوں نے بہترین خدمت سرانجام دی ہے......ان کے تراجم تو مستند ہیں''۔(تحفۂ حنفیہ صفحہ 389،390)

اب بتایا جائے کہ بقول اثری صاحب وحیدالزماں کے علم وفضل کا انکار کرکے زبیر علی زئی ''منکر'' قرار پائے یا بقولِ زبیر باقی افراد ''دیوبندی'' ٹھہرے؟

ارشادالحق اثری کا حال

وہابیوں نے اپنے جعلی منصوبے کی کہانی سنانے کیلئے ٹائٹل پر سب سے پہلے نمبر پر (چشم بددور) اثری صاحب کا نام لکھ رکھا ہے اور داؤدارشد کے مضمون میں بھی پہلے ارشاد پھر داؤدارشد کا نام درج ہے۔لہٰذا ان کا بھی تھوڑا سا تعارف ہوجائے۔

❁ ارشادالحق صاحب نے وہابیوں کو کچھ نئی آیتیں بھی دی ہیں ملاحظہ ہو!

1- ان هو الا ذکرٰی للذاکرین۔(توضیح الکلام جلد 2 صفحہ 201)

2- فلما کتب علیهم القتال اذا فریق منهم یخشون کخشیة اللّٰہ۔

(النساء:77)(توضیح جلد 2 صفحہ 522)

3- قالوا امنا به انه الحق من ربنا انا كنا مسلمين۔

(قصص:53)(توضیح جلد2 صفحہ 217)

4- مالهم لا يؤمنون اذا قرئ عليهم القرآن لا يسجدون۔

(الانشقاق:21)(توضیح جلد2 صفحہ 121)

مسلمانوں کے قرآن میں ایسی آیات نہیں ہیں۔

❁ ارشاد صاحب نے احناف کے خلاف اپنی کدورت کا اظہار کرتے ہوئے یہ جھوٹ بولا ہے کہ احناف نے تسلیم کیا ہے: ”نہ ہی عموماً فقہائے احناف کو حضرات محدثین میں شمار کیا جاسکتا ہے۔ ان کا مشغلہ مسائل فقہیہ کا استنباط و استخراج تھا۔ حدیث کی صحت وضعف سے ان کو کوئی خاص لگاؤ نہ تھا“۔

(احادیث ھدایہ صفحہ 9)

انہوں نے اپنے اس جھوٹے دعوے پر جتنی عبارات درج کی ہیں ان میں کسی عبارت میں ”فقہائے احناف“ کی قید نہیں بلکہ تمام مذاہب کے فقہاء سے تساہل کا تذکرہ ہے۔ خود اسی کتاب کے صفحات 25، 22، 20، 19، 15، 14، 13، 10 وغیرہ ہی دیکھ لیے جائیں۔ لیکن وہابیوں کی صرف احناف پر ”خصوصی شفقت“ کی وجہ ہم نے لکھ دی ہے۔

❁ اہلسنّت وجماعت پر افتراء کرتے ہوئے لکھا ہے: ”قضاء عمری“ احناف کی بریلوی شاخ کا اس پر عمل بھی ہے۔ (صفحہ 11)

ہمارے ہاں اس قضاء عمری کا کوئی تصور نہیں۔ یہ سراسر جھوٹ، افتراء، الزام اور بہتان ہے۔

❁ ایک جگہ پر کسی کی نقل میں کچھ لکھنا تقلید قرار دیا۔ (صفحہ 13، 18)

جبکہ دوسری جگہ یوسف جے پوری مؤلف حقیقۃ الفقہ اور وحید الزماں حیدر آبادی کو اس (نقل کی) تقلید (والے شرک) کا مرتکب بتایا۔ (صفحہ 17، 18)

❁ صاحب ہدایہ کو کوسنے کیلئے جگہ جگہ لکھا کہ انہوں نے ضعیف اور بے اصل روایات ذکر کی ہیں۔

جبکہ صفحہ 20 پر مان لیا کہ یہ جرم علامہ رافعی، امام الحرمین اور علامہ غزالی نے بھی کیا ہے اور لکھا ہے کہ سطح زمین پر سب سے زیادہ موضوع روایات احیاء العلوم میں ہیں۔(صفحہ 31)

تو پھر بتایئے صرف ہدایہ کے متعلق اتنا اضطراب وقلق کیوں؟ جبکہ وہابیوں کی متعدد کتب ضعیف اور بے اصل روایات سے مملو ہیں۔ان پر نوازشات کیوں نہیں؟ اس کی مثالیں ہماری کتاب ''مطالعہ وہابیت'' میں دیکھی جاسکتی ہیں۔

❁ صفحہ 16 پر لیحق الحق ویبطل الباطل کے قرآنی الفاظ کی نسبت اپنی طرف کی۔

جبکہ قرآن مجید (الانفال:8) میں اس کی نسبت ذات خداوندی کی طرف ہے اور عبدالغفور اثری نے اس انداز کو ''تحریف'' کا نام دیا ہے۔(حنفیت اور مرزائیت صفحہ 230)

پہچانیے! مُحَرِّف کون ہے؟

نوٹ: عبدالغفور اثری کو ارشاد الحق نے اپنی کتاب مقالات صفحہ 223 پر خوب سراہا ہے۔

❁ ایک روایت کے بارے پہلے لکھا گویا اس کے ضعف پر تو اتفاق ہے۔(صفحہ 37)

پھر ساتھ ہی کہہ دیا: ''یہ سب حضرات اس کے موضوع اور بے اصل ہونے پر متفق ہیں''۔یعنی ضعیف سے موضوع بنا ڈالا۔

❁ صفحہ 41 پر لکھا کہ ظہر سے پہلے آنحضرت عموماً چار رکعتیں پڑھتے اور ساتھ ہی لکھ دیا کہ امام شافعی تو اسی روایت کی بنا پر ظہر سے پہلے دو رکعت کی سنیت کے قائل ہیں۔

بتایا جائے کہ اگر احناف کسی روایت کو ترجیح دے لیں تو قابلِ گردن زدنی قرار

پائیں، امام شافعی عموی سنت سے ''اعراض'' کر کے کون ہوئے۔ وہ اسے سنت کیوں نہیں مانتے اور سنت کو نہ ماننے والا کون ہے؟

- صفحہ 43 پر لکھا ہے کہ یہ قطعاً حدیث نہیں بلکہ حضرت عبداللہ بن مسعود کا قول ہے۔

کیا وہابیوں کی اس ''قابلِ فخر ہستی'' کو اتنی بھی خبر نہیں کہ حدیث کا اطلاق صحابی کے قول پر بھی ہوتا ہے؟ (دیکھئے! کتب اصول حدیث)

- صفحہ 43 پر یہ تعجب بھی کیا کہ ''بعض (احناف) نے تو اس (روایت) کا انتساب بخاری و مسلم کی طرف بھی کیا ہے''۔

دوسروں پر تعجب آسان کام ہے لیکن یہ نہ جانا کہ ثناء اللہ امرتسری نے سینہ پر ہاتھ باندھنے کی روایات کو بخاری و مسلم کی طرف منسوب کیا۔ (فتاویٰ ثنائیہ جلد 1 صفحہ 443)

اور وہابیوں کے ''شیر ربانی'' حبیب الرحمٰن یزدانی نے ''باب المسح علی الجوربین'' کی جھوٹی نسبت بخاری کی طرف کی ہے۔ (خطبات یزدانی جلد 1 صفحہ 234)

- صفحہ 71 پر ساری محنت کا خلاصہ یوں لکھا ہے کہ صاحب ہدایہ گو بلند پایہ فقیہ تھے مگر ان کا شمار محدثین میں درست نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ان کی ذکر کردہ روایات پر بھی اعتماد نہیں کیا گیا۔

دیکھئے! اگر کسی فرد کو محدثین کے زمرہ سے صرف اسی لیے نکالا جا سکتا ہے کہ اس کی کتاب میں موضوع اور بے اصل روایات ہیں تو دنیا میں شاید کوئی بھی فرد اس زمرہ میں شامل نہ ہو سکے، اگر ارشاد صاحب کو اپنی بات پر اعتماد ہے تو وہ جس محدث کے متعلق دعویٰ کریں گے تو ہم اس کی کتب سے ایسی روایات نکال دکھائیں گے جن پر وہابیوں نے بھی اعتماد نہیں کیا۔ ہمت ہے تو میدان میں آئیں۔

خود اثری میاں کی کتب میں آیات اور روایات میں تحریف، تلبیس اور رد و بدل ہے، کیا ان کی کتب پر اعتماد درست ہے؟ کیا وہ اس زمرہ (محدثین) سے نکلنا پسند

کریں گے؟ باقی رہا صاحب ہدایہ کی روایات پر اعتماد تو اس کے متعلق اپنے ''امام العصر'' ابراہیم میر سیالکوٹی کی ہی سن لیں، لکھا ہے:

''کتاب ہدایہ میں مسائل فقہیہ کی اسناد میں روایات سے جو ثبوت پیش کیا ہے اور ان کی تائید میں اصولی و معقولی باتیں سمجھائی ہیں۔ اس میں امام برہان الدین مرغینانیؒ مصنف ہدایہ کی سعی معاذ اللہ بے سود گنی جائے گی۔ اور یہ بات سوائے جاہل اور بے سمجھ کے کون کہے گا''۔ (تاریخ اہلِ حدیث صفحہ 86)

اس عبارت کی روشنی میں اثری صاحب اپنا تعین خود ہی فرمالیں۔

اور صاحب ہدایہ کو ''اصحاب التراجم کا محدث اور حافظ لکھنا'' خود اثری جی نے بھی مانا ہے۔ (صفحہ 35)

بولیے! انکار کرنے والا کون ہے؟

❁ صفحہ 87 پر یہ جھوٹ بولا ہے کہ بے سند کتابوں کا حوالہ دینا بریلوی تکنیک ہے۔ وللتفصیل مقام آخر۔

اصل نسخہ پیش کرو:

یہ حقیقت وہابیوں نے مان لی ہے کہ ''جزءِ مفقود'' سے پہلے چھپا ہوا نسخہ ناقص اور نامکمل ہے۔ جبکہ داؤد ارشد اور ارشاد الحق نے لکھا ہے:

''المصنف کا راوی تو اسحاق بن ابراہیم الدبری ہے اور جن حضرات نے اس کی سند سے المصنف کا سماع کیا ہے وہ تو المصنف کے ناقص ہونے کا ذکر کرتے ہیں اور نہ کہیں ان روایات کا اشارہ کرتے ہیں''۔ (جعلی جز صفحہ 70)

ہمارا ان وہابیوں کو چیلنج ہے کہ وہ الدبری کا کامل نسخہ یا روئے زمین پر موجود جس نسخہ کو وہ (اپنی شرائط کے مطابق) کامل سمجھتے ہیں اسے پیش کریں تاکہ دنیا اصل حقیقت کو دیکھے ورنہ وہ نورانیتِ مصطفیٰ کے خلاف اپنے ''اوچھے ہتھکنڈوں'' سے توبہ کرلیں۔

ندیم ظہیر کا حال:

وہابیوں کی جہالت کے پلندے ”جعلی جزء کی کہانی“ کا مرتب یہی شخص ہے انہیں اپنے ”بزرگوں“ کی کارستانیوں، تحریفات وتلبیسات اور دجل وفریب کا پورا پورا حصہ ملا ہے۔ ملاحظہ ہو!

- لکھا ہے: ”سنن ابی داوٗد میں بعض کے بقول تصحیف یعنی تحریف کا قول کیا ہے“۔
(الحدیث نمبر 23 صفحہ 60)

لہٰذا وہابیوں کو اس کتاب سے انکار کر دینا چاہیے۔

- لکھا ہے: ”قرآن وحدیث کو بالکل اسی طرح سمجھا جائے گا جس طرح رسول اللہ ﷺ نے سمجھایا اور وہ ہم تک فہم سلف صالحین کے ذریعے احسن طریقے سے پہنچ چکا ہے“۔ (الحدیث نمبر 27 صفحہ 3 وشذرات صفحہ 7)

ہمارا بھی یہی کہنا ہے کہ ائمہ اربعہ بھی اسی ”فہم“ کے حامل ہیں، پھر وہابیوں کا اضطراب کیوں؟ اہلِ سُنّت تو اسی ”فہم“ کے ذریعے قرآن وسنت پر عمل پیرا ہیں۔

- لکھا ہے: ”آخری عشرے میں رسول اللہ ﷺ بھلائی میں تیز ہوا سے بھی زیادہ سخاوت کرتے تھے“۔ (بخاری:6، مسلم:2308)۔ (الحدیث نمبر 29 صفحہ 6،7)

یہ الفاظ بخاری ومسلم میں کسی جگہ بھی نہیں ہیں۔

- مزید لکھا ہے: ”موضوع حدیث کبھی دین نہیں بنی اور نہ کبھی بنے گی“۔
(جعلی جزء صفحہ 7)

جبکہ وہابیوں کے اسماعیل دہلوی نے ”موضوع روایت“ کو قبول کرنے کا اصول دے کر بے دینی کا مظاہرہ کیا ہے۔ (ملاحظہ ہو! اصول الفقہ صفحہ 9،10)

- اسی جزء کے صفحہ 5 پر یہ تاثر دیا کہ ”اسبابِ وضعِ حدیث میں سے ایک سبب تقلیدی بندھن ہے“۔

جبکہ ابوزہرہ مصری نے لکھا ہے کہ خارجیوں نے حدیثیں گھڑی ہیں۔

(اسلامی مذاہب، مترجم صفحہ 121)

وہابیوں کی جعلی روایات کی ایک فہرست بھی ہمارے پاس موجود ہے جو ہماری کتاب ''مطالعۂ وہابیت'' میں دیکھی جاسکتی ہے۔ خود زبیر علی زئی نے موضوع روایت کی وکالت کر رکھی ہے اور وہ بھی صرف مذہب بچانے کی خاطر۔

❁ اپنے ''استاذ'' زبیر کے مضمون پر بغلیں بجاتے ہوئے لکھا ہے:

''یوں دفاع حدیث کے سلسلے میں نہ صرف پاکستان بلکہ پورے عالمِ اسلام میں اولاً یہ سعادت حافظ زبیر علی زئی ﷾ کے حصے میں آئی''۔ (صفحہ 9)

احادیثِ صحیحہ کو رد کرنے کی کوشش کو حدیث کا دفاع نہیں ''ضیاع'' کہا جاتا ہے اور اس مردود و باطل فعل پر خوش ہونا ''سعادت'' نہیں سراسر ''شقاوت'' بلکہ شرارت ہے۔

❁ مزید کہا: عرب کے جید علمائے کرام نے بھی اس ''جعلی نسخے'' کا رد کیا ہے۔

(صفحہ 10)

چونکہ پاکستانی سمیت عربی نجدی ''علماء'' نے بھی اس نسخے کے جعلی ہونے کی کوئی پختہ دلیل نہیں دی، لہٰذا ایسے لوگ خود ''جعلی'' ہیں، جبکہ عرب کے متبحر اور صحیح العقیدہ جید علمائے عظام نے اس نسخہ کا پورا پورا تحفظ کیا ہے۔ جس کا خلاصہ اور نقل اسی کتاب کے آخر میں موجود ہے۔

نوٹ: ہماری یہ گفتگو وہابی طبع کے مطابق ہے۔

قارئینِ کرام! ملاحظہ فرمائیں کہ اس قسم کے وضاع، کذاب، خائن، محرِّف اور مفتری لوگ ''حدیثِ نور'' کی کرنوں کو بجھانا چاہتے ہیں، لیکن وہ ازاول تا ابد تابندہ رہیں گی اور اہلِ ایمان اس کے چمکاروں سے مستنیر ہوتے رہیں گے۔

خدا کا وعدہ ہے:

اَللّٰهُ وَلِیُّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا یُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوْرِ۔ (بقرہ:257)

یعنی اللہ تعالیٰ اہلِ ایمان کو نور سے پر نور کرے گا اور ایمان سے تہی دامن لوگ ظلمت اور تاریکی میں رہیں گے۔

لہٰذا نور والے "نور" کو مانتے رہیں گے اور اندھیرے والے دونوں جہاں میں محروم و بے مراد ہوں گے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں ماننے والوں میں ہی رکھے۔

آمین بنبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم۔

طالب نور:

ابوالحقائق غلام مرتضیٰ ساقی مجددی

خطیب مرکزی جامع مسجد شہیدیہ قلعہ دیدارِ مصطفیٰ، گوجرانوالہ

مہتمم جامعہ مجددیہ، گوجرانوالہ

☆☆☆☆☆

☆☆☆☆

☆☆☆

مصنف عبدالرزاق کے الجزء المفقود پر وہابی مولوی زبیر علی زئی کے اعتراضات کے منہ توڑ جوابات

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اہلِ اسلام کا عقیدہ ہے کہ حضور سید الانبیاء باعثِ تخلیقِ کائنات فخرِ موجودات حبیبِ خدا ہمارے آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ اول الخلق نور ہیں۔ اہلِ سُنّت و جماعت کے اس عقیدہ کے دلائل قرآن و سُنّت اور ائمہ محدثین کرام، فقہائے عظام، اولیائے کرام اور علمائے اُمت کے اقوال مبارکہ سے بیشمار موجود ہیں۔ اس پر تفصیلی دلائل کے شائقین فقیر کی کتاب ''(حضور سید عالم ﷺ کی) نورانیت و حاکمیت'' کا مطالعہ فرمائیں جو سینکڑوں کتب کے حوالہ جات سے مزین ہے۔

نورانیتِ مصطفیٰ کے دلائلِ مبارکہ میں ایک دلیل حضرت جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ سے مروی مرفوع حدیث مبارکہ ہے جس میں حضور سرورِ کائنات ﷺ کے اول الخلق نور ہونے کا ذکرِ خیر موجود ہے۔ اس روایت کو جلیل القدر ائمہ کرام نے مصنف عبدالرزاق کے حوالہ سے بیان کیا ہے اور بعض ائمہ نے فقط حدیث کو نقل فرمایا۔ ہم ذیل میں چند حوالہ جات درج کر رہے ہیں۔ ان کے علاوہ بھی حوالہ جات محفوظ ہیں:

امام احمد بن محمد ابی بکر قسطلانی نے مواہب اللدنیہ جلد 1 صفحہ 55، امام زرقانی نے شرح مواہب اللدنیہ جلد 1 صفحہ 56، امام علی بن برہان

الدین حلبی نے سیرت حلبیہ جلد1 صفحہ 37، امام اسماعیل بن محمد عجلونی نے کشف الخفاء جلد1 صفحہ 265، امام ابن حجر مکی نے افضل القریٰ صفحہ 15 اور فتاویٰ حدیثیہ صفحہ 380، امام عمر بن احمد الخرپوتی نے عصیدۃ الشھدہ صفحہ 73، عارف باللہ سیدی عبدالکریم نے الناموس الاعظم بحوالہ جواہر البحار صفحہ 220، محدثِ جلیل ملاّ علی قاری نے المورد الروی صفحہ 40، امام محمود آلوسی نے تفسیر روح المعانی جلد8 صفحہ 71، علامہ سید جمل نے الفتوحات الاحمدیہ صفحہ 6، امام یوسف نبھانی نے انوار محمدیہ صفحہ 9 اور حجۃ اللہ علی العالمین صفحہ 28 اور امام نووی نے بحوالہ الدرالبھیہ صفحہ 3، عبدالحی لکھنوی نے الآثار المرفوعہ صفحہ 33

پر اس حدیث کو نقل کیا ہے۔

بلکہ خود دیوبندی حکیم الامت اشرف علی تھانوی نے نشر الطیب میں اور وہابی محدث عبداللہ روپڑی نے فتاویٰ اہلِ حدیث میں بھی مصنف عبدالرزاق کے حوالہ سے اس حدیث مبارک کو بیان کیا ہے۔ اس کے علاوہ متعدد دیوبندی اکابر نے اس حدیث مبارک کو بیان کیا ہے۔

شیخ اکبر محی الدین ابن عربی نے الجزء المفقود من المصنّف والے الفاظ کے حوالہ سے حدیث نقل کی ہے۔ (تلقیح الفھوم صفحہ 128)

جلیل القدر ائمہ کا اس حدیث کو مصنّفِ عبدالرزاق کے حوالہ سے بیان کرنا اس بات کی واضح دلیل ہے کہ یقیناً یہ روایت مصنّف عبدالرزاق میں موجود ہے۔ مگر اس وقت تک جو مصنف عبدالرزاق کا مطبوعہ نسخہ موجود ہے اس میں یہ روایت موجود نہیں تھی۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ یہ نسخہ ناقص تھا۔ حدیث نور والا جزء مفقود تھا۔ ابھی حال میں مصنّفِ عبدالرزاق کا مفقود جزء دستیاب ہو گیا جس میں حدیث جابر نور والی کے سمیت متعدد

احادیث نور اور احادیث عدم سایہ باسند موجود تھیں۔ اس کی بازیابی پر اہلِ سُنّت و جماعت میں ایک خوشی کی لہر دوڑ گئی جبکہ منکرین شانِ نورانیتِ مصطفیٰ وہابیہ دیوبندیہ کے گھروں میں صفِ ماتم بچھ گئی۔ اہلِ سُنّت کی خوشی تو اس لیے تھی کہ حضور سرورِ کائنات ﷺ کی عظمت وشان سے مسلمان کا دل مسرور ہوتا ہے۔ وہابیہ دیوبندیہ کے ہاں صفِ ماتم (پھوڑی) اس لیے کہ یہ لوگ اپنی بدبختی کی وجہ سے عظمت وشانِ مصطفیٰ کے گستاخ و بے ادب ہیں اور یہ خود ان کے اکابر کو بھی تسلیم ہے۔ اپنے اصل موضوع کی طرف آنے سے قبل وہابی مذہب سے واقفیت ضروری ہے۔ انگریز کے منحوس قدم برصغیر میں لگتے ہی اس کے ایماء پر وہابیت کی باقاعدہ ابتدا ہوگئی۔ ان لوگوں نے اہلِ اسلام کے خلاف طوفان بدتمیزی برپا کردیا۔ عوام الناس کو جلیل القدر ائمہ اکابرِ اسلام سے بدظن کرنے کی ناکام کوشش کی تاکہ لوگوں کے دلوں سے اسلام کی روح ''عظمت و محبت رسول'' کو نکال دیا جائے۔ اس کے کئی طریقے ان لوگوں نے اختیار کیے اور کئی روپ دھارے۔ کبھی یہ لوگ وہابیت کے روپ میں سامنے آئے اور کبھی دیوبندیت کی صورت میں اور کبھی مودودیت اور کبھی پرویزیت کے روپ میں سامنے آئے۔ ان سب بے دین فرقوں کا مطلوب ومقصود ایک ہے اور وہ یہ کہ روح اسلام لوگوں کے دلوں سے نکال دی جائے۔

وہابی مذہب نے رسولِ پاک ﷺ کی عظمت وسُنّت تک رہنمائی کرانے والے جلیل القدر ائمہ محدثین کرام کی اتباع وتقلید کو بھی ترک گردانا جس کی وجہ سے ان کے خودساختہ فتووں کی زد میں تمام اُمتِ مسلمہ آجاتی ہے۔

وہابی مذہب کی حقیقت کیلئے مناظر اسلام مولانا محمد ضیاء اللہ قادری رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب ''وہابی مذہب'' اور فقیر راقم الحروف کی کتاب ''وہابیت کے بطلان کا انکشاف'' ملاحظہ فرمائیں۔

اعتراضات اور جوابات

شانِ نورانیتِ مصطفیٰ کے منکرین وہابیہ میں سے ایک وہابی محدث مولوی زبیر علی زئی کی شیطانی رگ پھڑکی اور اس نے مصنفِ عبدالرزاق کے الجزء المفقود کے رد میں ایک لایعنی اعتراضات پرمبنی مضمون اپنے رسالہ ''الحدیث'' میں لکھ مارا اور یوں خیال کیا کہ یہ بہت بڑا کارنامہ سرانجام دیا ہے۔ ابھی ہم اس وہابی محدث کے اعتراضات کے منہ توڑ جوابات ہدیۂ قارئینِ کرام کریں گے۔ انشاء اللہ المولیٰ۔

اولاً: اس وہابی مولوی کا مختصر تعارف ضروری ہے تاکہ ہر خاص وعام اس کی اصلیت سے واقف ہو سکے۔ یہ شخص آج کل تحقیق کے نام پر حدیث دشمنی کا پورا پورا حق ادا کر رہا ہے۔ اپنے مطلب کیلئے ضعیف اقوال اور خودساختہ اصول سے بھی استدلال اس کا طرۂ امتیاز ہے اور اپنے مخالف اقوال خواہ امام بخاری، امام ابن حجر عسقلانی، امام ذہبی وغیرہم محدثین کے ہی کیوں نہ ہوں، کو باطل ومردود کہنا اس کے بائیں ہاتھ کا کام ہے۔

ثانیاً: اس وہابی کے مضمون پر گفتگو سے قبل وہابی مذہب کے اصول وضوابط لکھنا ضروری ہیں۔ اب اگر زبیر زئی وہابی ہمارے مضمون کا جواب لکھے تو ان اصول وضوابط کو مدِنظر رکھے وگرنہ اس کے جواب کو باطل ومردود تصور کیا جائے گا۔

وہابی مذہب کے اصول:

1- وہابی مذہب میں دلائل صرف دو طرح کے ہو سکتے ہیں:

i- قرآن مجید　　ii- حدیثِ مصطفیٰ

آج کل وہابی یہ نعرہ بلند کرتے ہیں:

اہلِ حدیث کے دو اصول

فرمانِ خدا　　فرمانِ رسول

خود وہابی مذہب کے مقتدر عالم مولوی محمد جونا گڑھی لکھتے ہیں:

"برادران! آپ کے دو ہاتھ ہیں اور ان دونوں میں دو چیزیں شریعت نے دی ہیں ایک میں کلام اللہ اور دوسرے میں کلام رسول اللہ۔ اب تیسرا ہاتھ ہے نہ تیسری چیز"۔ (طریق محمدی صفحہ 21)

2- وہابی مذہب میں کسی نبی اور کسی اُمتی کی رائے اور قیاس دلیل نہیں بن سکتا اور نہ ہی قابلِ حجت ودلیل۔

(i) وہابیہ کے محمد جونا گڑھی لکھتے ہیں:

"سُنیے جناب! بزرگوں کی، مجتہدوں کی اور اماموں کی رائے، قیاس، اجتہاد واستنباط اور ان کے اقوال تو کہاں شریعتِ اسلام میں تو خود پیغمبر ﷺ بھی اپنی طرف سے بغیر وحی کے کچھ فرمائیں تو وہ حجت نہیں"۔ (طریق محمدی صفحہ 40)

یہی وہابی مولوی لکھتے ہیں:

"تعجب ہے کہ جس دین میں نبی کی رائے حجت نہ ہو اس دین والے آج ایک اُمتی کی رائے کو دلیل اور حجت سمجھنے لگے"۔ (حوالۂ بالا)

(ii) وہابیہ کے مستند عالم مولوی ابوالحسن صاحب لکھتے ہیں:

"قیاس نہ کیا کرو کیونکہ سب سے پہلے شیطان نے قیاس کیا"۔

(ظفر المبین صفحہ 40)

3- وہابی مذہب میں کسی کی تقلید خواہ امام کی ہو یا مجتہد کی شرک ہے۔

وہابی مولوی ابوالحسن اور مولوی محمد جونا گڑھی لکھتے ہیں:

"تقلید شرک ہے"۔ (سراج محمدی صفحہ 12 ظفر المبین صفحہ 47)

"تقلید کے معنی یہ ہیں بغیر دلیل کے کسی کے حکم کو مان لینا"۔ (ظفر المبین صفحہ 43)

مذکورہ حوالہ جات سے ثابت ہو گیا کہ وہابی مذہب میں کسی اُمتی کی تقلید شرک ہے اور قیاس کرنا شیطان کا کام ہے۔ اس لیے وہابیوں کو اپنے ان اصولوں پر قائم رہتے ہوئے مناظرہ میں حدیث کی صحت وضعف اور راویوں کی بحث اور ان کی تشریح وتوضیح

میں کسی اُمتی محدث کا قول نہیں پیش کرنا چاہیے اور نہ ہی اپنا قیاس پیش کرنا چاہیے بلکہ کتاب وسنت سے استدلال کریں۔(اقول باللّٰہ التوفیق)

چل میرے خامہ بسم اللہ:

وہابی مولوی زبیر علی زئی نے ابتداء میں ہی جھوٹ بولنا شروع کردیا ہے۔

(i) لکھا ہے کہ "بریلویوں کے ادارہ مؤسسۃ الشرق لاہور سے محمد عبدالحکیم شرف کی تقدیم اور عیسیٰ بن عبداللہ بن محمد بن مانع کی تحقیق سے یہ الجزء المفقود شائع ہوا ہے"۔(تلخیص)

حالانکہ یہ الجزء المفقود سب سے پہلے دوبئی سے شائع ہوا ہے۔لہٰذا صرف لاہور سے اشاعت کا ذکر کرنا اور اول اشاعتِ دوبئی کا ذکر ترک کرنا وہابی مولوی کی دھوکہ دہی ہے۔

(ii) پھر لکھتا ہے کہ "بریلوی اس پر خوشیاں منا رہے ہیں"۔(ملخصا)

خوشیاں تو اہلِ سُنّت اپنے آقا و مولیٰ ﷺ کی عظمت و شان کے اظہار پر ضرور منائیں گے اور تم اپنے گرو شیطان کی ذلت، بدبختی اور اپنی دشمنیِ رسول پر پھوڑی بچھاؤ گے۔ہمیں اظہارِ عظمتِ مصطفیٰ پر خوشی مبارک اور تمہیں اس پر غمی وافسوس مبارک۔

(iii) پھر لکھا ہے کہ "قلمی اور مطبوع کتابوں سے استدلال کی کئی کئی شرطیں ہیں"۔

وہابی کو اپنی ان خود ساختہ شرائط کا کتاب وسُنّت سے ثبوت پیش کرنا چاہیے ورنہ لایعنی شرائط پر مصر ہونے کی کوشش کرنا اس کا باطل و مردود ہے۔

وہابی محدث کا دعویٰ اور اُس کا بُطلان:

بریلویوں کا شائع کردہ یہ الجزء المفقود سارے کا سارا موضوع اور من گھڑت ہے۔

وہابی محدث زُبیر علی زئی نے اِس پر جس قدر خود ساختہ دلائل پیش کیے ہیں، وہ سب من گھڑت اس وہابی کی شیطانی فکر کی غمازی کر رہے ہیں۔ہم انشاء اللہ المولیٰ اس کے

سب دلائل کو ترتیب وار نقل کر کے ان کے منہ توڑ جوابات نقل کر رہے ہیں۔ دورِ حاضر میں حدیث کے نام پر تحقیق کے دعوے دار مولوی زبیر علی زئی کے خود ساختہ دلائل کا حشر ملاحظہ فرمائیے:

تین اعتراضات:

1- اس نسخہ کا ناسخ اسحاق بن عبدالرحمٰن سلیمان ہے۔ اس شخص کے حالات اور ثقہ و صدوق ہونا نامعلوم ہے اور یہ شخص مجہول ہے۔

2- دسویں صدی ہجری والے اسحٰق بن عبدالرحمٰن سلیمان نے اپنے آپ سے لے کر امام عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ صاحب المصنف تک کوئی سند بیان نہیں کی۔ یہ سارے کا سارا نسخہ بے سند ہے۔

3- اس بات کا کوئی ثبوت نہیں کہ یہ نسخہ کہاں کہاں اور کس کس کے پاس رہا۔ (ملخصاً)

(ماہنامہ الحدیث حضرو، اپریل ۲۰۰۶ء)

الجواب بعون الوهاب:

(i) جہاں تک ناسخ کے مجہول والے کلیہ کو اس وہابی مولوی نے بیان کیا ہے تو ہم کہتے ہیں کہ اگر کسی کتاب کے ناسخ کے مجہول ہونے سے کتاب من گھڑت ثابت ہوتی ہے تو متعدد کتب کے نام پیش کیے جا سکتے ہیں۔ سر دست ہم صرف اتنا کہنا چاہتے ہیں کہ خود اس مولوی زبیر علی زئی نے امام بخاری کی کتاب ''جزء رفع یدین'' اپنی تحقیق سے شائع کروائی ہے۔ اسی کتاب کے ناسخ کا ہی علم نہیں۔ تو گویا خود اس نے ایک من گھڑت کتاب کا انتساب امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی طرف کر دیا۔ اگر اس من گھڑت کلیہ کو تسلیم کیا جائے تو حدیث کے ایک بڑے ذخیرہ سے ہاتھ دھونا پڑیں گے۔ خود اس نے مصنفِ عبدالرزاق کے پانچ نسخوں کا ذکر کیا ہے۔ اس کو چاہیے تھا کہ ان کے ناسخین کی توثیق بھی کتب رجال سے پیش کرتا۔ مگر یہ اس کے بس کی بات نہیں۔ مُلّا مراد کا نسخہ عبدالرزاق اس کے نزدیک

قابلِ اعتبار ہے مگر اس کے ناسخ کا بھی علم نہیں ہے تو ثابت ہو گیا کہ وہابی مولوی کا دعویٰ باطل و مردود ہے۔

(ii) پھر وہابی مولوی کے دوسرے اعتراض کا خلاصہ یہ ہے کہ ناسخ سے لے کر مصنف تک متصل سند کا نہ ہونا اس کے من گھڑت ہونے کی دلیل ہے۔

قارئین کرام! یہ وہابی مولوی کی نری خباثت ہے ورنہ دیگر کتب کے متعلق تو اس نے یہ کلیہ بیان نہیں کیا۔ اس کا ایک ثبوت خود اس وہابی سے نقل کرنا ہی زیادہ مناسب ہے:

امام عبدالرزاق کی الجزء المفقود محدث عیسیٰ بن عبداللہ بن محمد بن مانع حمیری کی تحقیق سے اور امام بخاری کی کتاب الضعفاء خود اس وہابی مولوی زبیر علی زئی کی تحقیق سے ایک ہی سال ۱۴۲۵ھ بمطابق ۲۰۰۵ء میں شائع ہوئی ہیں۔ وہابی مولوی زبیر علی زئی نے الجزء المفقود من المُصَنَّف کی ناسخ سے مصنف تک متصل سند نہ ہونے پر اس کو تو من گھڑت کہہ دیا لیکن خود جب امام بخاری کی کتاب الضعفاء کے مخطوطے کی تحقیق کرنے بیٹھا تو اپنے ہی اس خود ساختہ اصول کو نظر انداز کر دیا۔

کتاب الضعفاء کے مخطوطے کا ناسخ عمر بن ابراہیم بن عبداللہ بن محمد العجمی الشافعی ہے۔ جو کہ ۷۰۴ھ میں پیدا ہوا اور ۷۷۷ھ میں فوت ہوا۔

(تحفۃ الاقویاء فی تحقیق کتاب الضعفاء صفحہ 7 تحقیق از زبیر علی زئی)

اس نسخہ کی سند ابوعبداللہ محمد بن عمر بن عبدالغالب العثمانی سے شروع ہو رہی ہے۔ جنہوں نے اس نسخہ کو ۶۱۴ھ میں سُنا۔ (تحفۃ الاقویاء فی تحقیق کتاب الضعفاء صفحہ 214)

اب اِس ناسخ (لکھنے والے) عمر بن ابراہیم اور اِس نسخہ کے راوی ابوعبداللہ محمد بن عمر بن عبدالغالب العثمانی کے درمیان 86 سال کا انقطاع ہے۔ اب وہابی مولوی زبیر علی زئی کو چاہیے تھا کہ ناسخ اور راوی نسخہ کے درمیان تمام راویوں کی نشاندہی کرتا جن سے ناسخ نے سماع کر کے اس نسخہ کو متصل بیان کیا ہے۔ جب خود وہابی مولوی اس نسخہ کا متصل ہونا بیان نہیں کر سکا اور اس کے 86 سال کے انقطاع کو رفع نہیں کر سکا۔

بلکہ ڈھٹائی اور سینہ زوری سے اس کا نام پھر بھی ''تحفۃ الاقویاء فی تحقیق کتاب الضعفاء'' رکھ دیا۔ وہابی مولوی کے اس خودساختہ اصول سے کتاب الضعفاء کا نسخہ ہی من گھڑت ثابت ہو گیا تو اس نے اس کو قوی کیوں قرار دیا ہے۔

قارئینِ کرام! انصاف سے فیصلہ کیجئے! یہ اس وہابی مولوی کی خباثت اور رسول دشمنی نہیں تو کیا ہے۔ سرورِ کائنات ﷺ کی عظمت وشان کا اظہار ان وہابیوں کیلئے موت کی دلیل ہے۔ یہی وجہ ہے کہ شان نورانیت کے اظہار پر اس وہابی مولوی زبیر علی زئی کے پیٹ میں مروڑ اُٹھا۔

اب ہم چند کتب حدیث و دیگر علوم کی کتب کا ذکر کر رہے ہیں جن کے ناسخین کی سند متصل مصنف تک نہیں پہنچتی، ملاحظہ فرمایئے:

1- التمهيد لابن عبدالبر:

اس سے فراغت ہوئی ۵۷۰ھ میں اور یہ نسخہ ۷۳۸ھ میں لکھا گیا ہے۔ جبکہ دوسرا نسخہ ۷۰۶ھ میں لکھا گیا ہے۔ حالانکہ امام ابن عبدالبر نے ۴۶۳ھ میں وفات پائی۔

(التمہید جلد 25 صفحہ 448)

ناسخ کی سند مؤلفِ کتاب تک غائب ہے۔

2- سننِ کبریٰ للبیہقی:

اس کا ناسخ محمد بن علی الازہری المقری الطرابلسی ہے۔ قاہرہ میں ۸۸۳ھ میں لکھا گیا جبکہ امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ کا وصال ۴۵۸ھ میں ہے۔ (سنن کبریٰ للبیہقی جلد 10 صفحہ 350)

ناسخ کی سند مؤلف تک غائب ہے۔

3- المعجم الكبير للطبرانی:

یہ نسخہ ۱۳۲۸ھ میں لکھا گیا۔ جبکہ امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ کا وصال ۳۶۰ھ میں ہوا۔

(المعجم الکبیر للطبرانی جلد ۲۲ صفحہ ۳۲۲)

ناسخ کی سند مصنف تک نہیں ہے۔

4- کامل ابن عدی:

یہ نسخہ ۷۴۳ھ میں لکھا گیا جبکہ امام ابن عدی کا وصال ۳۶۵ھ میں ہوا۔

ناسخ کی سند مؤلف تک غائب ہے۔

5- المدخل الی الصحیح للحاکم:

یہ نسخہ ۱۰۲۱ھ میں لکھا گیا۔ جبکہ امام حاکم کا وصال ۴۰۵ھ میں ہوا۔

(المدخل الی الصحیح صفحہ 30)

6- اعتلال القلوب للخرائطی:

یہ نسخہ ۶۶۵ھ میں لکھا گیا۔ اس کا ناسخ احمد بن عمیر ہے۔ امام خرائطی کا وصال ۳۲۷ھ میں ہوا۔ (اعتلال القلوب صفحہ 23)

ناسخ کی سند مؤلف تک مذکور نہیں ہے۔

7- کتاب المراسیل لابن ابی حاتم:

مؤلف کا وصال ۳۲۷ھ میں ہوا۔ جبکہ اس نسخہ کا ناسخ اسماعیل بن عبداللہ المصری ہے جس نے دمشق میں ۶۱۰ھ میں یہ نسخہ محمد بن احمد بن محمود کے نسخہ سے لکھا ہے۔ اس نے زعفرانی کے نسخہ سے لکھا ہے۔ زعفرانی نے ابونزار محمد بن علی الشعرانی سے روایت کیا ہے۔ اس سے ابوجعفر احمد بن جعفر الاصبہانی نے روایت کیا ہے۔ جبکہ عمر بن احمد بن محمود کا ترجمہ کہیں نہیں ہے۔ ابونزار محمد بن علی الشعرانی کا ترجمہ بھی مفقود ہے۔

اس نسخہ کا ناسخ حافظ تقی الدین ابوطاہر اسماعیل بن عبداللہ بن عبدالمحسن المصری الشافعی ہے جس کی ولادت ۵۷۰ھ میں ہے اور وصال ۶۱۹ھ میں ہے۔

ناسخ کی سند مؤلف تک نہیں ہے۔

اختصار مانع ہے وگرنہ اس پر متعدد مثالیں درج کی جاسکتی ہیں۔ بہرحال یہ تو

آپ پر واضح ہوگیا کہ یہ خود ساختہ شرط ''متصل سند ناسخ سے مؤلف تک'' کا بطلان دلائل سے ہوگیا بلکہ خود اسی کے اس خود ساختہ اصول سے اس کی اپنی کتاب شائع کردہ اور اپنی تحقیق کردہ کتاب الضعفاء للبخاری ہی من گھڑت ثابت ہوگئی۔ لہٰذا اس وہابی مولوی زبیر علی زئی کا مصنف عبد الرزاق کا الجزء المفقود کے من گھڑت ہونے کا دعویٰ باطل و مردود ہے اور پھر مخطوطے پر سماع کا بہانہ بھی باطل ہے اس لیے کہ شرف المصطفیٰ اور رسائل الامام احمد وغیرہ کتب کے محققین ان پر سماع نہ ہونے کی تصریح کرتے ہیں تو یہ سب کتاب من گھڑت ثابت ہوگئیں۔

چوتھی دلیل اور اس کا منہ توڑ جواب:

وہابی مولوی زبیر علی زئی نے لکھا کہ دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان والوں نے پانچ نسخوں سے مصنف عبد الرزاق شائع کی ہے ان میں ملا مراد والا نسخہ مکمل اور باقی ناقص نسخے ہیں اور ملا مراد والا نسخہ حبیب الرحمٰن اعظمی کی تحقیق سے بھی شائع ہوا ہے۔ (ملخصا)

قارئینِ کرام! وہابی مذہب کا جھوٹ کے بغیر چلنا ناممکن ہی نہیں بلکہ محال ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مولوی زبیر علی زئی کو بھی جھوٹ کا سہارا لینا پڑ رہا ہے۔ وہ اس لیے کہ جس نسخہ کو یہ مکمل قرار دے رہا ہے، وہ مُلّا مراد کا نسخہ ہے۔ حبیب الرحمٰن اعظمی کا نسخہ بھی مُلّا مراد والا ہے جو اس کی تحقیق سے شائع ہوا ہے۔ خود حبیب الرحمٰن اعظمی نے اس مصنَّفِ عبد الرزاق کے ابتدائی حصہ کو ناقص قرار دیا ہے۔ اور لکھا ہے:

> ''اس جلیل دفتر (مصنَّفِ عبد الرزاق) کی طباعت اور تیاری کے سلسلے میں جن نسخوں پر ہمیں آگاہی ہوئی ہے یا ہم نے مخطوطے یا فوٹو کاپی کی صورت میں حاصل کیے ہیں ان کی تفصیل آپ مقدمہ میں پائیں گے (انشاء اللہ)۔
>
> وہ سب ناقص ہیں۔ ہاں! آستانہ ترکی کے کتب خانہ ملا مراد کا نسخہ کامل ہے لیکن اس کی ابتداء میں طویل نقص ہے (ناقص ہے) اور اصل کی پانچویں جلد بھی ابتداء سے ناقص ہے''۔ (مصنف عبد الرزاق جلد 1 صفحہ 3 طبع بیروت)

(خوف طوالت کی وجہ سے صرف ترجمہ پر ہی اکتفا کیا گیا ہے)

معلوم ہوا کہ وہابی مولوی زبیر علی زئی کا اس نسخہ مصنف عبدالرزاق کو کامل، مکمل قرار دینا اس کا بدترین جھوٹ ہے۔ ہم صرف یہی کہتے ہیں:

لَعْنَۃُ اللّٰہِ عَلَی الْکَاذِبِیْنَ۔

اور پھر مزید اس کا ثبوت یہ ہے کہ یہ نسخہ بیروتی پہلا "باب غسل الذراعین" سے شروع ہوتا ہے یعنی "وضو میں کہنیوں کا دھونا" حالانکہ وضو کہنیوں سے شروع نہیں ہوتا ہے اور الجزء المفقود نے اس حقیقت کو عیاں کر دیا ہے کہ مصنف عبدالرزاق مطبوع کے پہلے دس باب غائب تھے۔ جن کی بازیابی اب ہوگئی مگر وہابیوں کو اس سے کیا سروکار ہے۔ ان کو تو رسول پاک ﷺ سے دشمنی ہے۔ بس یہ عظمتِ مصطفیٰ کے خلاف ہی مہم چلائیں گے۔

انقطاعِ سند کا بہانہ اور اس کا ردِّ بلیغ

مولوی زبیر علی زئی نے اپنی خودساختہ دلیل نمبر 5 سے 10 تک مختلف روایات میں انقطاع سند کا بہانہ بنا کر الجزء المفقود کو من گھڑت ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔

انقطاع سند کو کتاب کے من گھڑت ثابت کرنے کے ثبوت میں پیش کرنا وہابی مولوی زبیر علی زئی کی نری جہالت وخباثت اور رسول دشمنی اور حدیث دشمنی ہے۔ اس لیے کہ اگر کسی کتاب کی روایت کی سند میں انقطاع یا عدم سماع کے باوجود کسی راوی کا اخبرنا یا حدثنا کہہ دینے سے کتاب من گھڑت ثابت ہو جاتی ہے تو ایسی صورت حال تو بقول تمہارے اصح بعد کتاب اللہ صحیح بخاری میں بھی موجود ہے۔ اس کا ثبوت نقد حاضر ہے:

1- حدثنا ابو الیمان انا شعیب عن الزہری اخبرنی عروہ بن الزبیر ان عائشۃ قالت الخ۔ (صحیح بخاری جلد 1 صفحہ 268 باب صیام یوم عاشوراء طبع کراچی)

2- حدثنا اسمٰعیل بن عبداللہ حدثنی ابن وھب عن یونس عن ابن شھاب ثنی عروۃ بن الزبیر ان عائشۃ قالت الخ۔

(صحیح بخاری جلد 1 صفحہ 278 باب کسب الرجل وعملہ بیدہ)

3- حدثنا عبداللہ بن محمد ثنا عبدالرزاق انا معمر اخبرنی الزھری اخبرنی عروۃ بن الزبیر عن المسور بن مخرمۃ الخ۔

(صحیح بخاری جلد 1 صفحہ 8-377 باب الشروط فی الجہاد)

4- حدثنا یحیی بن بکیر ثنا اللیث عن عقیل عن ابن شھاب اخبرنی عروۃ بن الزبیر قال ابوھریرۃ الخ۔

(صحیح بخاری جلد 1 صفحہ 463 باب صفۃ ابلیس وجنودہ)

5- حدثنا اسمٰعیل بن ابی اویس قال حدثنی اسماعیل بن ابراھیم عن عمہ موسیٰ بن عقبۃ قال ابن شھاب حدثنی عروۃ بن الزبیر ان مروان بن الحکم الخ۔ (صحیح بخاری جلد 2 صفحہ 1064 باب العرفاء للناس)

6- حدثنا عبدالعزیز بن عبداللہ الاویسی حدثنا ابراھیم بن سعد عن صالح عن ابن شھاب قال اخبرنی عروۃ بن الزبیر ان زینب بنت ابی سلمۃ الخ۔ (صحیح بخاری جلد 2 صفحہ 5-1064 باب من قضی لہ بحق اخیہ فلا یاخذہ)

قارئین کرام! بخاری شریف کے ان چھ مقامات پر امام زہری حضرت عروہ بن زبیر سے اخبرنی یا حدثنی سے سماع کی تصریح کر رہے ہیں۔ حالانکہ ان کی ملاقات حضرت عروہ بن زبیر سے ہرگز ثابت نہیں ہے۔ جلیل القدر محدث جرح وتعدیل کے بہت بڑے امام ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں:

1- ولکن لا یثبت لہ السماع من عروۃ وان کان قد سمع ممن ھو اکبر منہ غیر ان اھل الحدیث قد اتفقوا علی ذٰلک واتفاقھم علی الشیء یکون حجۃ۔ (تہذیب التہذیب جلد 9 صفحہ 450 طبع حیدرآباد دکن)

لیکن امام زہری کا حضرت عروہ بن زبیر سے سماع ثابت نہیں ہے اور اگرچہ امام زہری نے عروہ بن زبیر سے بڑے راویوں سے سماع کیا ہے لیکن محدثین عظام نے اس بات پر اتفاق کیا ہے (کہ امام زہری کا عروہ بن زبیر سے سماع ثابت نہیں ہے) اور محدثین کرام کا کسی چیز پر اتفاق حجت ہوتا ہے۔

معلوم ہوا کہ امام زہری کے عروہ بن زبیر سے سماع ثابت نہ ہونے پر محدثین کا اتفاق ہے۔ مگر بخاری میں اخبرنی یا حدثنی سے سماع کی تصریح کی وجہ سے کیا صحیح بخاری من گھڑت ثابت ہوگئی۔ اس طرح کی متعدد مثالیں دیگر کتب حدیث سے بھی پیش کی جاسکتی ہیں مگر ہمیں اختصار مانع ہے۔

محدثین کرام کا اتفاق امام زہری کے عروہ بن زبیر سے عدم سماع امام بخاری کے اخبرنی حدثنی کہنے کے مقابلہ میں حجت ہے۔ خود وہابی مولوی زبیر علی زئی نے متعدد مقامات پر امام بخاری کے قول کو جمہور محدثین کے مقابلہ میں ہونے کی وجہ سے مرجوح مانا ہے چند ایک مقامات درج کیے جاتے ہیں تاکہ کوئی تذبذب کی فضا میں نہ رہے۔

1- امام بخاری نے عبدالرحمٰن بن حرملہ کے بارے لکھا:

لا يصح حديثه۔

''اس کی حدیث صحیح نہیں ہے''۔

مگر مولوی زبیر علی زئی نے امام بخاری کے اس قول کے خلاف یوں لکھا ہے کہ

حسن الحديث و ثقه الجمهور و قول البخاری مرجوح۔

جمہور محدثین کرام نے اس کی توثیق کی ہے۔ امام بخاری کا قول مرجوح ہے۔

(تحفۃ الاقویاء فی تحقیق کتاب الضعفاء صفحہ 65)

2- امام بخاری خالد بن رباح الہذلی کو فاسدوه بالقدر کہہ کر ضعیف قرار دیتے ہیں مگر وہابی مولوی زبیر علی زئی اس کو حسن الحدیث قرار دیتا ہے۔

(تحفۃ الاقویاء صفحہ 38)

3- امام بخاری زہیر بن محمد التمیمی العنبری الخراسانی کو منکر احادیث روایت کرنے والا قرار دے کر ضعیف قرار دیتے ہیں مگر وہابی مولوی زبیر علی زئی نے اسے حسن الحدیث قرار دیا ہے۔ (تحفۃ الاقویاء صفحہ 44)

4- امام بخاری سلمہ بن فضل الابرش کے متعلق عندہ مناکیر وفیہ نظر کہہ کر اسے ضعیف قرار دیں مگر وہابی مولوی زبیر علی زئی نے اسے حسن الحدیث کہا۔

(تحفۃ الاقویاء صفحہ 50)

5- امام بخاری طلق بن حبیب کو بد عقیدہ فرقہ مرجئہ میں قرار دے کر ضعیف کہتے ہیں مگر وہابی مولوی زبیر علی زئی نے اسے حسن الحدیث کہا ہے۔ (تحفۃ الاقویاء صفحہ 57)

6- امام بخاری عبدالعزیز بن ابی رواد کو کان یری الارجاء کہہ کر ضعیف گردانیں مگر وہابی مولوی زبیر علی زئی اسے حسن الحدیث کہتا ہے۔ (تحفۃ الاقویاء صفحہ 70)

7- امام بخاری عبداللہ بن ابی لبید المدنی کو کان یری القدر کہہ کر ضعیف کہتے ہیں مگر وہابی مولوی زبیر زئی اسے ثقہ اور صحیح الحدیث کہتا ہے۔ (تحفۃ الاقویاء صفحہ 60)

8- امام بخاری عبدالرحمٰن بن سلمان کو فیہ نظر کہہ کر ضعیف کہیں مگر زبیر علی زئی اسے حسن الحدیث کہتا ہے۔ (تحفۃ الاقویاء صفحہ 66)

9- امام بخاری عبدالرحمٰن بن عطاء کو فیہ نظر کہہ کر ضعیف کہتے ہیں مگر وہابی مولوی زبیر علی زئی اسے حسن الحدیث ثقۃ الجمہور کہتا ہے۔ (تحفۃ الاقویاء صفحہ 66)

10- امام بخاری عبدالرحمٰن بن مسلمہ کو لایصح کہہ کر اسے ضعیف قرار دیتے ہیں مگر وہابی مولوی زبیر علی زئی اسے حسن الحدیث قرار دیتا ہے۔ (تحفۃ الاقویاء صفحہ 67)

تِلْكَ عَشَرَةٌ كَامِلَةٌ۔

امام بخاری کی امام زہری کے عروہ سے سماع کی تصریح جمہور محدثین کے مقابلہ میں بھی درست نہ ہوئی۔ تو اب کیا مولوی زبیر علی زئی صحیح بخاری کو بھی من گھڑت ثابت کرے گا۔ قارئینِ کرام! مذکورہ حوالہ جات میں غور فرمائیں! جب اپنی باری آئے تو

خود امام بخاری سے بڑا بن بیٹھتا ہے مگر جب سرورِ کائنات ﷺ کی عظمت وشان کا اظہار ہوتا ہے تو اس کے پیٹ میں مروڑ اُٹھتا ہے۔

کتابت کی غلطیوں کا بہانہ اور اس کا شدید ردّ:

الجزء المفقود کو من گھڑت ثابت کرنے کیلئے ایک بہانہ یہ کیا کہ اس کمپوزنگ کی غلطیوں والے بے سند نسخہ پر آپ کیوں خوشیاں منا رہے ہیں۔ (ملخصا)

کتابت کی غلطیوں سے کتاب کا من گھڑت ثابت کرنا وہابی مولوی زبیر علی زئی کی سینہ زوری اور ہٹ دھرمی ہے اور یہ صرف اور صرف دُشمنی رسول کی وجہ سے ہے ورنہ کتابت کی غلطیوں کا معتبر کتب حدیث میں ہو جانا کسی بھی صاحبِ علم سے پوشیدہ نہیں ہے۔ کتابت کی غلطیاں تو صحیح بخاری میں بھی موجود ہیں:

1- امام بخاری نے ایک سند یوں بیان کی ہے:

حدثنا عبد العزیز بن عبد اللہ قال حدثنا ابراھیم بن سعد عن ابیہ عن حفص بن عاصم عن عبد اللہ بن مالک بن بحینۃ قال۔ الخ

(صحیح بخاری جلد 1 صفحہ 91)

اس سند کے بیان میں امام بخاری سے دو غلطیاں واقع ہوئی ہیں ایک تو یہ کہ بحینہ عبد اللہ کی والدہ کا نام ہے مگر امام بخاری نے اسے مالک کی والدہ قرار دیا ہے۔

دوسری یہ کہ آگے چل کر فرماتے ہیں:

سمعت رجلا من الازد یقال لہ مالک بن بحینۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رای رجلا۔ (حوالۂ بالا)

اس حدیث کو انہوں نے مالک سے روایت کیا ہے حالانکہ یہ حدیث مالک کے بیٹے عبد اللہ بن مالک سے مروی ہے۔ مالک تو مشرف بہ اسلام بھی نہیں ہوئے تھے۔ امام مسلم، نسائی، ابن ماجہ نے بھی یہی سند بیان کی ہے مگر اس میں یہ غلطیاں نہیں کیں۔ دیکھئے! امام ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں: "اس روایت میں دو جگہ وہم ہے۔ اول یہ کہ بحینہ

عبداللہ کی والدہ ہے نہ کہ مالک کی۔ثانی یہ کہ صحابی اور راوی عبداللہ ہیں نہ کہ مالک"۔
(فتح الباری جلد 2 صفحہ 290 طبع مصر مترجما)

یہاں دیکھئے! کس قدر سنگین غلطی ہے کہ کافر کو صحابی بنادیا اور صحابی کو......
اب کیا اس سے صحیح بخاری من گھڑت ثابت ہوگئی۔

2- امام بخاری نے ایک روایت کی سند میں یوں بیان کیا:
عن مجاهد عن ابن عمر قال قال النبی صلی اللہ علیه وسلم رایت عیسٰی و موسٰی الخ۔ (صحیح بخاری جلد 1 صفحہ 489)
بخاری کے تمام نسخوں میں اسی طرح ہے حالانکہ صحیح نام ابن عمر کی بجائے ابن عباس ہے۔(دیکھئے:الباری جلد 7 صفحہ 293)

3- امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے تاریخ صغیر میں ایک سند کو یوں بیان کیا ہے:
حدثنا یحیی بن سلیمان ثنا ابن وهب عن عمرو عن سعید ابن ابی هلال قال توفیت سودة زوج النبی صلی اللہ علیه وسلم فی زمن عمر۔ (تاریخ صغیر صفحہ 28)
حالانکہ یہ سند منقطع ہے۔سعید بن ابی ہلال کی ولادت ۷۰ھ میں ہے۔
(تہذیب التہذیب جلد 4 صفحہ 95)

اس نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا دور مبارک تو کجا سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا دور بھی نہیں پایا۔اب کیا اس سے "تاریخ صغیر" من گھڑت ثابت ہوگئی۔

قارئین کرام! سند کے انقطاع اور ناسخ کی مؤلف تک سند متصل کے بہانے کا بحمد اللہ رد کردیا گیا ہے۔ کچھ عرصہ قبل اس وہابی مولوی زبیر علی زئی نے "کتاب اخبار الفقہاء والمحدثین" کے متعلق بھی ایسی گفتگو کرکے اس کو مشکوک بنانے کی کوشش کی تھی۔ بحمد اللہ اس کا رد بھی اسی گفتگو میں ہوگیا۔اصل میں اسے تکلیف یہ تھی کہ اس مذکور

کتاب میں سندِ صحیح کے ساتھ ترکِ رفع یدین کی مرفوع روایت موجود تھی جس سے وہابی مذہب کا بیڑہ غرق ہو رہا تھا۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے سند میں اوہام صحیح بخاری میں متعدد موجود ہیں۔ ہم صرف خوفِ طوالت سے انہی پر اکتفا کر رہے ہیں۔ امام حافظ ابی علی الحسین بن محمد بن احمد الغسانی الاندلسی متوفی ۴۲۷ھ نے تقیید المهمل و تمییز المشکل 392، 396، 397، 398، 409، 410 وغیرہ صفحات پر امام بخاری کے صحیح بخاری میں اسناد میں راویوں کے ناموں میں غلطیوں کی نشاندہی کی ہے اور پھر امام بخاری کی سند حدیث میں اوہام کے علاوہ متن حدیث میں بھی متعدد اوہام صحیح بخاری میں موجود ہے۔ جن کو وہابیہ کے مجتہد مولوی وحید الزماں حیدر آبادی نے تیسیر الباری میں بھی تسلیم کیا ہے۔

اسی طرح دیگر کتب احادیث میں کتابت کی غلطیوں سے شاید ہی کوئی کتاب مبرا ہو۔ تو اب کیا سارے ذخیرۂ حدیث کو ہی من گھڑت قرار دے دیا جائے گا۔ خود وہابی مولوی زبیر علی زئی نے سنن نسائی میں ایک راوی کے نام کی غلطی کا ذکر کیا ہے۔

(دیکھئے: نور العینین صفحہ 189)

تو کیا اب نسائی یا دیگر کتب کو من گھڑت قرار دے دیا جائے۔

قارئین کرام! یہ خفیہ طریقہ سے منکرین حدیث کی حمایت نہیں تو کیا ہے۔ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی عداوت و بغض میں یہ لوگ کس قدر اندھے ہو چکے ہیں۔ یہ تو سارے ذخیرۂ حدیث کو ناقابلِ اعتماد و حجت ٹھہرانے والی بات ہے جو کہ مولوی زبیر علی زئی کی نری خباثت و جہالت ہے۔ وہابی مولوی زبیر علی زئی کا عَن سفیان بن شبرمہ پر اعتراض اس کی خباثت پر دال ہے۔ اس لیے کہ سفیان اور ابن شبرمہ کے درمیان سہوِ کاتب سے "عن" رہ گیا اصل یوں تھا: عن سفیان عن ابن شبرمہ۔ اس طرح کا سہوِ کاتب کتبِ احادیث میں خود وہابیہ کے اکابر کو بھی مسلم ہے۔

ایک اور لایعنی دلیل اور اُس کا ردِ شدید

کتب حدیث میں یہ ہوتا ہے کہ جو حدیث کسی کتاب میں ہوتی ہے، وہ دیگر کتب حدیث میں بھی مل جاتی ہے۔ مگران روایاتِ نور کا دیگر کتب میں نہ ملنا اس بات کی دلیل ہے کہ دال میں ضرور کالا ہے۔ (ملخصا)

وہابیہ کے محدث کا خودساختہ قاعدہ ہے جو اس کی جہالت کی واضح دلیل ہے۔ بیشمار احادیث ایسی ہوتی ہیں جو دیگر کتب حدیث میں نہیں ملتیں۔ خود اس کے قلم سے بھی یہ ثابت ہوسکتا ہے۔ مثلاً نورالعینین میں اس نے رفع یدین کے دوام پر حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے فارق الدنیا ابن الاعرابی کے حوالہ سے الفاظ نقل کیے ہیں۔ اب یہ بتلائے کہ یہ الفاظ مذکور اپنے منقول حوالہ کے علاوہ حدیث کی کونسی کتب صحاح میں ہیں۔ جب ایسا نہیں ہے اور یقیناً ایسا نہیں تو یہ واضح ہوگیا کہ وہابی محدث کی یہ شرط باطل اور مردود ہے۔ یہ صرف اس کی خباثت اور رسول دشمنی ہے اور پھر ان کو چاہیے کہ اپنے اصول وضوابط کو بھی کتاب وسنّت سے ثابت کریں جیسا کہ اوپر مذکور ہو چکا ہے۔ لہٰذا الجزء المفقود من المصنّف کو زبیر علی زئی کا موضوع کہنا سینہ زوری اور خباثت ہے اور اس کا انکار باطل ومردود ہے۔

نور والی روایات دیگر ائمہ نے بھی نقل کی ہیں۔ تفصیل میری کتاب ''نورانیت و حاکمیت'' میں ملاحظہ فرمائیں۔

پھر اس کا یہ کہنا کہ دال میں ضرور کالا ہے۔ اس کی نری خباثت ہے۔ یہاں یہ مثال درست نہیں۔ دال میں کالا نہیں تمہارے دل میں کالا ہے جو تمہیں بغضِ رسول کی وجہ سے عظمتِ مصطفیٰ تسلیم کرنے نہیں دیتا۔

امام عبدالرزاق کے مدلس ہونے کا بہانہ اور اس کا منہ توڑ جواب

پھر وہابی مولوی زبیر علی زئی نے امام عبدالرزاق کے مدلس ہونے کا بہانہ کیا تا کہ

سرورِ کائنات ﷺ کی شانِ نورانیت کا ہر حال میں انکار ہی کر دیا جائے۔ حالانکہ یہ بھی اس کی جہالت کا پورا پورا ثبوت ہے۔ اس لیے کہ امام عبدالرزاق طبقۂ ثانیہ کے مدلسین میں سے ہیں۔ (طبقات المدلسین لابن حجر صفحہ 34)

خود امام ابن حجر عسقلانی نے تصریح کر دی ہے کہ اس طبقہ کے مدلس کی تدلیس مضر نہیں ہے۔ اب تو مولوی زبیر علی زئی کو ڈوب مرنا چاہیے اور پھر صحیح بخاری میں امام عبدالرزاق کی متعدد معنعن روایات موجود ہیں تو پھر امام بخاری کی صحیح پر بھی فتویٰ لگاؤ کہ یہ ضعیف روایات سے پُر ہے اور پھر بعض ائمۂ حدیث نے امام بخاری پر خود تدلیس کرنا لکھا ہے۔ امام ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں:

"امام ذہلی سے امام بخاری نے روایت کی ہے۔ مگر وہ تدلیس کر جاتے ہیں"۔ (لسان المیزان جلد 6 صفحہ 838)

امام ذہبی لکھتے ہیں:

"محمد بن خالد کے نام میں امام بخاری نے تدلیس سے کام لیا ہے اور محمد کو باپ کے دادا سے منسوب کر دیا ہے اور یہ محمد مشہور امام محمد بن یحییٰ بن عبداللہ بن خالد الذہلی ہیں"۔ (سیر اعلام النبلاء جلد 6 صفحہ 384)

وہابی مولوی زبیر علی زئی امام بخاری کو بھی ضعیف قرار دے دے۔

قارئینِ کرام! اگر وہابی مذہب لوٹا مذہب ہے۔ ان کا دین اسلام سے کوئی واسطہ نہیں۔ ان کا مذہب شیطانی ہے اور یہ واحد مذہب ہے کہ جن کا کوئی اصول اور ضابطہ پکا نہیں ہے۔ اور لطف کی بات یہ ہے کہ خود وہابی مولوی ارشاد الحق اثری نے امام عبدالرزاق کی ایک معنعن روایت کو سنداً صحیح قرار دیا ہے۔ (مسند السراج حاشیہ صفحہ 125)

اب مولوی زبیر علی زئی ڈوب مرے۔

مدلس کی صحیحین میں معنعن روایت کے قبول ہونے کا کلیہ:

وہابی مولوی زبیر علی زئی نے صحیح بخاری میں امام عبدالرزاق کی معنعن روایات

کے جواب میں کہا کہ مدلس کی صحیحین میں معنعن روایت مقبول ہے غیر میں نہیں۔ (ملخصا)
ہم یہ کہتے ہیں کہ تم اس کلیہ کا اثبات کتاب وسُنّت سے کرو اس لیے کہ ایک طرف کتاب وسُنّت کا دعویٰ اور دوسری طرف غیر معصوم اُمتیوں کے اقوال سے استدلال تمہاری نری خباثت کا منہ بولتا ثبوت ہے اور پھر اس کلیہ پر امام ابن حجر عسقلانی، صدر الدین ابن المرحل ابن رقیق العید وغیرہم محدثین نے کلام کیا ہے۔ (اور ویسے بھی انصاف کی بات یہی ہے کہ تقاضا انصاف کے مطابق مدلس کی روایت کے متعلق صحیحین اور غیر صحیحین کا معاملہ برابر ہے) (النکت علی مقدمہ ابن الصلاح جلد 2 صفحہ 635)

امام عبدالرزاق کی آخری عمر میں اختلاط کا بہانہ اور اس کا منہ توڑ جواب

اور پھر وہابی زبیر علی زئی نے آخری بہانہ یہ کیا ہے کہ امام عبدالرزاق آخری عمر میں اختلاط کا شکار ہو گئے تھے۔ اسی حالت میں یہ روایات باطل ہیں۔ (ملخصا)
امام عبدالرزاق کی آخری عمر میں اختلاط کا بہانہ بنا کر حدیث نور کا انکار کرنے کی نحوست یہ طاری ہوئی کہ ساری مصنف عبدالرزاق سے ہی ہاتھ دھونا پڑا۔ وہ اس طرح کہ جب مصنف عبدالرزاق کی ابتدائی احادیث اس اختلاط کے دور کی ہوں تو باقی سب احادیث اسی کی نذر ہو گئیں جو وہابی مولوی کی نری جہالت وحماقت ہے اور پھر اس کا کوئی ثبوت بھی نہیں ہے کہ یہ روایات اس دور اختلاط کی ہیں۔ بغیر ثبوت کے یہ کہنا وہابی کی نری بکواس ہے۔
اور پھر محدثین کا یہ مبارک قول بھی موجود ہے کہ اس دور اختلاط میں امام عبدالرزاق اپنے حفظ سے حدیث بیان نہیں کرتے تھے بلکہ اپنی کتاب سے حدیث بیان کرتے تھے۔
(تدریب الراوی جلد 2 صفحہ 377، تفسیر عبدالرزاق مقدمہ جلد 1 صفحہ 71)
جب وہ اپنی کتاب سے ہی حدیث بیان کرتے تھے تو اب کیا اعتراض رہا۔
بہر حال الجزء المفقود کا نسخہ نہایت معتبر ہے اور اسے موضوع ومن گھڑت کہنا وہابی مولوی زبیر علی زئی کا، باطل ومردود ہے۔

قارئین کرام! سرورِ کائنات ﷺ کی نورانیت اور آپ ﷺ کے اول الخلق کے انکار میں مولوی زبیر علی زئی نے یہ صفحات سیاہ کیے تھے مگر لطف کی بات ہے کہ جس نور اور اول الخلق کے انکار میں اتنی محنت کی تھی اسی کا اقرار تو خود اس کے اکابر نے بھی کیا ہے۔ صرف چند حوالہ جات آخر میں اس کے منہ پر تھپڑ کے طور پر ہم نقل کر رہے ہیں۔

حضور ﷺ کے نور ہونے کا وہابی اکابر سے ثبوت

1- وہابیہ کے شیخ الاسلام ثناء اللہ امرتسری لکھتے ہیں:

''ہمارے عقیدہ کی تشریح یہ ہے کہ رسول خدا ﷺ خدا کے پیدا کیے ہوئے نور ہیں''۔ (فتاویٰ ثنائیہ جلد 2 صفحہ 793)

2- مولوی ثناء اللہ امرتسری کی زبانی مولوی عبداللہ روپڑی لکھتے ہیں:

''سورج، چاند رسول اللہ ﷺ کے نور سے چمکتے ہیں''۔ (مظالم روپڑی صفحہ 47)

3- مولوی وحید الزماں حیدر آبادی لکھتے ہیں:

''اللہ سبحانہٗ نے تخلیق کرنے کا آغاز نور محمدی ﷺ سے کیا''۔

(ہدیۃ المہدی جلد 1 صفحہ 56)

4- وہابیہ کے حافظ محمد لکھوی لکھتے ہیں:

نور نبی دا آپ دیندا لوکاں نوں روشنائی

(تفسیر محمدی جلد 4 صفحہ 201)

وہابیہ کے مجدد نواب صدیق حسن بھوپالی لکھتے ہیں:

نور الهی تجلی رحمة۔

''آپ ﷺ اللہ کا نور اور اس کی ذات کی تجلی ہیں''۔

(فتح الطیب صفحہ 60، مآثر صدیقی جلد 2 صفحہ 29)

اختصار مانع ہے۔ تفصیلی حوالہ جات ہماری کتاب ''نورانیت وحاکمیت'' میں ملاحظہ فرمائیں۔

مولوی زبیر علی زئی کو چاہیے کہ اپنے ان اکابر کے مذکورہ اقوال پڑھ کر ڈوب مرے کہ جس کیلئے اتنی کوشش کی، وہ عقیدہ اس کے اکابر کے قلم سے حق ثابت ہو گیا۔

حرفِ آخر:

ہم نے بحمد اللہ اس مضمون میں وہابی مولوی زبیر علی زئی کے مضمون کا دلائل سے تفصیلی رد کر دیا ہے۔ اس پر اس سے بھی زیادہ تفصیل سے لکھا جا سکتا ہے مگر میں نے اختصار سے کام لیا ہے۔ ضرورت پڑی تو اس پر تفصیلی لکھوں گا۔ انشاء اللہ۔

بحمد اللہ ایک ہی دن میں فقیر نے یہ مضمون مکمل کیا ہے۔

محمد کاشف اقبال مدنی رضوی

سرپرست انجمن فکرِ رضا، پاکستان

مدرس جامعہ غوثیہ رضویہ مظہرِ اسلام، سمندری

۴ ربیع الآخر ۱۴۲۷ھ

☆☆☆☆☆

☆☆☆☆

☆☆☆

مصنف عبدالرزاق کے الجزء المفقود پر وہابی مولوی یحییٰ گوندلوی کے اعتراضات کے منہ توڑ جوابات

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّيْ وَنُسَلِّمُ عَلٰى رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ۔ اَمَّا بَعْدُ!

اہلِ اسلام سرورِ کائنات ﷺ کی عظمت وشان کے دلی اقرار کو ایمان کی جان یقین خیال کرتے ہیں۔ آج تک پوری اُمت مسلمہ انہی عقائد پر کاربند رہی جنہیں آج کے دور میں عقائد اہل سُنّت بریلوی کا نام دیا جاتا ہے۔ تو حق مذہب صرف اور صرف اہلِ سُنّت وجماعت ہے۔ باقی سب فرقے ناری ہیں اور ان کے عقائد باطلہ ہیں۔ مگر ستیا ناس ہو انگریز منحوس کا کہ اس کے ایماء پر اس کے دورِ حکومت میں ایسے لوگ تیار ہوئے کہ جنہوں نے اپنی فتویٰ بازی کی مشین سے ساری اُمت مسلمہ کو مشرک بنا دیا۔ اپنے مزعومہ نظریات کو قرآن وسُنّت سے ہم آہنگ ثابت کرنے کی ناپاک کوشش کی۔ اسی مذہب کو وہابی مذہب کہا جاتا ہے۔ وہابی مذہب کی بنیاد ہی سرورِ کائنات ﷺ کی توہین پر ہے۔ عظمتِ مصطفیٰ کو سنتے ہی ان پر غشی کے دورے پڑنے شروع ہو جاتے ہیں۔ پیشانی پر بل پڑنے شروع ہو جاتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ جب سے حضور ﷺ کی شانِ نورانیت کا اظہار مصنّفِ عبدالرزاق کے الجزء المفقود کے شائع ہو جانے سے مزید ہوا تو وہابیوں کے ہاں صفِ ماتم بچھ گئی۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ جلیل القدر علمائے اُمت نے مُصنّفِ عبدالرزاق کے حوالہ سے حدیثِ جابر بیان فرمائی تھی جس میں واضح طور پر سرورِ کائنات ﷺ کی نورانیت اولیت کا مبارک تذکرہ موجود تھا۔ مگر مسئلہ یہ تھا کہ مُصنّفِ

عبدالرزاق کا جو شائع شدہ نسخہ موجود تھا، وہ ناقص تھا۔ ابھی حال ہی میں الجزء المفقود من المصنف کا مخطوطہ افغانستان سے دستیاب ہو گیا جو پہلے دوبئی سے شائع ہوا پھر پاکستان میں لاہور سے شائع ہوا۔ چونکہ اس میں حدیث جابر باسندِ صحیح موجود تھی۔ تو یہ وہابی مذہب کیلئے موت تھی۔

سب سے پہلے وہابیہ کے مولوی زبیر علی زئی نے اپنے رسالہ ''الحدیث'' میں الجزء المفقود کے رد میں مضمون تحریر کیا۔ فقیر راقم الحروف نے اس کا تفصیلی اور منہ توڑ جواب تحریر کیا جو گذشتہ صفحات میں مرقوم ہے۔ پھر دوسرے وہابی مولوی یحیٰ گوندلوی نے اس پر سعیِ نامحمود کی تو فقیر نے خیال کیا کہ اس کا رد بھی کر دیا جائے تا کہ ہر خاص و عام پر ان کے خود ساختہ دلائل کی حقیقت کھل جائے۔ وگرنہ مسئلہ ھٰذا ''سرورِ کائنات ﷺ کی نورانیت'' پر فقیر کی کتاب ''نورانیت وحاکمیت'' میں تفصیلی دلائل وحوالہ جات موجود ہیں۔ شائقین اس کا مطالعہ فرمائیں۔

مولوی یحیٰ گوندلوی کا زیرِ تبصرہ مضمون رسالہ تنظیم اہل حدیث لاہور میں دو قسطوں میں شائع ہوا اور دیگر وہابی رسائل میں بھی بڑے طمطراق سے شائع کیا گیا۔ مضمون کی ابتداء میں اس وہابی مولوی نے تصوف کو خلاف اسلام اور صوفیاء کے عقائد کو باطل ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔ حالانکہ یہ اس کی نری خباثت ہے۔ اس لیے کہ تصوف اور صوفیاء کرام کے نظریات خلاف اسلام ہرگز نہیں البتہ خلافِ وہابیت ضرور ہیں۔ تصوف کا مبنی برحق ہونا تو خود وہابی اکابر کو بھی تسلیم ہے۔ مولوی یحیٰ گوندلوی کو چاہیے کہ خود اپنے اکابر مولوی داؤد غزنوی کے مقالات بابت تصوف کو کتاب داؤد سے اور مولوی عبدالجبار غزنوی کی کتاب اثبات الہیعت والالہام کو ہی پڑھ لے اور بتائے کہ اگر یہ تصوف اور عقائد ونظریاتِ صوفیاء خلاف اسلام ہیں تو تمہارے ان اکابر نے جو لکھا ہے ان پر بھی فتویٰ لگاؤ یا ان کی تحریریں پڑھ کر ڈوب مرو۔

پھر اس وہابی نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عقیدۂ نورانیت کو باطل قرار دیا اور اسے خلاف

قرآن وحدیث قرار دیتے ہوئے کہا:

”چونکہ قرآن وحدیث میں آپ کی بشریت کا ذکر ہے اس لیے عقیدۂ نورانیت خلاف قرآن وحدیث ہے“۔ (ملخصاً)

قارئینِ کرام! حضور سید عالم ﷺ کی نورانیت کے عقیدہ کو باطل کہنا خود اس کا دعویٰ باطل ومردود ہے۔ اس لیے کہ اس کے دلائل قرآن وسُنّت سے بے شمار موجود ہیں۔ تفصیلی دلائل تو فقیر کی کتاب نورانیت وحاکمیت میں ملاحظہ فرمائیں۔

رہا بشریت کا قرآن وسُنّت سے اثبات تو اس کا ہم نے انکار کب کیا ہے۔ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بشریت کا انکار اہل سُنّت پر بہتان ہے۔ سیدی اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی متعدد کتب میں واضح طور پر تحریر فرمایا ہے کہ سرورِ کائنات ﷺ کی بشریت کا انکار کفر ہے۔ (دوام العیش، فتاویٰ رضویہ)

اور عقیدۂ نورانیت کو آپ ﷺ کے بشر ہونے کے منافی قرار دینا وہابی مولوی یحییٰ گوندلوی کی جہالت وحماقت ہے اور پھر اس عقیدۂ نورانیت کو وہابی اکابر نے بھی تسلیم کیا ہے۔ مثلاً وہابیوں کے شیخ الاسلام ثناء اللہ امرتسری نے لکھا ہے:

”رسول خدا ﷺ خدا کے پیدا کیے ہوئے نور ہیں“۔ (فتاویٰ ثنائیہ جلد2 صفحہ 793)

اس کے علاوہ بیشار وہابی اکابر سے اس کا ثبوت نقل کیا جاسکتا ہے۔ تفصیلی حوالہ جات فقیر کی کتاب ”نورانیت وحاکمیت“ میں ملاحظہ فرمائیں۔

پھر مولوی یحییٰ گوندلوی نے لکھا ہے کہ صحابۂ کرام وتابعین عظام کے دور میں کوئی شخص بھی ایسا موجود نہیں جس کا یہ عقیدہ اولیت ونورانیت کا ہو۔ (ملخصاً)

حالانکہ یہ اس کا نرا جھوٹ ہے۔ اس لیے کہ صحابۂ کرام وتابعین عظام کا عقیدۂ نورانیت واولیت تو ضرور تھا۔ مگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مثل بشر ہونے کا عقیدہ کسی کا نہیں تھا۔ صحابۂ کرام کے عقائد بابت نورانیت دیکھنے کیلئے فقیر کی کتاب ”نورانیت وحاکمیت“ کی طرف رجوع فرمائیں۔

پھر گوندلوی صاحب کا یہ کہنا کہ اس عقیدہ نورانیت کو کذابوں نے رواج دینے کی کوشش کی ہے، نری بکواس اور اس کی خباثت و جہالت کا منہ بولتا ثبوت ہے اور پھر اگر یہ عقیدہ کذابوں کا ہے تو تمہارے گرو اور اکابر تمہارے بقول نواب صدیق بھوپالی، ثناء اللہ امرتسری، ابراہیم میر سیالکوٹی وغیرہم سب کذاب و دجال ہوئے جنہوں نے اپنی کتب میں اس کا اثبات کیا ہے۔

پھر اس عقیدہ کو شیعیت کی طرف منسوب کرنے کی کوشش اور اہلِ سُنّت کی طرف سے بھائی چارے کی طرف تمہارا اشارہ بھی نرا جھوٹ ہے اس لیے کہ شیعیت کے کفر پر تو سیدی اعلیٰ حضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کا رسالہ "رد الرفضہ" پڑھو اور دوسری طرف اپنے مجتہد مولوی وحید الزماں حیدر آبادی کا خود نام نہاد اہل حدیثوں وہابیوں کا شیعہ ہونے کا اقرار نزل الابرار (جلد 1 صفحہ 7)، ہدیۃ المہدی (جلد 1 صفحہ 100) پڑھو اور ڈوب مرو۔

اور پھر تصوف کو شیعہ کا عقیدہ اور اسے عقیدہ باطلہ قرار دینا بھی تمہاری خباثت پر دال ہے۔ اس لیے کہ جلیل القدر اولیاء کرام و صوفیاء کرام کے تو تمہارے بڑے ثناء اللہ امرتسری وغیرہ مداح تھے۔ دیکھو! فتاویٰ ثنائیہ جلد 1 صفحہ 151، 334 اور تصوف پر داؤد غزنوی کے مقالات وغیرہ پڑھو اور ڈوب مرو۔ تم اپنے مجدد نواب صدیق حسن بھوپالی کے قلم سے شیخ اکبر محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کے ہی فضائل دیکھ لو۔ (التاج المکلل صفحہ 170) اور اپنی جہالت افروز بکواس کو بند کرو۔

پھر تمہارا یہ کہنا کہ تصوف بظاہر قرآن و حدیث کے مُتصادم بھی ہے، حقیقت کو عیاں کر رہا ہے۔ گویا تمہاری خباثت و بکواس کی رُو سے تصوّف بظاہر تو قرآن و حدیث کے خلاف ہے گویا حقیقت میں قرآن و سُنّت و حدیث کے خلاف نہیں بلکہ موافق ہے۔ اسے کہتے ہیں حق کا بول بالا اور جھوٹ کا منہ کالا۔

پھر تمہارا اہل سُنّت کو اہل بدعت قرار دینا بھی اُلٹا چور کوتوال کو ڈانٹنے والا معاملہ ہے۔ تمہارا اس موضوع پر مضمون لکھنا اور تنظیم اہل حدیث رسالہ میں شائع ہونا کیا

تمہارے کلیہ سے سب بدعت نہیں ہے۔ تمہاری بدعات کی تفصیل ہم خوفِ طوالت کی وجہ سے ترک کر رہے ہیں۔ صرف ایک تمہاری بدعت کا تذکرہ تمہارے اکابر کے قلم سے کرنا چاہتے ہیں وہ یہ کہ تم کانفرنسیں کرتے ہو اور کانفرنس کا لفظ ہی تمہارے اکابر کے فتویٰ سے بدعت ہے۔ (دیکھو: الفیصلۃ الحجازیہ صفحہ 16، الجسر البلیغ جلد 1 صفحہ 142)

کیوں وہابی صاحب! تم بدعتی ہوئے یا نہیں؟

اور پھر اہل سُنّت کی طرف سے روایت مبارکہ اول ما خلق اللہ نوری کا انتساب مصنّف عبدالرزاق کی طرف کرنا تمہارا بدترین جھوٹ ہے۔ اگر تم میں ہمت ہے تو اکابرین اہل سُنّت میں سے کسی کا بھی روایت اول ما خلق اللہ نوری کا انتساب مصنّفِ عبدالرزاق کی طرف کرنا ثابت کر کے دکھاؤ! ہم صرف یہی کہتے ہیں: لعنۃ اللہ علی الکاذبین۔

پھر تمہارا یہ کہنا کہ "جب حبیب الرحمٰن اعظمی دیوبندی کی تحقیق سے مصنف عبدالرزاق شائع ہوئی تو اہلِ بدعت (بزعم وہابی) کی کارستانی کھل گئی"۔

وہابی صاحب کو جھوٹ پر جھوٹ بولتے شرم نہیں آ رہی یہ تو بتاؤ کہ یہ نسخہ مذکورہ کامل شائع ہوا تھا؟ اس کے ناقص ہونے کا تو خود اعظمی دیوبندی کو اقرار ہے۔

(دیکھو مصنّفِ عبدالرزاق جلد 1 صفحہ 3 طبع بیروت)

پھر تمہاری طرف سے قلعہ دیدار سنگھ کے بریلوی عالم کے ذمے یہ بات لگانا کہ انہوں نے کہا کہ مصنّفِ سے وہابیوں نے یہ روایت نکال دی ہے اور پھر اس پر تعجب کا اظہار بھی غلط ہے۔ اس لیے کہ تحریفِ حدیث تو تمہارا مذہبی ورثہ ہے۔ اس کی بے شمار مثالیں موجود ہیں۔ صرف ایک پر اکتفا کرتے ہیں۔ اس پر تفصیلی کام کا ارادہ ہے۔ مکتبہ اثریہ سانگلہ ہل سے وہابیوں نے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب "الادب المفرد" شائع کی۔ تو اس میں حدیثِ ابن عمر میں "یا محمد" کے الفاظ تھے۔ وہابیوں نے "یا" کے الفاظ نکال دیے۔

اور پھر تمہارا یہ کہنا کہ یہ مصنف تو وہابیوں نے طبع ہی نہیں کروائی۔ گوندلوی صاحب

ہم تو کہتے ہیں کہ دیوبندی بھی وہابی ہیں جس طرح تمہارے شیخ الاسلام ثناء اللہ امرتسری نے فتاویٰ ثنائیہ میں تمہارا اور دیوبندیوں کا مخرج ایک ہی بیان کیا ہے۔ معلوم ہوا تمہارا اور دیوبندیوں کا وہابی ہونا ایک مسلمہ حقیقت ہے۔

اور پھر تمہارا "اول ما خلق اللّٰہ نوری" حدیثِ مبارک کو حدیث جابر قرار دینا بھی نرا جھوٹ اور تمہاری جہالت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

اور پھر تمہارا الجزء المفقود من المصنَّفِ لعبد الرزّاق کی دستیابی پر واویلا کرنا کہ یہ تمام معروف مکاتب اور کتب خانوں سے نہیں مل سکا وغیرہ صرف تمہاری دشمنیِ رسول پر مبنی ہے۔ اس لیے کہ متعدد محدثین کرام کی کتب کے مخطوطات اب دریافت ہو رہے ہیں اور بیروت وغیرہ سے شائع ہو رہے ہیں۔ اب تمہارے جیسا کوئی جاہل کہے کہ اتنے عرصے بعد کہاں سے مل گئے۔ یہ قابلِ اعتبار نہیں ہے وگرنہ جلیل القدر آئمہ محدثین کرام کی بے شمار کتب سے ہاتھ دھونا پڑیں گے۔

پھر تمہارا اس مخطوطے کے ناسخ کی ثقاہت کا طلب کرنا بھی تمہاری علمی استعداد کو خوب واضح کر رہا ہے۔ اس کا تفصیلی رد ہم نے تمہارے گرو زبیر علی زئی کے مضمون کے جواب میں کر دیا ہے۔ وہاں دیکھ لو۔ اس نسخہ کے قابلِ اعتبار ہونے کیلئے اتنا ہی کافی ہے کہ اس نور والی روایتِ مبارکہ کو جلیل القدر ائمہ نے اسی مصنف کے حوالہ سے بیان کیا ہے۔ وہی ان کی نقل باسندِ صحیح الجزء المفقود میں موجود ہے۔ بلکہ اس حدیث جابر اور روایتِ نور کا انتساب تمہارے گرو محدث عبداللہ روپڑی نے فتاویٰ اہلِ حدیث میں بھی مصنف عبدالرزاق کی طرف کیا ہے۔

اور پھر تمہارا یہ کہنا کہ اس نے اس کو کس مخطوطہ سے لکھا اور امام عبدالرزاق تک اس کی متصل سند ہو، تمہاری خود ساختہ شرائط ہیں۔ ان کا اثبات کتاب وسنت سے کرو! یہ تمہارے ذمے ہمارا قرض ہے۔ تمہاری ان خود ساختہ شرائط کا پوسٹ مارٹم ہم نے زبیر علی زئی کے رد میں اپنے تفصیلی مضمون میں کر دیا ہے۔ وہاں پڑھو اور ڈوب مرو! ہم

یہاں صرف اتنا کہنا چاہتے ہیں کہ تمہارے نزدیک جب مجہول کی روایت یا نسخہ قابلِ قبول نہیں ہے تو ''جزء رفع یدین'' کے مرکزی راوی محمود بن اسحاق کے مجہول ہونے سے اسے من گھڑت کیوں نہیں مانتے وگرنہ اس کی توثیق ہی بیان کرو۔ اس کی متعدد مثالیں موجود ہیں اور پھر بے شمار کتبِ محدثین ایسی ہیں جن کے ناسخین کی سند ائمہ محدثین تک متصل نہیں پہنچی۔ تو کیا اس سارے ذخیرۂ حدیث کو من گھڑت قرار دے دیا جائے گا۔ ثابت ہو گیا تمہارا الجزء المفقود کے باطل و من گھڑت ہونے کا دعویٰ ہی باطل و مردود ہے۔

پھر تمہارا اس نسخہ پر سماع کا بہانہ کرنا بھی خودساختہ شرط ہے۔ جس کا اثبات تم اپنے دعویٰ ''کتاب وسُنّت'' سے نہیں کر سکتے اور پھر کتاب مسائل امام احمد اور شرف المصطفیٰ وغیرہ دیگر کتب کے محققین واضح لکھتے ہیں کہ ان کے مخطوطات پر کوئی سماع نہیں ہے تو کیا وہ ساری کتب ہی من گھڑت ثابت ہو گئیں۔ اصل میں تمہارا یہ سارا پروگرام فتنہ انکارِ حدیث کی حوصلہ افزائی ہے اور اس کی وجہ صرف اور صرف تمہاری دشمنیٔ رسول ہے۔

ہم اس بات پر حیران ہیں کہ ایک طرف تو یہ وہابی سرورِ کائنات ﷺ کے علم غیب کے مبارک عقیدہ کو کفر و شرک قرار دیتے ہیں اور دوسری طرف خود اپنے علم غیب کے دعوے دار ہیں۔ گوندلوی صاحب لکھتے ہیں:

''سائب بن زید نام کا کوئی صحابی نہیں''۔

خدا کیلئے اتنا تو بتاؤ کہ حضور سید عالم ﷺ کے تمام صحابہ کرام کے اسماء مبارکہ سے اس کو کس طرح واقفیت ہو گئی۔ جو بڑے دھڑلے سے کہہ دیا کہ اس نام کا کوئی صحابی نہیں۔ رہا اصول محدثین تو ان وہابیوں کو چاہیے کہ ان غیر معصوم اُمتیوں کے اقوال کی تقلید کر کے اپنے مزعومہ فتویٰ ''شرک'' میں مبتلا نہ ہوں۔

اور پھر کتابت کی غلطیوں کی وجہ سے نسخہ کو مجہول و من گھڑت قرار دینا اس وہابی نام نہاد محدث کی جہالت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ اس لیے کہ کتابت کی غلطیاں تو کتب

میں ہوتی رہتی ہیں۔ خود اپنے گرو حافظ محمد گوندلوی کی زبانی سُن لو! وہ لکھتے ہیں:

"اس میں کیا شبہ ہے کہ کاتب معصوم نہیں ہوتے، غلطیاں کرتے ہیں۔ حدیث کی کتابیں تو کجا قرآن مجید کے لکھنے میں غلطیاں ہوتی ہیں...... اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ قرآن میں ردوبدل ہوگیا ہے"۔ (خیر الکلام صفحہ 344)

کتابت کی غلطیوں سے کتاب کا من گھڑت ثابت کرنا وہابی جہالت ہے۔ گوندلوی کو چاہیے اپنے گرو کی "خیر الکلام" کی عبارت پڑھ کر ڈوب مرے اور پھر مخطوطہ کیلئے شرائط وقیود کا اثبات غیر معصوم امتیوں کے اقوال سے کرنے کی بجائے کتاب وسُنّت سے کرو۔ اس لیے کہ تمہارا دعویٰ تو کتاب وسُنّت ہے مگر اس تقریر سے تمہارے دعوے کا بطلان ہوگیا۔

پھر وہابی گوندلوی کا یہ کہنا کہ "کسی مخطوطہ یا روایت کے من گھڑت ہونے کیلئے یہ کافی ہے کہ کوئی راوی اس شیخ سے سماع اور تحدیث کی صراحت کے ساتھ روایت کرے جو اس کی ولادت سے پہلے یا عمل سے پہلے فوت ہوگیا" بھی اس کی جہالت کو واضح کر رہا ہے اور اس کے اس خود ساختہ اصول سے تو خود صحیح بخاری ہی من گھڑت ثابت ہو جاتی ہے۔ مثلاً بخاری میں چھ جگہ امام زہری کا عروہ بن زبیر سے سماع وتحدیث کی صراحت موجود ہے۔ (دیکھیے: صحیح بخاری جلد 1 صفحہ 268، 278، 377، 463، 1064)

مگر امام ابن حجر عسقلانی جو کہ امام الجرح والتعدیل ہیں کی تصریح کے مطابق امام زہری کے عروہ بن زبیر سے سماع وتحدیث نہ ہونے پر محدثین کا اتفاق ہے اور محدثین کا کسی بات پر اتفاق حجت ہوتا ہے۔ (تہذیب التہذیب جلد 9 صفحہ 450)

گوندلوی صاحب کے اس اصول سے تو صحیح بخاری بھی من گھڑت ثابت ہوگئی۔ متعدد کتب حدیث سے اس موضوع پر مثالیں دی جاسکتی ہیں۔ خود تمہارے گرو زبیر علی زئی نے بھی کتب محدثین میں کتابت کی غلطیوں کا ہونا تسلیم کیا ہے۔

(دیکھو: ماہنامہ الحدیث حضرو جون 2006ء صفحہ 45)

اور پھر تمہارے گرو نے طبرانی کبیر اور مسند ابی یعلی، مستدرک، دلائل النبوت، اسد الغابہ، سیر اعلام النبلاء، المطالب العالیہ، اتحاف الخیرۃ المہرہ، المقصد العلی، مجمع الزوائد، الاصابہ وغیرہ کتب کے حوالہ سے ایک روایت نقل کی ہے۔ پھر اس پر تبصرہ یوں کیا ہے:

"اس قصے کے بنیادی راوی جعفر بن عبداللہ بن حکم ثقہ نہیں"۔ (تقریب التہذیب 944)

"لیکن سیدنا خالد بن ولید متوفی ۲۲ھ سے ان کی ملاقات ثابت نہیں ہے......

(جعفر کا) سننا تو درکنار سیدنا خالد رضی اللہ عنہ کے زمانے میں جعفر بن عبداللہ بن الحکم کا پیدا ہو جانا بھی ثابت نہیں ہے"۔ (ماہنامہ الحدیث حضرو جون 2006ء صفحہ 47)

اب تمہارے گرو زبیر علی زئی کی اس تصریح کے مطابق اتنے جلیل القدر محدثین کی کتب حدیث جن کا اس نے حوالہ دیا، سب من گھڑت ثابت ہو گئیں۔ اس کو یہ خدمتِ حدیث کہتے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

تو معلوم ہوا کہ اس قسم کی مثالوں سے الجزء المفقود من المصنف کو من گھڑت ثابت کرنے کا دعویٰ ان وہابیوں کا باطل ومردود ہے۔

وضعِ حدیث کا الزام اہلسنّت پر لگانے سے قبل تم نے خود عقیدۂ اہلِ حدیث میں مکھی کے چڑھاوے والی روایت موضوع کو اپنی وہابی کتاب کے حوالہ سے باسند و ماخذ درج کیا پھر اس کو عقیدۂ مسلم" کے نام سے شائع کر کے اس کتاب کے حوالہ کو اڑا دیا تم خود وضاعِ حدیث ہو۔

پھر وہابی مولوی گوندلوی کا الجزء المفقود من المصنف کی بعض روایات کے متن سے تقدیم وتاخیر سے تعارض بیان کر کے اس کو من گھڑت قرار دینا بھی باطل ومردود ہے۔ اس لیے کہ تقدم وتاخر تو قرآنِ مجید سے بھی ثابت ہے۔ واسجدی وارکعی کی صورت میں اس کی مثال موجود ہے۔ جس روایت میں درخت کی پیدائش کا ذکر پہلے موجود ہے۔ دوسری میں نورِ محمدی کا۔ تو دوسرے دلائل سے اسی طرح تقدیم وتاخیر مراد لی جاسکتی ہے۔

پھر تمہارا یہ کہنا کہ "یہ ساری مخلوق حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نور سے پیدا ہوئی ہے۔ تو اس

سے تمام کفار وغیرہ کو بھی اپنی بشریت سے انکار کر کے اپنی نورانیت کا اعلان کرنا چاہیے''
تمہاری جہالت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ کسی بھی آیت یا حدیث کا مفہوم دوسرے دلائل
سے واضح کیا جاسکتا ہے۔ دیکھو ارشادِ باری تعالیٰ ہے: اللّٰہ نور السمٰوٰت والارض۔
تو کیا اب زمین وآسمان کے نور ہونے کا دعویٰ کر دیا گیا۔ جب ان کا نور رب تعالیٰ ہے
تو یہ خود نور کیوں نہیں ہیں۔ نورِ محمدی سے ساری مخلوق کی تخلیق فقط فیض ہے۔ باقی تمہاری
گفتگو تمہاری خباثت پر دال ہے۔

پھر اس روایت نور مبارکہ کو قرآن وسنت اور احادیثِ متواترہ کے خلاف کہنا
تمہاری جہالت ہے۔ اس لیے کہ رسول اکرم ﷺ کی بشریت مبارکہ کا ہم نے کب
انکار کیا ہے اور لباسِ بشری میں جلوہ گری فرمانا آپ ﷺ کی نورانیت کے کب متضاد
ہے۔ دونوں چیزوں کا اثبات کتاب وسنت سے ثابت ہے بلکہ الجزء المفقود کی بعض
روایات سے شائبہ نور ہونا تمہیں بھی تسلیم ہے۔ لہٰذا تمہارا الجزء المفقود کے من گھڑت
ہونے کا دعویٰ کرنا باطل ومردود ہے۔

پھر روایت کو فقط رکیک الالفاظ ہونے سے موضوع ہونے کا حکم لگانا بھی وہابی
اختراع ہے جو کہ مذموم ہے۔ ہم اس بات پر حیران ہیں آخر جھوٹ کی بھی حد ہوتی ہے
مگر وہابیوں کو سبق ہی یہ ملا ہے کہ تم نے اپنے ہر دعویٰ کا اثبات ہی جھوٹ سے کرنا ہے۔
ان کا دعویٰ تو کتاب وسُنّت ہے مگر غیر معصوم اُمتیوں کے اقوال کی تقلید میں صفحات کے
صفحات سیاہ کر کے اپنے دعوے کا بطلان خود ہی پیش کر رہے ہیں۔ پھر امام ابنِ حجر
عسقلانی نے ''النکت'' میں اور خود تمہارے گرو امیر یمانی نے ''توضیح الافکار'' میں
تمہارے اس دعوے کو رد کر دیا ہے۔ (یعنی فقط الفاظ کی رکاکت کو)

اس سے قبل ہم نے مولوی زبیر علی زئی وہابی کے مضمون الجزء المفقود کے رد کا
تفصیلی پوسٹ مارٹم کیا تھا۔ اس کے بعد یحییٰ گوندلوی کا مضمون شائع ہو گیا تو احباب
نے اس کی طرف توجہ دلائی۔ تو بحمدہ تعالیٰ ہم نے اس کا بھی خوب تعاقب کیا ہے۔ ہمارے

ان مضامین کا جواب دینے سے قبل وہابیوں کو چاہیے کہ اپنے دعوے اور خودساختہ شرائط کتاب وسنّت سے ثابت کریں وگرنہ تمہارے جواب کو باطل ومردود سمجھا جائے گا۔

پھر صوفیوں پر برسنے سے قبل اپنے اکابر کا ماتم کرو جو ان صوفیاء کرام رحمۃ اللہ علیہم کے توسل سے دعائیں بھی کرتے ہیں۔ تمہارے مجدد نواب صدیق حسن بھوپالی نے حضرت شیخ اکبر رضی اللہ عنہ کے وسیلہ سے دعا کی ہے۔ (التاج المکلل صفحہ 176)

یہ وہی صوفیاء کرام ہیں جن کے ذریعے ہر طرف اسلام کی روشنی پھیلی ہے۔ جس کا اقرار تمہارے شیخ الاسلام ثناء اللہ امرتسری کو بھی ہے۔ (فتاوی ثنائیہ جلد 1 صفحہ 151)

ان حضرات پر برسنے سے قبل اپنے اکابر کے ان حوالہ جات کو پڑھو اور ڈوب مرو۔

سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی دشمنی میں یہ وہابی اس قدر اندھے ہو چکے ہیں کہ ذخیرہ حدیث کے خلاف ہی انہوں نے کیسی شرمناک مہم شروع کی ہوئی ہے۔ گویا درپردہ یہ خود منکرین قرآن وحدیث ہیں۔ اوپر سے اہل حدیث ہونے کا دعویٰ ان کا باطل ومردود ہے۔ خدا اور رسول کا کھا کر خدا اور رسول کے دین متین کو بکواس کرتے ہیں۔ اسی لیے وہابیوں کے مولوی محمد حسین بٹالوی نے اپنے رسالہ ''اشاعۃ السنۃ'' میں کہا تھا کہ وہابی نمک حرام کو کہتے ہیں۔

جس قدر تم عظمتِ مصطفیٰ کے خلاف کوششیں کرتے ہو اگر اس قدر کوشش معاشرتی برائیوں کے خلاف کرو یا مشرکین، کفار، یہودیوں، عیسائیوں کے خلاف کرو تو کیا بہتر نہ ہوگا مگر ان کو اس کوشش سے کیا سروکار۔ وہ تو شیطان ملعون کی پیروی میں رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت کے خلاف نام نہاد جہاد کریں گے۔ غلامانِ مصطفیٰ پر کفر وشرک کے فتوے لگائیں گے۔ ہمارے آقا ومولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم تھا کہ ایسے بدبخت پیدا ہوں گے۔ اس لیے خود ہی فرما دیا تھا کہ یہ شرک کا فتویٰ (میرے غلاموں پر) لگانے والے خود ہی مشرک ہوں گے۔

(دیکھو: صحیح ابن حبان جلد 1 صفحہ 248، مسند البزار (کشف الاستار) جلد 1 صفحہ 199، مشکل الآثار جلد 2 صفحہ 324، المعجم الکبیر للطبرانی جلد 4 صفحہ 98، مسند الشامیین جلد 2 صفحہ 254، کتاب المعرفۃ والتاریخ جلد 2 صفحہ 458، تفسیر ابن کثیر جلد 3 صفحہ 265، جامع المسانید والسنن جلد 14 صفحہ 301)

یہ تو حضور سید عالم ﷺ کے غلاموں اہل سُنّت و جماعت کی حقانیت ہے کہ عقائد اہل سُنّت کا اثبات کتاب وسنت کے ساتھ ساتھ خود ان وہابی اکابر سے بھی ثابت ہے۔ تفصیل کے شائقین ہماری کتاب ''(حضور سید عالم ﷺ کی) نورانیت وحاکمیت'' کا مطالعہ فرمائیں۔

دعا ہے کہ مولیٰ تعالیٰ اپنے حبیب کریم ﷺ کے وسیلۂ جلیلہ سے مذہب حق اہلسُنّت پر استقامت عطا فرمائے اور ان منکرین کتاب وسُنّت کے شر سے محفوظ فرمائے اور ان کا خوب تعاقب اور ناطقہ بند کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

آمین بجاہ سید المرسلین علیہ الصلوٰۃ والسلام۔

☆☆☆☆☆
☆☆☆☆
☆☆☆

مصنف عبدالرزاق کے الجزء المفقود پر وہابی مولوی ارشادالحق اثری کے مضمون کا تحقیقی وتنقیدی جائزہ

نحمدہ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم اما بعد فاعوذ باللہ من الشیطن الرجیم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجزء المفقود من المصنَّف لعبد الرزاق کی جب سے اشاعت ہوئی ہے تب سے وہابیہ کے ہاں صف ماتم بچھی ہوئی ہے۔ سب سے قبل وہابیوں کے نام نہاد محدث مولوی زبیر علی زئی نے اپنے رسالہ الحدیث حضرو میں اپنے بغض کا اظہار کرتے ہوئے ایک مضمون الجزء المفقود کے رد میں تحریر کیا۔ پھر مولوی یحییٰ گوندلوی نے ایک مضمون تحریر کیا۔ جو تنظیم اہل حدیث لاہور وغیرہ میں شائع ہوا۔ پھر الاعتصام لاہور اور محدث لاہور میں مولوی ارشادالحق اثری اور داؤد ارشد کا مضمون شائع ہوا۔ مولوی زبیر علی زئی اور مولوی یحییٰ گوندلوی کے مضامین کا ردِ بلیغ فقیر نے اپنے مضامین میں کردیا اور اب تیسرے وہابی محدث کی خباثت وجہالت کو آشکارا کرنا ہے۔

کتنے ظلم کی بات ہے کہ حضور سید عالم ﷺ کی عظمت وشان کو یہ لوگ اپنے آپ کو مسلمان بلکہ ''اہل حدیث'' کہلوا کر بھی برداشت نہیں کرتے بلکہ بیشمار صفحات سیاہ کر رہے ہیں۔ اے کاش! جتنی محنت یہ ان مضامین پر کرتے ہیں اتنی محنت یہ لوگ معاشرتی برائیوں کے خلاف کرتے مگر انہیں اس سے کیا سروکار! انہوں نے تو خود بے حیائی کے فروغ میں خوب کردار ادا کیا ہے۔

(حوالہ کیلئے نزل الابرار، عرف الجادی، فقہ محمدیہ کلاں، البنیان المرصوص، بدور الاہلۃ، دلیل الطالب دیکھی جاسکتی ہیں)

ماہنامہ محدث کے ذمہ داران نے مضمون سے قبل تمہیدی کلمات میں خود محدث ڈاکٹر عیسیٰ بن محمد بن عبداللہ مانع الحِمیَری پر خوب غصہ نکالنے کی سعی مذموم کی ہے۔ وجہ صرف یہ کہ انہوں نے عظمت و نورانیت مصطفیٰ کے اظہار کیلئے کوشش فرمائی ہے اور الجزء المفقود من المصنف پر تحقیق فرما کر اس کی اشاعت کا بندوبست فرمایا ہے۔ موصوف محدث کو طعن کا نشانہ بنانا وہابیہ کی مذموم حرکت ہے۔ اس لیے کہ اگر نورانیت مصطفیٰ کے اظہار پر محدث الحِمیَری موردِ الزام ہیں تو تمہارے وہابی اکابر نے بھی تو اس کا اقرار کیا ہے۔ تفصیل کیلئے میری کتاب ''نورانیت و حاکمیت'' کا مطالعہ کریں۔

پھر یہ کہنا کہ فلاں حضرات نے اس کو من گھڑت قرار دیا ہے۔ اس کی کیا حیثیت ہے۔ کیا وہ لوگ حجتِ شرعیہ ہیں؟ بیشار علماء اس کو قبول بھی تو کر رہے ہیں۔ ہم تو اس بات پر حیران ہیں کہ ایک طرف جلیل القدر ائمہ اربعہ کی تقلید تمہارے ہاں شرک ہے تو ان لوگوں کے اقوال کی تقلید میں الجزء المفقود من المصنف لعبد الرزاق کو من گھڑت قرار دینا تمہارا دوغلہ پن نہیں تو کیا ہے۔ اس سے تو تم خود اپنے مزعومہ فتویٰ ''شرک'' میں مبتلا ہو۔

پھر مولوی ارشاد الحق اثری نے ابتداء میں وضع حدیث اور کتابوں کے غلط انتساب کا تذکرہ آئمہ کے حوالہ سے کیا ہے۔ اس سے ہمیں کب انکار ہے کہ بیشمار کذاب لوگوں نے یہ کارستانی دکھلائی ہے۔ مگر مولوی ارشاد الحق اثری نے اپنے وہابی مذہب کے اس وطیرہ کا تذکرہ تک نہیں کیا۔ حالانکہ یہ بات ان کی کتب سے ثابت ہے کہ موضوع روایات کو بیان کرنا، ان سے استدلال کرنا، کتابوں کا غلط انتساب خود اسی وہابی مذہب کے مذموم کام ہیں۔ ہم زیادہ تفصیل میں نہیں جانا چاہتے۔ اس لیے کہ یہ مضمون اس تفصیل کا متحمل نہیں ہے۔ ہم صرف چند معروضات پیش کریں گے۔

مسئلہ رفع یدین میں وہابیہ خلافیات بیہقی سے ایک موضوع روایت سے استدلال کیا کرتے ہیں جس میں یہ الفاظ ہیں:

فما زالت تلك صلوته حتی لقی اللّٰہ۔

یہ روایت موضوع ہے حتیٰ کہ اس روایت کو خود امام بیہقی نے موضوع اور باطل قرار دیا ہے۔ اس میں دو راوی ہیں۔ عبدالرحمٰن بن قریش اور عصمہ بن محمد۔ ان کو محدثین نے کذاب اور وضاع قرار دیا ہے۔ عبدالرحمٰن بن قریش کو امام ذہبی اور امام ابن حجر نے حدیثیں گھڑنے والا قرار دیا ہے یعنی یہ وضاع حدیث ہے۔

(دیکھیے: میزان الاعتدال جلد 2 صفحہ 582، لسان المیزان جلد 3 صفحہ 425)

عصمہ بن محمد کو محدثین کذاب اور وضاع حدیث قرار دیتے ہیں۔

(میزان الاعتدال جلد 3 صفحہ 68)

خطیب بغدادی بھی اسے کذاب اور وضاع حدیث کہتے ہیں۔

(تاریخ بغداد جلد 12 صفحہ 286)

امام ابن جوزی نے آئمہ کے حوالہ سے اسے کذاب اور وضاع حدیث اور متروک الحدیث قرار دیا ہے۔ (کتاب الضعفاء والمتروکین جلد 2 صفحہ 176)

امام عقیلی نے بھی اسے آئمہ کے حوالہ سے کذاب اور وضاع حدیث قرار دیا ہے۔ (کتاب الضعفاء الکبیر للعقیلی جلد 3 صفحہ 340)

خود قاضی شوکانی وہابی نے عصمہ بن محمد کو کذاب لکھا ہے۔

(الفوائد المجموعہ صفحہ 67، 181)

وہابی محدث البانی نے اس عصمہ بن محمد کو منکر الحدیث کہا ہے۔

(سلسلۃ الاحادیث الضعیفہ والموضوعہ جلد 1 صفحہ 265)

اور عبدالرحمٰن بن قریش کو وضاع حدیث متہم بالوضع قرار دیا ہے اور اسی کی ایک روایت کو موضوع قرار دیا ہے۔ (حوالہ بالا جلد 2 صفحہ 228)

مولوی عبدالرءوف نے اسی روایت میں آخری اضافے کو باطل کہا ہے۔

(القول المقبول صفحہ 414)

اس روایت کا موضوع ہونا ثابت ہوگیا۔ اس کے علاوہ بھی مزید دلائل اس روایت

کے موضوع ہونے پر محفوظ ہیں۔ مگر قارئین کرام! حیرت کی بات ہے کہ وہابیت کی اندھیر نگری میں اس موضوع حدیث کو آج بھی بڑی شدومد سے بیان کیا جا رہا ہے۔ مولوی صادق سیالکوٹی وہابی نے صلوٰۃ الرسول (صفحہ 232)، مولوی اسمٰعیل سلفی وہابی نے رسول کریم کی نماز (صفحہ 51)، مولوی حافظ محمد گوندلوی وہابی نے التحقیق الراسخ (صفحہ 56-55)، مولوی نور حسین گرجاکھی وہابی نے قرۃ العینین، مولوی زبیر علی زئی وہابی نے نور العینین (صفحہ 243) میں اس روایت سے استدلال کیا ہے۔ اب یہ تو وہابی محدث ارشاد الحق کو ہی بتانا چاہیے کہ موضوع روایات سے استدلال اور ان کا فروغ کن کا وطیرہ رہا ہے اور ہے اور پھر اس پر مزید ستم یہ کہ اس موضوع روایت کو ثابت کرنے کیلئے وہابیوں نے بڑے جھوٹ بولے۔ دیکھئے مولوی نور حسین گرجاکھی اس موضوع روایت کو بیان کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

"سبحان اللہ! یہ کیسی پیاری اور عمدہ حدیث ہے۔ جس کو چھیالیس آئمہ نے نقل کیا ہے اور اس کا اسناد کتنا عمدہ ہے"۔ (قرۃ العینین صفحہ 9،8)

اب وہابیوں کو چاہیے کہ اس موضوع روایت کو بیان کرنے والے چھیالیس آئمہ کی فہرست مع کتب حوالہ بیان کریں وگرنہ ہم یہی کہہ سکتے ہیں:

لعنۃ اللہ علی الکاذبین۔

پھر مولوی نور حسین گرجاکھی نے مزید جھوٹ بولا کہ امام علی بن مدینی نے کہا:

"یہ حدیث تمام مسلمانوں پر حجت ہے اور بہت صحیح ہے۔ لہٰذا مسلمانوں پر رفع یدین کرنا واجب ہے"۔ (قرۃ العینین صفحہ 9)

پھر باپ کی طرح بیٹے خالد گرجاکھی نے بھی اس موضوع روایت کو ثابت کرنے کیلئے یہ جھوٹ بولا:

"صاحب آثار السنن نے اس حدیث پر تعاقب نہیں کیا۔ گویا اسے درست تسلیم کیا ہے"۔ (جزء رفع یدین صفحہ 17)

حالانکہ محدث نیموی صاحب آثار السنن نے اسے موضوع قرار دیا ہے۔
(آثار السنن صفحہ 251)

پھر اس خالد گرجاکھی نے اثبات رفع یدین کیلئے اس موضوع روایت کو ثابت کرنے کیلئے کیا کیا پاپڑ نہیں بیلے اور مولوی یوسف جے پوری وہابی نے تو جھوٹ میں شیطان کو مات کر دیا اور اسی موضوع روایت کو فقہ حنفی کی معتبر کتاب ہدایہ کے حوالہ سے صحیح قرار دیا ہے۔ (حقیقۃ الفقہ صفحہ 194)

ہم کہتے ہیں کہ ہدایہ کے حوالہ سے اس موضوع روایت کی تصحیح بیان کرنا وہابیوں کا بدترین جھوٹ اور بددیانتی ہے۔ کوئی وہابی ہے جو اس حوالہ کو اصل کتاب عربی سے نکال کر دکھائے۔

قارئین کرام! موضوع روایت سے استدلال اور ان کا فروغ، یہ وہابی مذہب کا وطیرہ ہے جس کو ارشاد الحق اثری نے مخفی رکھنے کی سعی مذموم کی ہے۔ اختصار مانع ہے ورگرنہ اس پر تفصیلی گفتگو ہو سکتی ہے۔ رہا کتب کا غلط انتساب تو یہ بھی وہابی اکابر کا ہی شیوہ ہے۔ جیسا کہ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی طرف البلاغ المبین وغیرہ کتب کی نسبت وہابیہ نے کر رکھی ہے۔

کتب حدیث کی طرف حوالوں کا غلط انتساب بھی اکابر وہابی علماء کا طریقہ رہا ہے۔ مثلاً مولوی ثناء اللہ امرتسری نے فتاویٰ ثنائیہ میں سینے پر ہاتھ باندھنے کی روایات کا بخاری و مسلم اور ان کی شروحات میں بکثرت ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔

(فتاویٰ ثنائیہ جلد 1 صفحہ 444)

حالانکہ بخاری و مسلم میں سینے پر ہاتھ باندھنے کی روایات کا بکثرت ہونا تو درکنار ایک بھی صریح روایت موجود نہیں ہے۔ پھر مولوی حبیب الرحمٰن یزدانی نے خطبات یزدانی میں امام بخاری کی صحیح بخاری کی طرف ایک وضعی باب المسح علی الجوربین کی نسبت کی ہے۔ (خطبات یزدانی جلد 1 صفحہ 234)

حالانکہ یہ بھی یزدانی وہابی کا بدترین جھوٹ ہے۔ ہے کوئی وہابی صحیح بخاری سے وضعی باب دکھانے کیلئے تیار!!

وہابیوں کے جھوٹ اگر ان کی کتب کے حوالہ جات سے لکھوں تو شدید طوالت ہو جائے گی۔ صرف ارشاد الحق اثری کے اپنے جھوٹ ملاحظہ کرلیں تاکہ آپ کو معلوم ہو سکے کہ دوسروں پر کذب ووضع کا الزام لگانے والا خود بڑے کذاب اور وضاع ہے۔

1- ارشاد الحق اثری نے محمد بن اسحٰق کی روایت کو صحیح کہنے والوں میں امام ترمذی کا بھی نام لکھا ہے۔ (توضیح الکلام جلد 1 صفحہ 222، جلد 2 صفحہ 351)

امام دار قطنی کے حوالہ سے بھی اسی روایت کو صحیح لکھا ہے۔

(توضیح الکلام جلد 2 صفحہ 351)

امام حاکم کے حوالہ سے اسے صحیح کہا۔ (حوالۂ بالا)

امام منذری کے حوالہ سے اسی کو صحیح کہا۔ (حوالہ بالا)

حالانکہ یہ سب جھوٹ ہیں۔ ان آئمہ نے اس روایت کو صحیح کے لفظ سے ہرگز نہ لکھا اور نہ اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے۔ پھر سند کا صحیح ہونا متنِ حدیث کے صحیح ہونے کو کب مستلزم ہے۔ اور ان آئمہ نے یہ ہرگز نہ کہا ہے۔ یہ اثری صاحب کا بدترین جھوٹ ہے۔

2- پھر مولوی اثری نے لکھا ہے:

"امام بخاری نے صحیح بخاری میں اس (معمر) کے تفرد پر کلام کیا ہے"۔

(توضیح الکلام جلد 2 صفحہ 363)

حالانکہ یہ بھی مولوی ارشاد الحق کا جھوٹ ہے۔ معمر کے تفرد پر امام بخاری نے کلام نہیں کیا بلکہ اس کے تفرد کو قبول کیا ہے، اس وجہ سے امام بخاری پر اعتراض کیا گیا ہے۔ اس کو امام ابن حجر عسقلانی نے بیان کیا ہے۔ (دیکھئے: فتح الباری جلد 15 صفحہ 142)

بلکہ امام ابن حجر کی اس عبارت کو خود وہابی محدث عبدالرحمٰن مبارکپوری نے بھی نقل کر کے اس پر سکوت کیا ہے۔ (تحفۃ الاحوذی جلد 2 صفحہ 321)

اس کا ذکر محدث جلیل امام عینی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی کیا ہے۔ (عمدۃ القاری جلد 23 صفحہ 296)

3- مولوی ارشاد الحق اثری نے محمد بن اسحٰق کے دفاع میں کہا کہ امام مالک نے اسے جو کذاب کہا، امام یحییٰ بن معین نے کہا کہ یہ کلام میں غلطی کی بناء پر امام مالک نے کہا ورنہ حدیث میں تو وہ ثقہ ہے۔ (ملخصاً۔ توضیح الکلام جلد 1 صفحہ 240)

حالانکہ یہ مولوی ارشاد الحق اثری کا بدترین جھوٹ ہے۔ اس لیے کہ امام ابن معین کا یہ کلام محمد بن اسحٰق کے بارے نہیں بلکہ ہشام بن عروہ کے بارے میں ہے۔

(دیکھئے: تاریخ بغداد جلد 1 صفحہ 4-223)

4- مولوی ارشاد الحق اثری نے محمد بن عزیز راوی کی ابن شاہین کے حوالہ سے ثقاہت بیان کی ہے۔ (توضیح الکلام جلد 1 صفحہ 166)

یہ بھی جھوٹ ہے حالانکہ ابن شاہین تو کہتے ہیں کہ امام احمد بن صالح اس کے بارے بُری رائے رکھتے تھے۔ (تہذیب التہذیب جلد 9 صفحہ 345)

5- اس اثری نے بعض راویوں کو صحاح ستہ کے راوی کہا۔ (توضیح الکلام جلد 2، صفحہ 711)

حالانکہ یہ بھی جھوٹ ہے۔ ان مذکورہ راویوں میں سے بقیہ علاوہ مکحول صحاح ستہ کے راوی نہیں ہیں اور پھر اس کی جہالت کا یہ حال ہے کہ اس اثری کو اتنا بھی معلوم نہیں کہ امام تفتازانی کی کتاب توضیح ہے یا تلویح۔ یہ اثری توضیح کو امام تفتازانی کی کتاب قرار دیتا ہے۔ (توضیح الکلام جلد 2 صفحہ 885)

حالانکہ ان کی کتاب تلویح ہے جو توضیح کی شرح ہے۔

اور جھوٹی حدیثیں گھڑنے کا کام بھی ان وہابیوں کے اکابر نے کیا ہے۔ دیکھئے مولوی اسماعیل دہلوی نے حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کیا کہ میں بھی ایک دن مر کر مٹی میں ملنے والا ہوں۔ (تقویۃ الایمان صفحہ 61)

ہے کوئی وہابی یہ روایت یا حدیث دکھانے کیلئے تیار!!

قارئین کرام! اصل میں وضاع حدیث، منکرینِ حدیث اور کذاب یہ وہابی خود

ہیں مگر سینہ زوری ہے ان کی کہ یہ الزامات دوسروں پر لگاتے ہیں۔

مولوی ارشاد الحق اثری نے اپنے خود ساختہ دلائل سے الجزء المفقود من المصنفؒ کو من گھڑت ثابت کرنے کی سعی مذموم کی ہے۔ حالانکہ اس کو چاہیے تھا کہ وہ موضوع و من گھڑت کتب کی شرائط واصول کتاب وسُنت سے لکھتا، پھر باقی بات چلتی۔

ہم کہتے ہیں جب تمہارے نزدیک ائمۂ اربعہ کی تقلید شرک ہے تو دیگر محدثین کی تقلید کیسے جائز ہے۔

"کتاب مخطوطے میں سماع کا ہونا ضروری ہے"۔ کہاں کتاب وسنت میں اس شرط کی اصل موجود ہے۔

اور پھر تمہارا یہ کہنا کہ محدث عیسیٰ بن مانع بھی اسی مخطوطے الجزء المفقود من المصنف پر مطمئن نہیں ہیں۔ کیا اس سے اس مخطوطے کا من گھڑت ہونا ثابت ہو رہا ہے۔ اور پھر اگر وہ تمہارے سامنے اس الجزء المفقود پر مطمئن ہو جائیں تو کیا تمہارے نزدیک یہ الجزء المفقود معتبر ہو جائے گا۔

رہا سماع کا کتاب یا مخطوطے پر ہونا تو وہ کئی کتب محدثین ایسی ہیں جن پر محققین نے واضح لکھا ہے کہ اس پر کوئی سماع نہیں ہے۔ دیکھو مسائل الامام احمد وشرف المصطفیٰ وغیرہ۔ اگر تمہارے اس اصول کو مان لیا جائے تو اس سارے ذخیرۂ حدیث سے ہاتھ دھونا پڑے گا۔ متعدد کتب کے اسماء مبارکہ اس موضوع پر لکھے جاسکتے ہیں۔

پھر تمہارا اس کے ناسخ کی ثقاہت پر گفتگو کرنا بھی بے سود ہے، پہلے تمہیں اپنے اس اصول پر پختہ نظریہ رکھتے ہوئے دیگر کتب کے بارے یہی نظریہ اپنانا چاہیے جو کہ ہرگز تمہارا نظریہ نہیں ہے۔ مثلاً جزء رفع یدین اور جزء قراۃ کو تم لوگ امام بخاری کی طرف منسوب کرکے بڑا ان سے استدلال کرتے ہو۔ یہ تو بتاؤ کہ اس کا ناسخ تو ایک طرف اس کا مرکزی راوی محمود بن اسحاق ہی مجہول ہے۔ اس کی ثقاہت تو آج تک تمہارے اکابر سے اصاغر ثابت نہ کرسکے۔ تمہارے محدث زبیر علی زئی نے بھی اس سے جان چھڑانے کی ہی

کوشش کی ہے۔ کیونکہ صریح ثقاہت اس کی تمہارے بس میں ہی نہیں ہے۔ تو ان کتب سے تمہارا استدلال تمہارے کلیہ سے ہی باطل و مردود ہوا۔

پھر مولوی زبیر علی زئی نے جزء رفع یدین جو شائع کیا ہے اس کے ناسخ کا ہی علم نہیں ہے۔ جس کا ناسخ تمہارے بقول مجہول ہے وہ تو من گھڑت نسخہ ٹھہرا۔ جس کے ناسخ کا ہی پتہ نہیں ہے، وہ قابل اعتبار ٹھہرا۔ کیا کہنے تمہارے انصاف کے!

رہا تمہارا الجزء المفقود کے ناسخ کو مجہول قرار دینا تو یہ ہرگز معتبر نہیں ہے۔ تمہارے گرو ابن حزم نے تو امام ترمذی کو بھی مجہول قرار دے دیا تھا۔

(دیکھو ابن حزم کی کتاب الاتصال: باب الفرائض جس کا تذکرہ میزان الاعتدال اور تہذیب التہذیب میں موجود ہے)

اس لیے تمہاری ساری تقریر ہی نا قابلِ اعتبار ہے اور پھر مجہول کے متعلق تم جو کلیہ بیان کر رہے ہو اس کا اثبات بھی کتاب و سنت سے کرو و گرنہ اپنے دعویٰ کا بطلان تمہاری اس تحریر نے کر دیا ہے۔ یہی ہم کہتے ہیں کہ وہابی دعویٰ قرآن و حدیث کا تو کرتے ہیں مگر قرآن و حدیث سے تو ان کا دور کا بھی واسطہ نہیں ہے اور اگر قرآن مجید سے استدلال کی بات کرتے ہو تو سنو! قرآن مجید نے تو مسلمان کے بارے بدگمانی سے منع کیا ہے۔

(دیکھو سورۃ الحجرات)

تو جب تک تمہارے پاس الجزء المفقود کے ناسخ پر جرح موجود نہیں ہے تو تمہاری ساری تقریر ہی بے تکی اور نا قابلِ اعتبار ہے۔

پھر تمہارا یہ کہنا کہ "مصنف" کتاب اور ابواب کے تحت مرتب کی گئی ہے مگر الجزء المفقود میں کتاب کا عنوان ہی نہیں ہے۔ کیا اس سے کتاب کا من گھڑت ہونا ثابت ہو جاتا ہے۔ خود جلیل القدر آئمہ محدثین کئی احادیث پر باب نہیں باندھتے یا صرف باب لکھ کر عنوان نہیں لکھتے تو اس سے یہ ساری کتابیں من گھڑت ثابت ہو جائیں گی۔ یہ تمہاری جہالت ہے اور صرف اور صرف تمہارا خود ساختہ اصول ہے۔ جس کا کتاب و سنت میں کوئی ثبوت نہیں ہے تو گویا الجزء المفقود پر تمہارا دعویٰ موضوع و من گھڑت

ہونے کا باطل ومردود ہے۔

پھر تمہارا الجزء المفقود کے مخطوطے میں شامل احادیث کو کتابت کے تساہل کی وجہ سے من گھڑت کہنا بھی باطل ہے۔ اس لیے کہ یہ اصول بھی تمہارا خود ساختہ ہے۔ کتب حدیث میں اغلاط کتابت ہوتی رہتی ہیں جن کی آئمہ محدثین نے نشاندہی بھی فرمائی ہے اور جو غیر معروف کتب ہیں وقتاً فوقتاً اس کی اطلاع ہو ہی جاتی ہے مگر اس سے کتاب کا من گھڑت ثابت کرنا تمہاری سینہ زوری ہے۔ کم از کم اپنے گرو حافظ محمد گوندلوی کی کتاب خیر الکلام (صفحہ 344) سے ہی کتب حدیث میں اغلاط کا ہوجانا پڑھ لیتے۔ بلکہ تم نے خود کتب حدیث میں زیادت وتنقیص کا ذکر اپنی کتب مثل توضیح الکلام وغیرہ میں کیا ہے تو کیا یہ ساری کتب حدیث من گھڑت ثابت ہوگئیں۔ (معاذ اللہ)

یہ تمہاری حدیث دشمنی نہیں تو اور کیا ہے۔ منکرین حدیث کی حوصلہ افزائی نہیں تو کیا ہے۔

اسناد ومتن میں تسامح ہوجانے سے کتاب من گھڑت ثابت کرنا نری جہالت ہے یا خباثت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ اس طرح کی غلطیاں تو کتب صحاح ستہ میں بھی موجود ہیں۔ مثلاً دیکھو امام بخاری نے ایک سند یوں بیان کی ہے:

حدثنا عبدالعزیز بن عبداللہ قال حدثنا ابراهیم بن سعد عن ابیه عن حفص بن عاصم بن مالك بن بحینة. (صحیح بخاری جلد 1 صفحہ 91)

حالانکہ یہ صریح غلطی ہے۔ اس لیے کہ بحینہ عبداللہ کی والدہ ہے نہ کہ مالک کی حالانکہ امام بخاری نے اسے مالک کی والدہ قرار دیا ہے۔ بلکہ امام بخاری اس روایت میں آگے لکھتے ہیں:

سمعت رجلا من الازد یقال له مالك بن بحینة ان رسول الله صلی الله علیه وسلم رای رجلا۔ (حوالہ بالا)

اس حدیث کو امام بخاری نے مالک سے روایت کیا ہے حالانکہ یہ روایت مالک کے

بیٹے عبداللہ بن مالک سے مروی ہے۔ مالک تو مشرف بہ اسلام بھی نہیں ہوئے تھے۔
امام مسلم، نسائی، ابن ماجہ نے بھی یہ روایت بیان کی ہے مگر اس میں یہ غلطیاں نہیں کیں۔ خود امام ابن حجر عسقلانی نے لکھا ہے:

”اس روایت میں دو جگہ وہم ہے۔ اول یہ کہ بحینہ عبداللہ کی والدہ ہے نہ کہ مالک کی۔ دوسرا یہ کہ صحابی اور راوی عبداللہ ہیں نہ کہ مالک“۔

(فتح الباری جلد 2 صفحہ 290 مترجما)

الجزء المفقود من المصنف پر اغلاط و تسامل وغیرہ کے اعتراضات کرنے والے وہابی اتنا تو بتادیں کہ سند میں استاد کو شاگرد اور شاگرد کو استاد بنانا جرم اور اس سے کتاب من گھڑت ثابت ہوتی ہے تو کیا یہ کم ظلم ہے کہ کافر کو صحابی اور صحابی کو...... بنادیا جائے تو کیا تمہارے اس خود ساختہ اصول سے صحیح بخاری من گھڑت ثابت ہوگئی ہے۔ اس کے علاوہ بعض اغلاط کتب محدثین و حدیث کا حوالہ ہم مولوی زبیر علی زئی کے رد میں اپنے مضمون میں درج کر چکے ہیں۔ وہاں دیکھ لو۔ اس کے علاوہ بے شمار حوالہ جات موجود ہیں۔ اختصار مانع ہے ورنہ اس پر ایک مبسوط مقالہ تحریر کیا جاسکتا ہے۔

پھر تمہارا یہ کہنا کہ یحییٰ بن ابی زائد کی الجزء المفقود من المصنف میں پانچ روایات ہیں۔ باقی پوری مصنف میں ایک بھی روایت نہیں ہے اور اس کو تم نے الجزء المفقود کے وضعی ہونے کی دلیل بنایا ہے جو کہ باطل و مردود ہے۔ پہلے تو تم اپنے اصول کا اثبات کرو اس کے بعد باقی بات کرو۔ کتب حدیث میں تو ایسا بھی ہوتا ہے کہ ایک راوی کی ایک ہی روایت پوری کتاب میں ہو یا دو یا پانچ ہوں یا ابتداء میں ہوں یا آخر میں ہوں مگر اس سے کتاب کے من گھڑت ہونے کا دعویٰ باطل ہے۔

پھر انقطاع سند کی چند مثالوں سے الجزء المفقود کو من گھڑت ثابت کرنا بھی وہابیوں کی ہٹ دھرمی ہے۔ انقطاع سند کا معاملہ تو بیشتر کتب حدیث میں موجود ہے۔ بلکہ صحیح بخاری میں بھی ہے جس کا حوالہ ہم زبیر زئی کے رد میں دے چکے ہیں تو کیا یہ

سارا ذخیرۂ حدیث من گھڑت ثابت ہو جائے گا۔ کتب حدیث میں سند کا انقطاع تو تمہیں اپنی کتب مثل توضیح الکلام وغیرہ میں بھی تسلیم ہے۔ اور تمہارے دیگر اکابر کو بھی مسلم ہے مگر اس سے ان کتب کے من گھڑت ہونے کا دعویٰ باطل و مردود ہے۔ تمہارے گرو زبیر علی زئی نے متعدد کتب حدیث سے ایک روایت میں انقطاع سند کا ذکر کیا ہے بلکہ راوی کا صحابی کی وفات کے بعد پیدا ہونا بیان کیا ہے۔

(دیکھو: ماہنامہ الحدیث حضرو جون 2006ء)

مگر وہاں کتب حدیث کا من گھڑت ہونا بیان نہیں کیا۔ آخر کیوں؟ اور پھر کسی کتاب میں موضوع روایت کے آجانے سے کتاب موضوع ثابت کرنا وہابیوں کی سینہ زوری ہے۔

پھر الجزء المفقود کی روایات نور میں تعارض ثابت کرنے کی سعی مذموم بھی تمہاری جہالت پر دال ہے۔ اس لیے کہ اگر روایات میں تقدم و تاخر سے تعارض ثابت ہوتا ہو تو قرآن مجید میں واسجدی وارکعی سے کیا ثابت ہوگا۔ اصل میں وہابیہ اپنی عقل کے بل بوتے پر انکار حدیث پر بڑے جری ہیں۔ مگر اہل سنّت حدیث کو ٹھکراتے نہیں ہیں بلکہ حتی المقدور تطبیق کی کوشش کرتے ہیں۔

اپنی خواہشاتِ نفسانی کی خاطر انکار حدیث وہابیوں کا محبوب مشغلہ ہے۔ مثلاً وہابیوں کے محدث عبداللہ روپڑی سے کسی نے سوال کیا کہ حضور سید عالم ﷺ کے اختیار کی بحث میں دو نمازوں کے پڑھنے کی اجازت پر قبول اسلام کی روایت حدیث ہے یا نہیں؟

جواب دیا: یہ حدیث جھوٹ ہے کسی کتاب میں نہیں ہے۔

(فتاویٰ اہل حدیث جلد 1 صفحہ 397)

حالانکہ یہ مذکورہ روایت مسند امام احمد میں موجود ہے۔

(مسند امام احمد جلد 5 صفحہ 25 طبع بیروت، جلد 5 صفحہ 336 طبع گوجرانوالہ)

ان روایات نور میں تطبیق دے دی جائے۔ جیسا کہ آئمہ محدثین نے دی ہے کہ

اولیت حقیقیہ نور محمدی کو حاصل ہے، باقی اشیاء کو اولیت اضافی۔ تو یہ تعارض پیدا نہ ہوگا۔ اور اس صورت میں تعارض ثابت کرنا وہابیوں کی جہالت و خباثت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ خود ہی اس روایت نور کی سند کو بظاہر صحیح بھی تسلیم کیا ہے پھر اور کیا چاہیے۔

رہا الفاظ کا اختلاف ''المواہب اللدنیہ'' اور ''الجزء المفقود'' میں تو اس سے بھی کتاب کا من گھڑت ثابت کرنا وہابیوں کی سینہ زوری ہے۔ جب نسخوں کے اختلاف کی وجہ سے الفاظ کا اختلاف تمہیں تسلیم ہے تو اس کے باوجود اس پر مُصر ہونا اور اس کو من گھڑت ثابت کرنے کی دلیل بنانا باطل ومردود ہے۔ اس طرح کے الفاظ کا اختلاف تو کتب حدیث ومحدثین میں مل جاتا ہے۔ مگر اختلاف الفاظ سے کتاب من گھڑت ثابت کرنا وہابیوں کی خود ساختہ شرط ہے جو کہ باطل ومردود ہے۔

متن میں اضطراب کی مثالیں کتب حدیث میں بیشمار ہیں مگر یہ کلیہ کسی بھی محدثین کرام کے گروہ کا نہیں ہے کہ اس سے کتاب من گھڑت ثابت ہو جاتی ہے۔ یہ وہابیوں کی خباثت ہے جو کہ عظمتِ رسول اور حدیث رسول کے خلاف ان کی مہم کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

قارئینِ کرام! وہابیوں کی دشمنیِ رسول اس سے واضح ہو رہی ہے کہ صرف عظمتِ رسول کے اظہار پر وہابیوں کے ہاں صفِ ماتم بچھ گئی اور یہ کسی صورت ماننے کیلئے تیار نہیں ہیں۔

الجزء المفقود من المصنف کے معتبر ہونے کیلئے اتنا ہی کافی ہے کہ جلیل القدر آئمہ محدثین کرام نے حدیث نور کو اس مصنف کے حوالہ سے بیان کیا ہے اس الجزء المفقود میں باسند صحیح موجود ہے۔ اسی الجزء المفقود کے الفاظ سے اس روایت کو شیخ ابن العربی نے تلقیح الفہوم میں نقل کیا ہے۔ مگر ستیاناس ہو وہابیہ کی گندی ذہنیت کا، عظمت مصطفیٰ تو انہیں ایک لمحہ کیلئے بھی نہیں بھاتی۔ اس موضوع پر ان کی طرف سے تین مضامین شائع ہو چکے ہیں۔ بحمدہ تعالیٰ ہم نے تینوں مضامین کا پوسٹ مارٹم کر دیا ہے۔

تینوں مضامین میں کافی دلائل خودساختہ کی مماثلت تھی۔ اسی لیے زیادہ تفصیل پہلے مضمون میں بیان کردی گئی۔ دوسرے دونوں مضامین پر مزید تفصیل سے کام ہوسکتا ہے مگر ہم نے اختصار کوملحوظ رکھا ہے۔ وہابیوں کو چاہیے کہ اپنے خودساختہ مذہب کے اصولوں کو مدنظر رکھیں اور اگر کچھ ثابت کرنا چاہیں تو صرف اپنے ''دعویٰ کتاب وسنت'' کے مطابق صرف کتاب وسنت سے ہی ثابت کریں اور قیاس کر کے اپنے بقول شیطان نہ بنیں۔

ہماری اس تفصیلی دلائل سے بھرپور گفتگو نے ثابت کیا کہ الجزء المفقود من المصنف نہایت معتبر ہے اور وہابیوں کا اسے من گھڑت اور موضوع ہونے کا دعویٰ کرنا باطل ومردود ہے۔

مولیٰ تعالیٰ حضور سید عالم ﷺ کے وسیلۂ جلیلہ سے مذہب حق اہلِ سنت پر استقامت عطا فرمائے اور ان بے دینوں وہابیوں کے شر سے محفوظ فرمائے۔ اور ان کے انکارِ حدیث کے طوفانِ بدتمیزی کا تعاقب کرنے کی توفیق مرحمت فرمائے۔

آمین بجاہ سید المرسلین علیہ الصلوٰۃ والسلام

۸ جمادی الآخر ۱۴۲۷ھ

بروز بدھ

☆☆☆☆☆
☆☆☆☆
☆☆☆

نورانیتِ مصطفیٰ والی مشہور حدیث جابر اور اس کی سند کی توثیق

عبدالرزاق عن معمر عن ابن المنکدر عن جابر قال سألت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن اول شیء خلقہ اللہ تعالی فقال ھو نور نبیك یا جابر۔

''عبدالرزاق معمر سے اور وہ ابن المنکدر سے اور وہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ وہ فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے کس چیز کو پیدا فرمایا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے جابر! اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے تیرے نبی کے نور کو پیدا فرمایا۔ (الجزء المفقود من المصنف لعبد الرزاق صفحہ 4-63)

بحمد اللہ تعالیٰ یہ روایت صحیح ہے۔ اس کے رُواۃ کی توثیق پیشِ خدمت ہے:

1-امام عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ

امام عبدالرزاق بن ہمام بن نافع: ان کی کنیت ابوبکر ہے۔ یہ صنعاء (یمن) میں ایک علمی گھرانے میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والدِ گرامی ہمام بن نافع حضرت سالم بن عبداللہ بن عمر عکرمہ مولیٰ ابن عباس، وہب بن منبہ، میناء مولیٰ عبدالرحمٰن بن عوف، قیس بن یزید الصنعانی اور عبدالرحمٰن بن سلیمانی مولیٰ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہم جیسے جلیل القدر تابعین سے روایت کرتے ہیں۔ امام عبدالرزاق نے ملک شام کی طرف بطور

تاجر سفر کیا۔ وہاں سے کبار علماء سے علم حاصل کیا جیسے کہ امام اوزاعی وغیرہ اور آخری عمر میں حجازِ مقدس کا سفر کیا لیکن زیادہ تر آپ یمن میں رہے۔ کم وبیش سات سے نو سال تک امام معمر بن راشد کی خدمت میں رہے۔ اس وقت آپ کی عمر مبارک بیس سال کے قریب تھی۔ پھر جب آپ کے علم وفضل کی شہرت ہوئی تو آپ سے بے شمار علماء محدثینِ کرام نے علم حدیث حاصل کیا۔ ان کا تفصیلی احاطہ مشکل ہے۔ ان میں امام احمد بن حنبل، امام ابویعقوب اسحاق بن ابراہیم بن مخلد حنظلی مروزی معروف بہ ابن راہویہ، امام ابوزکریا یحیٰی بن معین بن عون المری البغدادی، امام ابوالحسن ابن المدینی وغیرہ بے شمار محدثین کرام شامل ہیں۔

امام عبدالرزاق ثقہ وصدوق محدث ہیں۔

امام احمد بن صالح نے امام احمد بن حنبل سے پوچھا: کیا آپ امام عبدالرزاق سے بڑھ کر حدیث جاننے والے کسی عالم کو جانتے ہیں؟

آپ نے فرمایا: نہیں۔ (تہذیب التہذیب جلد 6 صفحہ 311، میزان الاعتدال جلد 2 صفحہ 614)

امام ابوزرعہ فرماتے ہیں:

''امام عبدالرزاق ان علماء میں سے ہیں جن کی حدیث معتبر ہے''۔

(تہذیب التہذیب جلد 6 صفحہ 311)

امام ابوبکر اثرم امام احمد بن حنبل سے روایت کرتے ہیں کہ امام عبدالرزاق جو حدیث معمر سے روایت کرتے ہیں وہ میرے نزدیک ان بصریوں کی روایت سے زیادہ محبوب ہیں۔ (تہذیب التہذیب جلد 6 صفحہ 312)

امام یحیٰی بن معین بھی امام عبدالرزاق کی معمر سے روایت کو معتبر بتلاتے ہیں۔

(تہذیب التہذیب جلد 6 صفحہ 312)

یعقوب بن شیبہ اور علی بن مدینی امام موصوف کو ثقہ کہتے ہیں۔

(تہذیب التہذیب جلد 6 صفحہ 312)

امام الجرح والتعدیل یحییٰ بن معین فرماتے ہیں:

لو ارتد عبدالرزاق ما ترکنا حدیثہ

''اگر امام عبدالرزاق مرتد بھی ہو جائیں (معاذ اللہ) تو ہم ان سے حدیث لینا ترک نہ کریں گے''۔

(تہذیب التہذیب جلد 6 صفحہ 314، میزان الاعتدال جلد 2 صفحہ 612)

امام ابن حجر عسقلانی نے ان کو ثقہ اور حافظ لکھا ہے۔ (تقریب التہذیب صفحہ 213)

امام ذہبی نے ان کو ثقہ اور مشہور عالم لکھا ہے۔ (میزان الاعتدال جلد 2 صفحہ 609)

امام ذہبی نے ان کو الحافظ الکبیر تحریر کیا ہے۔ (سیر اعلام النبلاء جلد 7 صفحہ 117)

امام عبدالرزاق کی ثقاہت مسلم ہے۔ جلیل القدر آئمہ محدثین کرام کے اقوال موجود ہیں۔ ہم صرف اختصار کی وجہ سے اِس پر اکتفا کرتے ہیں۔ امام عبدالرزاق صحاحِ ستہ بالخصوص بخاری و مسلم کے مرکزی راوی ہیں۔ صحیح بخاری میں امام عبدالرزاق کی کم و بیش 120 احادیث مروی ہیں۔ چند صفحات یہ ہیں: جلد 1 صفحہ 11، 25، 42، 57، 59، 60 جلد 2 صفحہ 573، 628، 740، 980، 1040۔

50 سے زائد عبدالرزاق عن معمر سے مروی ہیں۔

صحیح مسلم میں 289 احادیث کم و بیش مروی ہیں۔ ان میں 277 عبدالرزاق عن معمر سے مروی ہیں۔ چند صفحات یہ ہیں: جلد 1 صفحہ 273، 253، 306، 307، 315، 318، 322، 324، 325، 330۔

امام عبدالرزاق کا ترجمہ (تذکرہ) ان کتب میں بھی موجود ہے:

- الطبقات الکبریٰ لابن سعد جلد 5 صفحہ 545
- التاریخ الکبیر للبخاری جلد 6 صفحہ 130
- الجرح والتعدیل لابن ابی حاتم رازی جلد 6 صفحہ 38
- کتاب الثقات لابن حبان جلد 8 صفحہ 412

- تذکرۃ الحفاظ للذہبی جلد 1 صفحہ 364
- سیر اعلام النبلاء جلد 9 صفحہ 563
- العبر جلد 1 صفحہ 360
- المغنی جلد 2 صفحہ 393
- الکاشف للذہبی جلد 2 صفحہ 171
- تاریخ الاسلام (وفیات 211-220)
- لسان المیزان لابن حجر جلد 7 صفحہ 287
- شذرات الذہب جلد 2 صفحہ 27
- الکنی والاسماء للدولابی جلد 1 صفحہ 119
- الکامل لابن عدی جلد 5 صفحہ 1948
- رجال صحیح البخاری للکلاباذی جلد 2 صفحہ 496
- رجال صحیح مسلم للمنجویہ جلد 2 صفحہ 8
- الجمع بین الصحیحین جلد 1 صفحہ 328
- الکامل فی التاریخ لابن اثیر جلد 6 صفحہ 406
- التبصرہ جلد 2 صفحہ 270
- وفیات الاعیان جلد 3 صفحہ 216
- تہذیب الکمال للمزی جلد 18 صفحہ 52
- البدایہ والنہایہ لابن کثیر جلد 10 صفحہ 265
- شرح علل الترمذی لابن رجب جلد 2 صفحہ 577
- النجوم الزاہرۃ جلد 2 صفحہ 202
- التاریخ لابن معین بروایۃ الدوری جلد 2 صفحہ 362
- العیون والحدائق جلد 3 صفحہ 371

امام عبدالرزاق وہابی دیوبندی اکابر کی نظر میں:

1- وہابیہ کے محدث ارشاد الحق اثری لکھتے ہیں: ''وہ (امام عبدالرزاق) بالاتفاق ثقہ تھے''۔ (آئینہ ان کو دکھایا صفحہ 98)

مزید لکھتے ہیں:

''حافظ ذہبی نے انہیں الحافظ الکبیر کے بلند لقب سے یاد کیا ہے''۔

(مولانا سرفراز صفدر اپنی تصانیف کے آئینہ میں صفحہ 65)

2- وہابیہ کے محدث زبیر علی زئی لکھتے ہیں:

''اس میں کوئی شک نہیں کہ امام عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ متوفی 211 ثقہ حافظ امام تھے۔ جمہور محدثین نے ان کی توثیق کی ہے''۔

(ماہنامہ الحدیث حضرو ماہ اپریل 2006ء، جعلی جزء کی کہانی صفحہ 27)

مولوی سرفراز گکھڑوی نے ان کو الحافظ الکبیر لکھا ہے۔ (تنقید متین)

امام عبدالرزاق کے تشیع کا جواب:

دور اول میں تشیع کس پر بولا جاتا تھا، اس کو سمجھنے کیلئے بنیادی بات سمجھیں۔

تشیع سے مراد دور اول میں شیعیت ورافضیت نہیں ہے بلکہ یا تو محبتِ اہل بیت پر تشیع کا لفظ بولا جاتا تھا یا حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ پر حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی افضلیت پر۔

(میزان الاعتدال جلد 2 صفحہ 588)

پھر یہ کہ حضرت امام المحدثین امام احمد بن حنبل نے فرمایا کہ امام عبدالرزاق نے اس تشیع سے بھی رجوع کر لیا تھا۔ اس کو محدث جلیل امام ابنِ حجر عسقلانی نے بیان کیا ہے۔

لکھتے ہیں:

ابا مسلم البغدادی الحافظ یقول عبیداللہ بن موسیٰ من المتروکین ترکہ احمد لتشیعہ وقد عوتب احمد علی روایتہ عن عبدالرزاق فذکر ان عبدالرزاق رجع۔ (تہذیب التہذیب جلد 6 صفحہ 53)

''امام احمد بن حنبل نے عبید اللہ بن موسیٰ جو کہ صحاح ستہ کے راوی ہیں اور ثقہ ہیں۔ سے تشیع کی بناء پر روایت نہیں لی۔ امام احمد بن حنبل سے جب سوال کیا گیا کہ آپ امام عبدالرزاق سے روایت لیتے ہیں مگر عبید اللہ بن موسیٰ سے روایت کیوں نہیں لیتے۔ تو آپ نے فرمایا کہ امام عبدالرزاق نے اس سے رجوع کر لیا تھا''۔

اس کی مزید تفصیل کیلئے دیکھئے: کتاب العلل ومعرفۃ الرجال جلد 1 صفحہ 256۔

امام عبدالرزاق کے تشیع سے رجوع کو وہابی مذہب کے محدث ارشاد الحق اثری نے بھی بیان کیا ہے۔ (مولانا سرفراز صفدر اپنی تصانیف کے آئینہ میں صفحہ 69)

امام عبدالرزاق نے فرمایا کہ میرا دل کبھی اس پر مطمئن نہیں ہوا کہ میں حضرت ابوبکر، حضرت عمر رضی اللہ عنہما پر حضرت علی رضی اللہ عنہ کو افضلیت دوں جو حضرت ابوبکر، حضرت عمر، حضرت عثمان رضی اللہ عنہم سے محبت نہیں رکھتا، وہ مومن نہیں ہے۔

(العلل ومعرفۃ الرجال للامام احمد جلد 1 صفحہ 256، میزان الاعتدال جلد 2 صفحہ 612)

امام عبدالرزاق نے فرمایا کہ رافضی (شیعہ) کافر ہیں۔

(میزان الاعتدال جلد 2 صفحہ 613)

امام عبدالرزاق حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی حدیث بیان کر کے فرماتے ہیں:

وبہ ناخذ۔

''اس پر ہمارا عمل ہے''۔ (مصنف عبدالرزاق جلد 3 صفحہ 249)

پھر امام عبدالرزاق حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے حضرت امِ کلثوم رضی اللہ عنہا کا نکاح ہونا بیان فرما کر مزید فرماتے ہیں کہ یہ ام کلثوم سیدہ فاطمۃ الزہراء کی صاحبزادی ہے۔ رضی اللہ عنہا۔ (مصنف عبدالرزاق جلد 6 صفحہ 163)

ہمارے ان تمام دلائل سے بات واضح ہو گئی۔ امام عبدالرزاق پر شیعہ ہونے کا الزام باطل ومردود ٹھہرا۔

2- معمر بن راشد رحمۃ اللہ علیہ

اِس روایت کے دوسرے راوِی امام معمر بن راشد ہیں۔ آپ زبردست عالم اور ثقہ محدث ہیں۔

امام ذہبی فرماتے ہیں: ''معمر بن راشد الامام الحافظ شیخ الاسلام ابوعروہ بن ابی عمر الازدی 95، 96 ہجری میں پیدا ہوئے۔ یہ امام حسن بصری کے جنازے میں شریک ہوئے۔ یہ تحری، ورع، صدق، جلالت حسن تصنیف کے ساتھ علم کے برتن ہیں۔

(سیر اعلام النبلاء جلد 7 صفحہ 5)

یہ بھی بخاری و مسلم کے مرکزی راوی ہیں۔ صحیح بخاری میں ان کی کم و بیش سوا دو سو روایات احادیث مروی ہیں۔ چند مقامات یہ ہیں: جلد 1 صفحہ 11، 25، 42، 59، 100، 178، 243، 264، 277، 278، 294، 318، 346، 367۔

صحیح مسلم میں ان کی کم و بیش 300 احادیث مروی ہیں۔ چند مقامات یہ ہیں: جلد 1 صفحہ 253، 273، 306، 307، 315، 318، 322، 324، 325، 330۔

ان کا ترجمہ مندرجہ ذیل کتب میں بھی موجود ہے:

- الطبقات الکبریٰ لابن سعد جلد 5 صفحہ 546
- تاریخ کبیر للبخاری جلد 7 صفحہ 378
- تاریخ صغیر للبخاری جلد 2 صفحہ 115
- الجرح والتعدیل جلد 8 صفحہ 255
- کتاب الثقات جلد 7 صفحہ 484
- سیر اعلام النبلاء جلد 7 صفحہ 5
- وفیات الاعیان (141-160)
- العبر جلد 1 صفحہ 220
- تذکرۃ الحفاظ جلد 1 صفحہ 190

- میزان الاعتدال جلد 4 صفحہ 154
- تہذیب التہذیب جلد 10 صفحہ 243
- تقریب التہذیب صفحہ 344
- تہذیب الکمال جلد 28 صفحہ 303
- شذرات الذہب جلد 1 صفحہ 235

3- محمد بن المنکدر رحمۃ اللہ علیہ

اس روایت کے تیسرے راوی امام محمد بن المنکدر ہیں۔

ان کے متعلق امام ذہبی لکھتے ہیں:

''الامام الحافظ القدوۃ شیخ الاسلام ابوعبداللہ القرشی المدنی 30ھ کے بعد پیدا ہوئے۔ یہ حضرت عائشہ صدیقہ، حضرت ابوہریرہ، حضرت عبداللہ بن عمر، حضرت جابر، حضرت عبداللہ بن عباس، ابنِ زبیر، ربیعہ بن زبیر اور اپنے والد وغیرہم رضی اللہ عنہم سے روایت کرتے ہیں اور ان سے بے شمار محدثین کرام نے روایت لی ہے۔ ان میں امام اعظم ابوحنیفہ، امام زہری، ہشام بن عروہ، موسیٰ بن عقبہ، ابن جریج، یحییٰ بن سعید، معمر، امام مالک، امام جعفر صادق، امام شعبہ، سفیان ثوری، سفیان عیینہ امام اوزاعی وغیرہم شامل ہیں۔ (سیر اعلام النبلاء جلد 5 صفحہ 353 تا 361)

یہ ثقہ اور فاضل ہیں۔ بخاری میں ان سے 30 سے زائد روایات مروی ہیں۔

چند مقامات یہ ہیں: جلد 1 صفحہ 32، 51، 86، 121، 166۔

مسلم شریف میں ان سے 22 احادیث مروی ہیں۔ چند مقامات یہ ہیں: جلد 2 صفحہ 34، 195۔

بخاری میں 29، مسلم میں 14 احادیث حضرت جابر سے محمد بن المنکدر نے روایت کی ہیں۔

ان کا ترجمہ ان کتب میں موجود ہے:

- تہذیب التہذیب جلد 9 صفحہ 473
- تقریب التہذیب صفحہ 320
- تہذیب الکمال جلد 26 صفحہ 503

قارئینِ کرام! ثابت ہوگیا کہ نورانیت والی مشہور ''حدیث جابر'' صحیح ہے۔ اس کو خود وہابی محدث ارشاد الحق اثری نے بھی سنداً صحیح تسلیم کیا ہے۔ درست مانا ہے۔

(جعلی جزء کی کہانی صفحہ 64، ماہنامہ محدث لاہور مئی 2006ء صفحہ 48)

حدیثِ عدم سایہ اور اس کی سند کی توثیق:

عبدالرزاق عن ابن جریج قال اخبرنی نافع ان ابن عباس قال لم یکن لرسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم ظل ولم یقم مع شمس قط الاغلب ضوءہ ضوء الشمس ولم یقم مع سراج قط الاغلب ضوءہ ضوء السراج۔

''عبدالرزاق ابنِ جریج سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے فرمایا: مجھے نافع نے خبر دی کہ حضرت ابنِ عباس نے ارشاد فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کا (تاریک) سایہ نہیں تھا۔ آپ ﷺ کبھی سورج کے سامنے کھڑے نہیں ہوئے مگر آپ کی روشنی سورج کی دھوپ پر غالب ہوتی اور کبھی چراغ کے سامنے کھڑے نہیں ہوئے مگر آپ کی روشنی چراغ پر غالب ہوتی''۔

(الجزء المفقود من المصنف لعبدالرزاق صفحہ 56)

الحمدللہ! یہ روایت بھی صحیح ہے۔ اس کے پہلے راوی خود امام عبدالرزاق ہیں۔ ان کی توثیق گزر چکی ہے۔ باقی دو راویوں کی ثقاہت درجِ ذیل ہے:

ابنِ جریج رحمۃ اللہ علیہ

یہ عبدالملک بن عبدالعزیز بن جریج مولیٰ مکی ثقہ اور فاضل تھے۔ تدلیس اور ارسال سے کام لیتے تھے مگر مذکور حدیث میں انہوں نے تحدیث وسماع کی صراحت

کردی ہے۔ اس لیے یہ روایت ہر طرح صحیح ہے۔ ابنِ جریج بخاری و مسلم کے مرکزی راوی ہیں۔

ان کا ترجمہ ان کتب میں مذکور ہے:

- تہذیب التہذیب جلد 6 صفحہ 403
- تقریب التہذیب صفحہ 219
- میزان الاعتدال جلد 2 صفحہ 659
- تہذیب الکمال جلد 18 صفحہ 338

خود وہابیہ کے امام محدث ارشاد الحق اثری نے ان کی توثیق بیان کی ہے۔

(مولانا سرفراز صفدر اپنی تصانیف کے آئینہ میں صفحہ 61، آئینہ ان کو دکھایا صفحہ 63)

ابنِ جریج کی طرف جو متعہ کرنے کا الزام ہے، اس سے ان کا رجوع ثابت ہے۔

(تلخیص الحبیر جلد 3 صفحہ 160، فتح الباری جلد 9 صفحہ 173)

مولوی ارشاد الحق اثری نے اس کی توثیق اور ان پر اعتراضات کے جوابات تحریر کیے ہیں اس کی مذکورہ بالا کتب میں یہ موجود ہے۔

نافع رحمۃ اللہ علیہ:

اس روایت کے تیسرے راوی نافع حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے آزاد کردہ غلام تھے۔ مستند، ثقہ اور مشہور فقیہ تھے۔ 117ھ میں وفات پائی۔

ان کا ترجمہ ان کتب میں موجود ہے:

- تہذیب الکمال للمزی جلد 29 صفحہ 29
- تہذیب التہذیب جلد 10 صفحہ 415
- تقریب التہذیب صفحہ 355

حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے سایہ نہ ہونے پر ہم نے اپنی کتاب ''نورانیت و حاکمیت'' میں تفصیل سے بیان کیا ہے۔ وہاں ملاحظہ فرمالیں۔

دلائل النبوت للبیہقی کی حدیثِ نور اور اس کی سند کی توثیق

اخبرنا ابوالحسن علی بن احمد بن سیماء المقریٔ قدم علینا حاجا حدثنا ابوسعید الخلیل بن احمد بن الخلیل القاضی السجزی انبانا ابوالعباس محمد بن اسحاق الثقفی حدثنا ابو عبیداللہ یحیی بن محمد بن السکن حدثنا حبان بن ھلال حدثنا مبارک بن فضالة حدثنا عبیداللہ بن عمر بن خبیب بن عبدالرحمٰن عن حفص بن عاصم عن ابی ھریرة عن النبی و قال لما خلق اللّٰہ عزوجل آدم خیر لآدم بنیه فجعل یری فضائل بعضھم علی بعض قال فرآنی نورا ساطعا فی اسفلھم قال یا رب! من ھذا؟ قال ھذا ابنك احمد الاول والآخر وھو اول شافع۔

(دلائل النبوۃ للبیہقی جلد5 صفحہ 483۔اس کے علاوہ یہ حدیث ان کتابوں میں بھی موجود ہے: زرقانی علی المواہب جلد1 صفحہ 43، خصائص الکبریٰ صفحہ 67، کنز العمال جلد 11 صفحہ 196، مختصر تاریخ دمشق جلد 2 صفحہ 111)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا تو ان کی اولاد کو ان کے سامنے کیا۔ انہوں نے ان کے ایک دوسرے پر فضائل کو دیکھا، تو پھر مجھے پھیلتے ہوئے نور کی صورت میں دیکھا، تو پوچھا: پروردگار! یہ کون ہے؟ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: یہ تیرا بیٹا احمد ہے، وہ اول، آخر اور سب سے پہلا شفاعت کرنے والا ہے''۔

قال ابو عاصم نبیل بن ھاشم الغمری فی حاشیة شرف

المصطفی بعد ایراد هذا الحدیث هذا حدیث اسناد رجاله عن آخرهم ثقات دونهم فی الثقة المبارك بن فضاله وهو صدوق۔

(شرف المصطفیٰ جلد 1 صفحہ 309)

حدیثِ درج بالا میں مندرجہ ذیل راویان ہیں:

1- امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ
2- امام ابوالحسن علی بن احمد سیماء المقری رحمۃ اللہ علیہ
3- امام ابوسعید خلیل بن احمد خلیل القاضی سجزری رحمۃ اللہ علیہ
4- امام ابوالعباس محمد بن اسحاق الثقفی السراج رحمۃ اللہ علیہ
5- امام ابوعبید اللہ یحییٰ بن محمد بن السکن رحمۃ اللہ علیہ
6- امام حبان بن ہلال رحمۃ اللہ علیہ
7- امام مبارک بن فضالہ رحمۃ اللہ علیہ
8- امام عبید اللہ بن عمر العمری رحمۃ اللہ علیہ
9- خبیب بن عبد الرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ
10- حفص بن عاصم رحمۃ اللہ علیہ
11- حضرت سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ

اب ہم ان میں سے ہر ایک کی توثیق بیان کرتے ہیں۔

1-امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ:

1- یاقوت حموی رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان ہے:

وهو الامام الحافظ الفقیه فی اصول الدین الورع او حد الدهر فی الحفظ والاتقان مع الدین المتین من اجلّ اصحاب ابن عبدالله الحاکم۔ (شذرات الذہب جلد 3 صفحہ 304)

2- امام ابنِ ناصر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

كان واحد زمانه و فرد اقرانه حفظا و اتقانا و ثقة وهو شيخ خراسان۔ (شذرات الذہب جلد 3 صفحہ 306)

3- امام ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

كان واحد زمانه فى الحفظ والاتقان و حسن التصنيف و جمع علوم الحديث و الفقه والاصول۔ (المنتظم لابن الجوزی جلد 8 صفحہ 242)

4- امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

لو شاء البيهقى أن يعمل لنفسه مذهبا يجتهد فيه لكان قادرا على ذلك لسعة علومه و معرفة بالاختلاف۔ (تبیین کذب المفتری صفحہ 266)

5- امام ابن خلکان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

الفقيه الشافعى الحافظ الكبير المشهور واحد زمانه و فرد اقرانه فى الفنون۔ (وفیات الاعیان جلد 1 صفحہ 57)

6- امام سمعانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

كان اماماً فقيها حافظا جمع بين معرفة الحديث و فقهه۔

(الانساب جلد 2 صفحہ 412)

7- امام ابن اثیر رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان ہے:

كان اماماً فى الحديث و تفقه على مذهب الشافعى۔

(الکامل لابن الاثیر جلد 8 صفحہ 104)

8- امام سبکی رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان ہے:

كان الامام البيهقي احد ائمة المسلمين و هداة المؤمنين والدعاة الى حبل الله المتين فقيه جليل حافظ كبير اصولى نحرير زاهد ورع قانت لله، قائم بنصرة المذهب اصولا و فروعا جبل من جبال العلم۔ (طبقات الشافعیہ للسبکی جلد 2 صفحہ 348)

9- امام ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان ہے:

هو الامام الجليل الحافظ الفقيه الاصولى الزاهد الورع وهو اكبر اصحاب الحاكم ابى عبدالله۔ (مرقاۃ جلد 1 صفحہ 21)

10- امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

الامام الحافظ شيخ خراسان۔ (طبقات الحفاظ صفحہ 432)

11- امام عبدالغافر بن اسماعیل رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد ہے:

كان البيهقى على سيرة العلماء قانعا باليسير متجملا فى زهده و ورعه۔ (سیر اعلام النبلاء جلد 18 صفحہ 167)

2- امام ابوالحسن علی بن احمد بن سیماء المقری رحمۃ اللہ علیہ:

1- امام خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

كان صدوقا دينا فاضلا۔

''ابوالحسن علی بن احمد المقری سچے فاضل راوی تھے''۔

مزید فرماتے ہیں:

تفرد باسانيد القراءت و علوها فى وقته۔

''اپنے زمانے میں سندوں کی قراءت اور اُن کے عالی شان ہونے میں منفرد تھے''۔ (تاریخ بغداد جلد 11 صفحہ 328، سیر اعلام النبلاء جلد 17 صفحہ 403)

2- امام ابنِ اثیر رحمۃ اللہ علیہ بغیر جرح کے ان کا ذکر فرماتے ہیں:

روى عنه ابوبكر الخطيب و ابوبكر البيهقى توفى حدود سنة عشرين و اربع مائة۔

''ابوالحسن علی بن احمد سے خطیب بغدادی اور امام بیہقی نے روایت فرمایا ہے۔ ان کا انتقال 420ھ کے قریب قریب ہوا ہے''۔

(اللباب فی تہذیب الانساب جلد 1 صفحہ 385)

3- امام ذہبی لکھتے ہیں:

الامام المحدث مقرئ العراق ابو الحسن علی بن احمد۔

''ابو الحسن علی بن احمد امام ہیں عراق کے علاقہ مقری کے محدث ہیں''۔

(سیر اعلام النبلاء جلد 17 صفحہ 402)

ان کا ترجمہ درج ذیل کتب میں بھی ہے:

1- الاکمال جلد 3 صفحہ 289
2- الانساب جلد 4 صفحہ 207
3- المنتظم جلد 8 صفحہ 28
4- الکامل فی التاریخ جلد 9 صفحہ 356
5- العبر جلد 3 صفحہ 125
6- معرفۃ القراء الکبار جلد 1 صفحہ 302
7- دول الاسلام جلد 1 صفحہ 248
8- البدایہ والنہایہ جلد 12 صفحہ 21
9- غایۃ النہایۃ جلد 1 صفحہ 521
10- شذرات الذہب جلد 3 صفحہ 208
11- تاریخ التراث العربی لسزکین جلد 1 صفحہ 381

امام ابو الحسن علی بن احمد بن سیماء المقری رحمۃ اللہ علیہ کی ثقاہت جلیل القدر آئمہ محدثین کرام سے ہم نے بیان کر دی ہے۔ دوسری طرف مولوی زبیر علی زئی نے امام موصوف کو مجہول قرار دے کر مذکورہ روایت کو باطل قرار دیا ہے۔ حالانکہ مذکور راوی کو مجہول بتانا اس کی جہالت ہے۔ اس راوی کی ثقاہت تو جلیل القدر آئمہ محدثین کرام نے بیان فرمائی ہے۔ اور پھر مجہول راوی کی روایت کو باطل کہنا بھی وہابی مولوی زبیر علی زئی کا خود ساختہ اصول ہے جو باطل و مردود ہے۔

قارئینِ کرام! جب وہابیوں کے چوٹی کے محدِّث اور فن اسماء الرجال کے نام نہاد ٹھیکیدار اصول حدیث سے اس قدر بے خبر و جاہل میں ہیں تو غور فرمائیے کہ ان کے باقی علماء و مناظرین کا کیا حال ہوگا۔

اگر بفرضِ غلط مجہول بھی مان لیا جائے تو بھی اصول محدثین کرام یہ ہے کہ اگر دو ثقہ راوی مجہول سے روایت کریں تو مجہول کی جہالت رفع ہو جاتی ہے اس اصول کو محدث جلیل حضرت امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں:

من روی عنه عدلان عیناء ارتفعت جهالة عینه۔

(تدریب الراوی جلد 1 صفحہ 236)

اس اصول کو امام خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی بیان کیا ہے بلکہ اس اصول کی تائید امام الجرح والتعدیل امام یحیٰی بن معین سے نقل کی ہے۔ (الکفایہ فی علم الروایہ صفحہ 88)

خود وہابی مولوی زبیر علی زئی نے امام نووی، ابن صلاح، ابن کثیر سے یہی اصول نقل کیا ہے اور اسے تسلیم کیا ہے۔ (نور العینین صفحہ 54)

تو جب امام ابوالحسن علی بن احمد بن سیماء المقری رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرنے والے دو ثقہ راوی امام خطیب بغدادی اور امام بیہقی موجود ہیں تو بفرض غلط یہ مجہول بھی ہوں تو بھی ان کی جہالت رفع ہو گئی۔ تو وہابی مولوی زبیر علی زئی کا اس روایت کو باطل کہنا خود باطل و مردود ہوا۔

پھر اس کا یہ کہنا کہ فلاں فلاں کتاب میں اس کا تذکرہ بلا توثیق موجود ہے۔ تو کیا یہ اس پر جرح کا ثبوت ہے۔ خود اس مولوی زبیر علی زئی نے ایک راوی کا تذکرہ بلا توثیق نقل کیا ہے امام ذہبی وغیرہ کی کتب سے۔ وہاں تو اس کی روایات کو باطل نہ کہا مگر جب حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت وشان پر دال روایت کی باری آئی تو اس کے پیٹ میں مروڑ اُٹھا اور لگا اس کو باطل کہنے۔ یہ اس کی خباثت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ پھر اس کا یہ کہنا کہ "اس راوی کی توثیق ہمارے علم کے مطابق کسی کتاب میں موجود نہیں ہے"

اس کی کتب اسماء الرجال سے جہالت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ بحمد اللہ ہم نے امام ابوالحسن علی بن احمد بن سیماء المقری کی توثیق وترجمہ جلیل القدر آئمہ محدثین کرام کی تقریباً 14 کتب سے بیان کردی ہے۔

قارئینِ کرام! اصل میں یہ وہابی بغضِ رسول میں اس قدر راندھے ہو چکے ہیں کہ ان کو کچھ عظمتِ رسول کے حق میں نظر نہیں آتا مگر ذکر وعظمتِ مصطفیٰ کو مٹانے کی ان کی یہ مذموم کوشش ناکام ہی رہے گی کیونکہ عظمتِ مصطفیٰ کو بڑھانے کا خود خدا نے وعدہ کیا ہے۔

عقل ہوتی تو خدا سے نہ لڑائی لیتے
یہ گھٹائیں اسے منظور بڑھانا تیرا

3-ابوسعید الخلیل بن احمد بن الخلیل القاضی السنجری رحمۃ اللہ علیہ:

1- امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان ہے:

ھو شیخ اھل الرأی فی عصرہ و کان من احسن الناس کلاما فی الوعظ۔ (سیر اعلام النبلاء جلد 16 صفحہ 438)

2- امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان ہے:

الامام القاضی، شیخ الحنفیۃ۔ (سیر اعلام النبلاء جلد 16 صفحہ 437)

3- محدث صفدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

کان اماما فی کل علم شائع الذکر مشھور الفضل معروفا بالاحسان فی النظم و النثر۔ (تاج التراجم لابن قطلو بغا صفحہ 27)

ان کا ترجمہ درج ذیل کتب میں ہے:

1- تیمیۃ الدہر جلد 4 صفحہ 338
2- الانساب جلد 7 صفحہ 45
3- معجم الادباء جلد 11 صفحہ 77 تا 80

4- العبر جلد 3 صفحہ 7
5- تاریخ الاسلام للذہبی جلد 4 صفحہ 1/27
6- البدایہ والنہایہ جلد 11 صفحہ 306
7- النجوم الزاہرہ جلد 4 صفحہ 153
8- الجواہر المضیہ جلد 1 صفحہ 178 تا 180
9- شذرات الذہب جلد 3 صفحہ 91

4-ابوالعباس محمد بن اسحاق الثقفی السراج رحمۃ اللہ علیہ:

1- محدث ابو یعلی خلیلی رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان ہے:

ثقة متفق علیه من شرط الصحیح۔ (سیر اعلام النبلاء جلد 14 صفحہ 398)

2- امام عبدالرحمٰن بن ابی حاتم رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان ہے:

ابو العباس السراج صدوق ثقة۔ (سیر اعلام النبلاء جلد 14 صفحہ 394)

3- امام ابو اسحاق المزکی رحمۃ اللہ علیہ کا فرماتے ہیں:

کان السراج مجاب الدعوة۔ (سیر اعلام النبلاء جلد 14 صفحہ 394)

4- محدث الصُعلوکی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے:

کنا نقول السراج کالسراج۔ (سیر اعلام النبلاء جلد 14 صفحہ 304)

5- امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے:

الامام الحافظ الثقة شیخ الاسلام محدث خراسان۔

(سیر اعلام النبلاء جلد 14 صفحہ 383)

6- امام خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان ہے:

کان من المکثرین الثقات الصادقین الاثبات عنی بالحدیث۔

(تاریخ بغداد جلد 1 صفحہ 264)

7- امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد ہے:

السراج الحافظ الامام الثقة شيخ خراسان۔ (طبقات الحفاظ صفحہ 314)

8- امام سبکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

كان شيخا مسندا، صالحا، كثير المال وهو الذى قرأ عن النبى صلى الله عليه وسلم اثنتى عشرة ألف ختمة، وضحى عنه اثنتى عشرة ألف اضحية وكان يركب حماره ويأمر بالمعروف وينهى عن المنكر۔ (طبقات الشافعیہ للسبکی جلد 2 صفحہ 83)

ان کا ترجمہ درج ذیل کتب میں بھی ہے:

1- الجرح والتعدیل جلد 7 صفحہ 196
2- فہرست ابن الندیم صفحہ 220
3- المنتظم جلد 6 صفحہ 199
4- مختصر طبقات العلماء الحدیث لابن عبد الہادی
5- العبر جلد 2 صفحہ 157
6- دول الاسلام جلد 1 صفحہ 189
7- الوافی بالوفیات جلد 2 صفحہ 187
8- مراۃ الجنان جلد 2 صفحہ 266
9- البدایہ والنہایہ جلد 11 صفحہ 153
10- طبقات القراء للجزری جلد 2 صفحہ 97
11- النجوم الزاہرۃ جلد 3 صفحہ 214
12- شذرات الذہب جلد 2 صفحہ 267

5-ابو عبید اللہ یحییٰ بن محمد بن السکن رحمۃ اللہ علیہ:

1- امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان ہے:

ثقة۔ (الکاشف جلد 3 صفحہ 234)

2- امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

لیس بہ باس وقال فی موضع آخر ثقة۔ (تہذیب التہذیب جلد 11 صفحہ 239)

3- امام صالح بن محمد رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان ہے:

لا باس به۔ (تہذیب التہذیب جلد 11 صفحہ 239)

4- امام مسلمہ رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان ہے:

بصری صدوق۔ (تہذیب التہذیب جلد 11 صفحہ 239)

5- امام ابن حبان نے ان کو کتاب الثقات میں ذکر کیا ہے۔

(تہذیب التہذیب جلد 11 صفحہ 239)

6- امام ابنِ حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان ہے:

صدوق من الحادية العشرة۔ (تقریب التہذیب صفحہ 379)

7- امام ابن خلفون رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان ہے:

قال ابو عبدالرحمٰن النسائی یحیی بن محمد بن السکن بصری صدوق و قال فی موضع آخر بصری ثقة۔

(المعلم بشیوخ البخاری ومسلم لابن خلفون صفحہ 574)

8- محدث غسانی رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان ہے:

حدث عنه البخاری فی جامعه۔

(تسمیۃ شیوخ ابی داؤد للغسانی صفحہ 307 طبع دار ابن حزم، بیروت)

اِن کا ترجمہ ان کتب میں بھی ہے:

1- التعدیل والتجریح للباجی جلد 3 صفحہ 1208

2- الجمع لابن القیسرانی جلد 2 صفحہ 568

3- المعجم المشتمل رقم الترجمۃ: 1158

4- تاریخ الاسلام للذہبی

5- نہایۃ السول

امام محمد بن اسحاق الثقفی رحمۃ اللہ علیہ نے امام ابو عبید اللہ یحیٰی بن محمد عبید اللہ بن السکن رحمۃ اللہ علیہ سے خود روایت لی ہے۔ (مسند السراج صفحہ 456-434)

6- حبان بن ہلال رحمۃ اللہ علیہ:

1- امام ابو بکر بن خیثمہ رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان ہے:

ثقۃ۔ (تہذیب الکمال جلد 5 صفحہ 330)

2,3,4- امام ترمذی، امام یحیٰی بن معین اور امام نسائی رحمہم اللہ کی متفقہ رائے یہ ہے:

ثقۃ ۔ (تہذیب الکمال جلد 5 صفحہ 330)

5- امام ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

کان ثقۃ ثبتا حجۃ۔ (تہذیب الکمال جلد 5 صفحہ 330)

6- امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

ثقۃ۔ (سیر اعلام النبلاء جلد 10 صفحہ 239)

ان کا مزید ترجمہ درج ذیل کتب میں دیکھیں:

1- تاریخ یحیٰی بروایۃ ابن طہمان
2- التاریخ الکبیر للبخاری جلد 3 صفحہ 113
3- تاریخ الاوسط للبخاری صفحہ 234
4- التاریخ الصغیر للبخاری جلد 2 صفحہ 302
5- الکنیٰ للدولابی جلد 1 .
6- المعارف لابن قتیبہ صفحہ 227
7- الجرح والتعدیل جلد 3 رقم الترجمہ 1324
8- الولاۃ والقضاۃ للکندی صفحہ 505
9- اکمال لابن ماکولا جلد 2 صفحہ 303

10- تذکرۃ الحفاظ جلد 1 صفحہ 364
11- اکمال للحافظ مغلطائی
12- الوعاۃ جلد 1 صفحہ 492
13- شذرات الذہب جلد 2 صفحہ 36
14- ثقات العجلی

7- مبارک بن فضالہ رحمۃ اللہ علیہ:

1- امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان ہے:
الحافظ المحدث الصادق الامام۔ (سیر اعلام النبلاء جلد 7 صفحہ 281)
امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان مزید ہے:
قلت هو حسن الحديث۔
2- محدث عفان رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان ہے:
كان مبارك ثقة۔ (سیر اعلام النبلاء جلد 7 صفحہ 282)
3- امام یحییٰ بن سعید رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان ہے:
قال الفلاس ايضا سمعت يحيى بن سعيد يحسن الثناء على مبارك بن فضالة۔ (سیر اعلام النبلاء جلد 7 صفحہ 282)
4- امام یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان ہے:
ثقة۔ (سیر اعلام النبلاء جلد 7 صفحہ 283)
5- امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان ہے:
قال ابو داؤد كان مبارك شديد التدليس اذا قال حدثنا فهو ثبت۔ (سیر اعلام النبلاء جلد 7 صفحہ 284)
ان کا ترجمہ ان کتب میں ملاحظہ فرمائیں:
1- طبقات ابن سعد جلد 7 صفحہ 141

2- طبقات خلیفہ صفحہ 222
3- تاریخ خلیفہ صفحہ 437
4- المعرفۃ والتاریخ للفسوی جلد 2 صفحہ 135
5- الجرح والتعدیل جلد 8 صفحہ 338
6- مشاہیر علماء الامصار صفحہ 158
7- تاریخ بغداد جلد 13 صفحہ 212
8- تہذیب الکمال جلد 27 صفحہ 180
9- شذرات الذہب جلد 1 صفحہ 259

8-عبید اللہ بن عمر العمری رحمۃ اللہ علیہ:

1- امام یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان ہے:

عبید اللہ بن عمر من الثقات۔ (تہذیب الکمال جلد 19 صفحہ 128)

2,3-امام ابوزرعۃ رحمۃ اللہ علیہ اور امام ابوحاتم رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان ہے:

ثقۃ۔ (تہذیب الکمال جلد 19 صفحہ 128)

4- امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان ہے:

ثقۃ ثبت۔ (تہذیب الکمال جلد 19 صفحہ 128)

5- امام ابوبکر بن منجویہ رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان ہے:

کان من سادات اھل المدینۃ و اشراف قریش فضلا و علما و عبادۃ و شرفا و حفظا و اتقانا۔ (تہذیب الکمال جلد 19 صفحہ 129)

اِن کا مزید ترجمہ اِن کتب میں مُلاحظہ فرمائیں:

1- تاریخ الدارمی رقم الترجمہ 128-525
2- تاریخ ابن طہمان رقم الترجمہ 148
3- تاریخ ابن محرز رقم الترجمہ 573

4- طبقات خلیفہ صفحہ 268
5- کتاب المعرفۃ والتاریخ جلد 1 صفحہ 347
6- ثقات ابن حبان جلد 7 صفحہ 149
7- السابق واللاحق صفحہ 264
8- سیر اعلام النبلاء جلد 6 صفحہ 304
9- تذکرۃ الحفاظ
10- الکاشف جلد 2

9-خبیب بن عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ:

1- امام یحیٰی بن معین رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان ہے:

ثقۃ۔ (تہذیب الکمال جلد 8 صفحہ 228)

2- امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان ہے:

ثقۃ۔ (تہذیب الکمال جلد 8 صفحہ 228)

3- امام ابو حاتم رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان ہے:

صالح الحدیث۔ (تہذیب الکمال جلد 8 صفحہ 228)

4- امام ابنِ حبان نے کتاب الثقات میں ان کا ذکر کیا ہے۔ (کتاب الثقات جلد 1)

5- امام ابنِ شاہین رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب میں ان کا ذکر کیا ہے:

(الثقات لابن شاھین رقم الترجمہ 337)

اِن کا مزید ترجمہ درج ذیل کتب میں ملاحظہ کریں:

1- الکامل لابن الاثیر جلد 5 صفحہ 446
2- تاریخ الاسلام للذہبی جلد 5 صفحہ 66
3- اکمال لابن ماکولا جلد 2 صفحہ 301
4- رجال البخاری للباجی

5- الکاشف جلد 1 صفحہ 278

6- معرفۃ التابعین

7- اکمال للامام مغلطائی

8- نہایۃ السول

9- توضیح المشتبہ جلد 1 صفحہ 175

10- علل للامام احمد جلد 1 صفحہ 162

10- حفص بن عاصم بن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ

1- امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان ہے:

ثقة۔ (تہذیب الکمال جلد 7 صفحہ 18)

2- امام ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ نے اِن کا تذکرہ اپنی کتاب ''الثقات'' میں کیا ہے۔

(تہذیب الکمال جلد 7 صفحہ 18)

3- امام ابو القاسم ھبۃ اللہ بن حسن طبری رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان ہے:

ثقة مُجمَع عليه۔ (تہذیب الکمال جلد 7 صفحہ 18)

4- امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان ہے:

متفق على الاحتجاج به۔ (سیر اعلام النبلاء جلد 4 صفحہ 197)

5- امام عجلی رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان ہے:

مدني تابعي ثقة۔ (معرفۃ الثقات للعجلی جلد 1 صفحہ 308)

اِس راوی کا مزید ترجمہ اِن کتب میں دیکھیں:

1- طبقات ابنِ سعد جلد 9

2- العلل لابن المدینی صفحہ 48

3- طبقات خلیفہ صفحہ 246

4- المعارف صفحہ 188

5- الجرح والتعدیل جلد 3 رقم الترجمہ 798

6- مشاہیر علماء الامصار صفحہ 506

7- اسماء التابعین للدار قطنی رقم الترجمہ 237

8- اکمال للمغلطائی

9- انساب القریشیین صفحہ 372

10- معجم البلدان جلد 3 صفحہ 163

11- تاریخ الاسلام للذہبی جلد 3 صفحہ 359

11- حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ:

صحابیِ رسول پر جرح کا مسئلہ ہی نہیں بلکہ ان کی تعدیل الصحابة کلھم عدول مسلمہ ہے۔

ہماری اس تفصیلی گفتگو سے یہ ثابت ہوگیا کہ مذکورہ بالا دلائل النبوت للبیہقی کی حدیثِ نور بالکل صحیح ہے۔ اس کو وہابی مولوی زبیر علی زئی کا باطل کہنا خود باطل ومردود ہے اور ان کی دشمنیِ رسول اور خباثت وجہالت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

☆☆☆☆☆
☆☆☆☆
☆☆☆

"الجزء المفقود" پر اہلِ نجد کے اعتراضات اور علمائے عرب کے جوابات

مرتب: استاذ العلماء مولانا غلام مرتضیٰ ساقی مجددی ﷾

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ، اَمَّا بَعْدُ!

احادیثِ نبویہ کا انکار کرنا بہت بڑی جسارت و نامرادی ہے۔ جس پر قرآن و حدیث کی شدید وعیدیں وارد ہیں، لیکن ابلیس اور اس کی ذریّت ان وعیدوں کو پسِ پشت ڈال کر "انکارِ حدیث" کرتے رہے اور کر رہے ہیں، جب تک یہ گروہ باقی رہے گا، فتنہ انکارِ حدیث جاری رہے گا، اور یہ بھی امر مسلّم ہے کہ برِّ صغیر میں اس فتنے نے وہابیت، نجدیت اور غیر مقلدیت کے شکم سے جنم لیا ہے۔ خالد گرجاکھی نے خود لکھا ہے:

> "حضرت میاں نذیر حسین صاحب دہلی میں سبق پڑھا رہے تھے تو ضلع میانوالی کے ایک گاؤں چکڑالہ کا ایک شخص عبداللہ نامی بھی پڑھ رہا تھا...... چنانچہ بعد میں وہی آدمی برِّ صغیر میں سب سے پہلا شخص تھا جس نے حدیث کا انکار کیا...... الخ"۔ (حجیتِ حدیث صفحہ 18)

معلوم ہوا کہ وہابی حضرات "منکرینِ حدیث" کے بھی استاد ہیں، یہی وجہ ہے کہ ان میں یہ عنصر بھی پوری طرح کارفرما ہے، جب چاہتے ہیں اس کا جلوہ دکھا دیتے ہیں، اس کی تازہ مثال مصنف عبدالرزاق کے "جزء مفقود" کے ملنے پر وہابیوں کا تلملا اٹھنا ہے...... پوری برادری اسے موضوع قرار دینے پر ادھار کھائے بیٹھی ہے۔ خود ساختہ شرائط دکھا کر احادیثِ نبویہ ﷺ کو رد کر کے اپنے "جعلی مسلک" کو سہارا

دینا چاہتے ہیں، ان کی بے چینی کا اندازہ لگایئے کہ الریاض (نجد) کے غالی، متعصب اور دریدہ دہن زیاد بن عمر الحکلہ نے بھی بے تکی ہانکتے ہوئے زبان درازی، گالم گلوچ اور جہالت و بے شعوری کا ایک پلندہ تیار کر دیا۔ جس پر پاکستانی نجدیوں نے خوب بغلیں بجائیں اور اس کے خلاصے و اصل مضمون شائع کر کے عوام الناس کو گمراہ کرنے میں کوئی کسر نہ چھوڑی، اس کے لایعنی اعتراضات کا جواب دنیائے عرب کے عظیم محقق الشیخ الدکتور عیسیٰ بن عبداللہ بن مانع الحمیری نے بڑے ہی حلم، بردباری، عرق ریزی اور تحقیقی انداز میں "الاغلاق علی المعترضین علی الجزء المفقود من مصنف عبدالرزاق" کے نام سے دیا ہے۔ جو کہ فل سکیپ (بڑے سائز) کے (38) صفحات پر مشتمل ہے۔ (اصل مضمون کتاب کے آخر میں منسلک ہے) اس کے اہم دلائل کا خلاصہ درج ذیل ہے:

- یہ (نجدی ذہنیت کے حامل) لوگ علمی، اصلاحی تنقید، وسعتِ ظرف اور مسلمانوں کے متعلق حسن ظن و نرمی سے دور ہیں، ہمیں اور ہمارے (اہلِ سنّت، اہلِ حق) ساتھیوں کی مذمت (و بدگوئی) کے نت نئے بہانے تلاش کرتے رہتے ہیں۔ اپنی خواہشاتِ نفسانی کی تکمیل کی خاطر ہمیں کافر، مشرک اور بدعتی کہنے سے بھی باز نہیں آتے، یہ لوگ نامناسب باتوں کو منسوب کرنے میں حسد اور دھوکہ کی گاڑی پر سوار ہیں اور خیانت و بہتان طرازی ان کا وطیرہ ہے۔
- مصنف عبدالرزاق کے گمشدہ حصے کو میں نے علمی مراکز کے مخطوطات میں اور مصر، مراکش، یمن اور ترکی کے مکتبوں میں تلاش کیا، تلاش بسیار کے بعد مجھے "مصنف" کے دو نسخے مل گئے، ان کے پہلے نسخے میں مجھے مصنف کا وہ گمشدہ حصہ بھی مل گیا...... میں نے ایک سال تک وہ نسخہ اپنے پاس رکھا اور متعدد ماہر اہلِ علم کو وہ نسخہ دکھایا تو انہوں نے (اس کی تائید کی اور) اس حصہ کو کتاب کے ساتھ ملانے کا اظہار کیا...... اسی دوران میں نے مدینہ منورہ میں مکتبہ عارف

حکمت حسینی کے چند ماہرینِ مخطوطات سے ملاقات کی تو انہوں نے بھی ہمارے (نسخہ کی تصدیق کرتے ہوئے) اس سے ملتا جلتا ایک اور نسخہ بتایا جو دس صدی ہجری میں لکھا گیا تھا اور اس طرح کے چند اور نسخے دکھائے، جنہیں دیکھ کر میں اپنے حاصل شدہ نسخے کی تقویت (ودرستی) پر بہت خوش ہوا۔ جہاں سے مجھے یہ نسخہ ملا، وہاں کے ثقہ علماء وفضلاء اور ماہرین علوم سے اس نسخہ اور اس کے صفحات کی نوعیت کے متعلق چھان بین کی تو مجھے بتلایا گیا کہ (اس مسودے کے) یہ اوراق کم از کم تین سو سال پرانے ہیں۔

- اہلِ علم اس بات پر متفق ہو گئے کہ یہ نسخہ ہمارے پاس ایک اصول خزانہ اور امانت ہے جس کا اظہار ضروری ہے۔ (تو ہم نے وہ نسخہ شائع کر دیا؟)
- نسخوں سے استدلال کرنے کے متعلق، (نجدیوں کی بیان کردہ) ان شرائط کا پایا جانا ضروری اور لازمی نہیں، ان تمام شرائط کے مفقود ہونے کی صورت میں جو موجود ہوگا اسی پر اکتفا کیا جائے گا، کیونکہ جو چیز ساری نہ ملے وہ ساری چھوڑی بھی نہیں جاتی۔
- سنت مبارکہ کی بہت ساری کتابیں ایسی ہیں جو چودھویں صدی کے شروع اور وسط میں مصر کے مطبع امیریہ (اور دوسرے مکتبوں) میں طبع ہوئیں، حالانکہ ان کی اصل کا کوئی پتہ نہیں۔ (تو کیا انہیں چھوڑ دیا جائے گا؟)
- میں نے (مصنف عبدالرزاق) کی تحقیق میں علمی طریقہ کی پیروی کی ہے اور کوئی خیانت نہیں کی، میں تحقیق کے سلسلہ میں کئی بار حقائق کی طرف رجوع کرتا ہوں، اس کام کیلئے میں مدتِ دراز تک مصروف عمل رہا، یہ بات میرے علمی کارناموں میں خوب نکھر کر سامنے آچکی ہے۔
- مخالفین (اہلِ نجد) کی طرف سے اس کتاب کے کئی مقامات پر میں نے ان کی چیخ وپکار اور اعتراض وتنقید کو سنا، جو مجھ پر اور مجھ سے پہلے محققین پر گالی گلوچ اور

باطل دعووں پر مشتمل تھی، میں نے ان کی گالیوں کی طرف توجہ نہیں دی (صرف ان کے بنیادی اعتراضات کا جواب دوں گا)

- معترض (نجدی) نے مجھ پر اور شیخ محدث ڈاکٹر سعید ممدوح پر جھوٹ بولنے اور الزام تراشی کرنے میں انتہائی درجے کی مبالغہ آرائی سے کام لیا ہے (کہ ہم نے یہ نسخہ گھڑا ہے اور اس کی اسناد خود بنا ڈالی ہیں، نعوذ باللہ) یہ سراسر جھوٹ ہے۔ کیونکہ اس کتاب کے نسخے ہمارے پاس سمندر پار سے آئے اور ان میں کمی بیشی کا کوئی سوال ہی نہ تھا، جس طرح کوئی بھی محقق مخلوطات حاصل کرتا ہے اور تحقیق کے بعد اشاعت کیلئے پریس والوں کو دے دیتا ہے، یہ نسخہ میرے پاس آج بھی موجود ہے جو میری پیدائش سے بھی پہلے کا لکھا ہوا ہے...... کیا یہ بات آپ نے سنی کہ کسی کتاب پر محقق نے تحقیق کی ہو اور محقق پر جھوٹ اور گھڑنے کا الزام لگا دیا گیا ہو یا کتاب کو مرتب کرنے اور چھاپنے والے پر الزام لگایا گیا ہو؟ (نہیں! یہ کام صرف نجدیوں کا ہے کہ محقق کو گھڑنے والا قرار دے رہے ہیں) افسوس! صد افسوس!
- یہ اعتراض کہ "اس کا رسم الخط دسویں صدی کی کتب کے طریقہ پر نہیں بلکہ ہندوستان کے نسخوں جیسا ہے، جو پتھروں پر لکھے جاتے تھے" غلط ہے کیونکہ اس کا رسم الخط دسویں صدی کے مخلوطہ جات سے مشابہت رکھتا ہے، یہی انداز ہم نے متعدد مشابہ مخلوطہ جات میں دیکھا ہے۔ اور اس کی ایک مثال بھی مقدمہ (الجزء المفقود) میں پیش کر دی ہے اور معترض (نجدی) نے خود مانا ہے کہ "دسویں اور تیرہویں صدی کے مخلوطے آج کے مخلوطوں سے مختلف نہیں"۔
- وضع کی یہ کوئی علامت نہیں کہ یہ نسخہ قادری یا نقشبندی حضرات وغیرہ کی طرف سے آیا ہے۔ کیونکہ ہمارے ہاں کتنے ہی مخلوطے انگلینڈ، روس اور امریکہ وغیرہ سے آتے ہیں، اور ہم ان پر اعتماد کرتے ہیں...... برصغیر کے قادری یا دیگر

سلاسل طریقت کے لوگ بڑے اچھے اور نیک ہیں۔ لیکن غصے سے مغلوب معترض شبہ ڈالنے میں جلد باز ہے۔

❁ دوسرا اعتراض کلمہ الطاؤس اور الملائکۃ کے بارے میں ہے۔

تو جواب یہ ہے کہ "طاؤس" کو واؤ پر ہمزہ کے ساتھ بھی پڑھا گیا ہے۔ امام حاکم نے معرفۃ علوم الحدیث صفحہ 104 اور امام سخاوی نے فتح المغیث جلد 1 صفحہ 212 پر یہ لفظ اسی طرح لکھا اور اس پر کوئی اعتراض نہیں کیا۔

(نجدی) معترض نے لفظ ملائکہ کو تحریف کر کے لکھا ہے۔ جبکہ "مصحف" میں یہ قرآن پاک کے طریقہ پر ہے۔

❁ یہ کہنا کہ اس نسخہ کی کوئی سند نہیں۔

تو جواب یہ ہے کہ بیسیوں کتب ایسی ہیں کہ جو طبع شدہ ہیں لیکن ان کے ناسخ کا کوئی تعارف نہیں، نہ اس کی شہرت ہے اور نہ ہی کوئی سند۔ مثلاً حکیم ترمذی کی نوادر الاصول، ابو نعیم کی دلائل النبوۃ اور ابن ملا کی وسیلۃ المعتمرین وغیرہ۔

اور یہ کہنا کہ اس نسخہ پر ہجری تاریخ درج ہے جو کہ سلطنت عثمانیہ کے آخر میں جاری ہوا تھا۔ یہ معترض کی سراسر جہالت اور اس کے دلائل سے تہی دامن ہونے کی دلیل ہے۔ کیونکہ حقیقتِ حال اس کی تکذیب کرتی ہے۔ اس کی کئی مثالیں ہیں۔ جیسا کہ عمری کا قول ہے "سنة سبع و تسعين و ستمائة للهجرة الطاهرة النبوية" چھٹی صدی سے نویں تک یہ انداز رہا ہے۔

❁ یہ اعتراض کہ مصنف عبد الرزاق احکام سے متعلقہ کتاب ہے جس کی ابتداء کتاب الطہارۃ سے ہے۔

جواباً گذارش ہے کہ احکام سے متعلق ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ اس میں مختلف ابواب اور غیر احکام والی احادیث نہیں ہوں گی۔ مصنف ابن ابی شیبہ کو ہی دیکھ لو کہ اس میں صرف احکام پر ہی اقتصار نہیں بلکہ مغازی، سیرت، مناقب، اوائل، زہد،

جنت کا تعارف وغیرہ بھی مذکور ہے۔ صاحبِ کتاب کو اختیار ہے کہ جس باب کو چاہے مقدم کر لے یا مؤخر کر لے۔

❁ باقی صاحبِ کشف الظنون کے قول کو دلیل بنانا درست نہیں۔ کیونکہ ان کا کتب کے تعارف میں یہ کہنا کہ فلاں کتاب ابواب فقہیہ پر مشتمل ہے، اس سے دوسرے مضامین کی نفی نہیں ہوتی۔ یہ بات بھی معلوم ہے کہ صحاح ستہ اور باقی کتبِ سنن فقہی ابواب پر مرتب ہیں۔ باوجود اس کے کوئی کتاب "کتاب الایمان" سے، کوئی "کتاب العلم" سے اور کوئی کسی اور کتاب سے شروع ہوتی ہے۔

❁ پھر ابنِ خیر اشبیلی سے نقل کرنا کہ مصنف کی ابتداء "کتاب الطہارۃ" سے ہوتی ہے، درست نہیں۔ کیونکہ انہوں نے اس کے متعلق کوئی کتاب نہیں لکھی، بلکہ اپنے اساتذہ کا جملہ بولا ہے کہ "منہ الطهارة والصلوٰة والزکوٰة و منه العقيقة والاشربة الخ"۔

"منه" تبعیضیہ ہے، اس سے صرف ان ابواب کی طرف اشارہ ہے۔

(یہ بھی یاد رہے کہ) اصحابِ مصنفات نے کسی معیّن باب یا معیّن حدیث سے شروع کرنے کی شرط نہیں لگائی جیسا کہ امام بخاری نے اپنی کتاب "تاریخ کبیر" کو اسم "محمد" سے شروع کیا، جبکہ حروف معجم والے "الف" سے شروع کرتے ہیں۔ یہ ان کی مخالفت ہوئی، تو کیا انہوں نے غلط کیا؟ نہیں۔ بلکہ صاحبِ کتاب کو اختیار ہوتا ہے۔

❁ یہ کہنا کہ "اس باب کی پہلی حدیث کے الفاظ اور معانی کمزور اور ظاہر البطلان ہیں"۔ اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ ساری کتاب من گھڑت ہے، ورنہ امام طبرانی کے معاجم ثلاثہ، ابونعیم اور دیلمی کی مصنفات جھوٹی قرار پائیں گی۔

نوٹ: واضح رہے کہ ہمارے شائع کردہ نسخہ کی ابتداء میں حدیث مرفوع نہیں بلکہ "اثر" ہے، جس سے اعتراض ختم ہوگیا۔ جبکہ ناقد اس سے جاہل ہے۔

❁ کہا کہ "انورهم لونا" خالصتاً عجمی ہے، جبکہ لسان المیزان جلد 5 صفحہ 242 پر

کلمہ ''انور'' موجود ہے۔ ایسے ہی جلد 4 صفحہ 231 پر ہے اور اس کا یہ کہنا کہ یہ لفظ کتب شمائل میں وارد نہیں ہوا تو جواب یہ ہے کہ وارد نہ ہونا عدمِ وجود کی دلیل نہیں۔

❁ کہا کہ حدیث نمبر 9 میں سالم بن عبداللہ، ام معبد سے روایت کرتے ہیں جبکہ انہوں نے ام معبد کے زمانے کو نہیں پایا۔

حالانکہ کتب حدیث (ایسی) مرسل اور منقطع احادیث سے بھری پڑی ہیں، انہیں کسی نے بھی جھوٹ نہیں کہا۔ (لہٰذا اشکال ختم، ورنہ تمام کتب کا انکار کرو!)

❁ (نجدی) معترض کا امام جزولی اور دیگر صوفیہ پر حملہ کرنا، اور یہ گمان کرنا کہ لفظ ''آل'' اجنبی ہے جو کہ دورِ صحابہ میں (نماز کے) تشہد کے علاوہ نہیں تھا۔

اس کا یہ دعویٰ باطل ہے۔ کیونکہ صحیح بخاری (708/2) میں رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام کو اللّٰھم صلّ علی محمد و آلِ محمد الخ کے الفاظ سے درود سکھایا ہے۔ یہ درود بخاری و مسلم اور دیگر کتب میں مختلف روایات میں موجود ہے۔

خصوصاً ابن بشکوال نے ''القربة الی رب العالمین بالصلاة علی محمد سید المرسلین'' میں آل پر درود کی روایات نقل کی ہیں۔ لہٰذا معترض ابن بشکوال کی کتاب حدیث نمبر 87 کو غور سے دیکھے۔ وہاں یہ الفاظ بھی موجود ہیں:

اللھم داحی المدحوات و باری المسموکات و جبار القلوب علی فطرتھا شقیھا و سعیدھا اجعل شرائف صلواتك و نوامی برکاتك۔ الخ

اسی کی مثل محدث ملا علی قاری نے ''الحزب الاعظم والورد الافخم فی اذکار و دعوات سید الوجود صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ'' میں صحابہ، تابعین وغیرہ سے مرفوع اور موقوف روایات ذکر کی ہیں، اگر معترض اسے دیکھ لیتا تو انہیں بھی صوفیہ کے وظائف و روایات قرار دیتا۔

❁ رہی ''سیادۃ'' کی بات کہ سلف کے ہاں یہ لفظ معروف نہیں تو یہ بھی بہتان محض ہے۔

علامہ سخاوی نے القول البدیع صفحہ 126 پر ''سید المرسلین'' کے الفاظ سے درود نقل کیا ہے۔ محقق نے اس روایت کو حسن کہا۔ اس حدیث کو ابنِ ماجہ صفحہ 65 پر، قاضی اسماعیل نے صفحہ 58 پر، طبرانی نے کبیر جلد 9 صفحہ 115 پر، بیہقی نے الدعوات صفحہ 57 پر، دیلمی نے مسند الفردوس میں اسی طرح نقل کیا۔ تو کیا معترض (نجدی) کے عزائم سے یہ نسخہ باطل ہوسکتا ہے؟ نہیں۔

- معترض نے اپنے گمان میں میری اصلاح کی ہے کہ ''ابن ابی زائدہ'' زکریا ہے جو کہ یحیٰی کا والد ہے کیونکہ وہ معمر کے اساتذہ سے ہے۔

بیشک یحیٰی بن زکریا نے معمر کے زمانے کو پایا ہے۔ کیونکہ معمر 153ھ میں فوت ہوئے اور یحیٰی 121ھ میں پیدا اور 184ھ میں فوت ہوئے۔ پس یہ اکابر کی اصاغر سے روایت ہوگی۔ اگر ''ابن ابی زائدہ'' زکریا کو بھی مان لیا جائے تو بھی کوئی خرابی نہیں۔

- معترض کا گمان ہے کہ معمر نے ابن جریج سے روایت نہیں کی۔

یہ کھلا افتراء اور جہالت ہے کیونکہ امام عبدالرزاق نے اپنی تفسیر جلد 3 صفحہ 13 پر اسی طرح روایت بیان کی: عبدالرزاق قال اخبرنا معمر عن ابن جریج عن ابی ملیکة عن عائشة۔ (الحدیث)

- معترض نے معمر کی روایت سالم سے اور سالم کی حضرت ابو ہریرہ سے، پر بھی اعتراض کیا، جبکہ ابن عبدالبر نے التمہید جلد 11 صفحہ 111 پر اس طرح سند لکھی ہے:

قال حدثنا حلف بن سعید قال حدثنا عبدالله بن محمد ......

عبدالرزاق عن معمر عن سالم عن ابن عمر الخ۔

ابن حزم نے المحلی جلد 8 صفحہ 10 ''کتاب النذور'' میں لکھا:

مع ذالك من طریق عبدالرزاق عن معمر عن سالم بن عبدالله بن عمر الخ۔

رہا سالم کا حضرت ابو ہریرہ سے روایت کرنا تو امام مسلم نے "باب رفع العلم وقبضہ و ظہور الجہل الخ" (جلد 2 صفحہ 340) میں یوں لکھا ہے:

و حدثنا ابن نمیر و ابو کریب و عمرو الناقد قالوا انا اسحاق بن سلیمان عن حنظلۃ عن سالم عن ابی ہریرۃ الخ۔

(تہذیب الکمال جلد 10 صفحہ 145 پر یہ روایت دیکھو لسالم بن عبداللہ عن ابی ہریرۃ)

- معترض نے کہا کہ "اللیث" معمر کے شیوخ میں سے نہیں۔

حالانکہ یہ سراسر دھوکہ اور خیانت ہے۔ معترض نے تحریف سے کام لیا ہے کیونکہ اس نے "لیث" کو اللیث بنا ڈالا۔ جبکہ لیث معمر کے شیخ ہیں۔

(تہذیب الکمال جلد 24 صفحہ 279 تا 288)

- حدیث نمبر 20 کے متعلق کہا کہ حفاظ اس سے ناواقف ہیں، حالانکہ اس کی سند پر کوئی طعن نہیں۔

متاخر حفاظ کا بعض متابعات پر واقف ہونا، جن پر متقدم واقف نہ ہوئے، کوئی طعن نہیں، اس کی کئی مثالیں ہیں۔

- معترض کا یہ دعویٰ کہ اس نسخہ میں کئی احادیث مصنف ابن ابی شیبہ سے نقل کی گئی ہیں۔

تو جواب یہ ہے کہ قسم بخدا! یہ محض لہو ولعب ہے۔

- اس کا یہ دعویٰ کہ اس کتاب میں اسانید مرکبہ ہیں۔

یہ جھوٹ ہے کیونکہ اس نسخہ میں ایسی کوئی چیز نہیں ہے۔

- معترض کا بعض غماری علماء کے حوالے سے حدیث جابر کو موضوع کہنا۔

تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ ان لوگوں کا اپنا معاملہ ہے جبکہ غماری سادات علماء، کتانی علماء اور امت کے جمہور علماء ہمارے نظریہ کی تائید کرتے ہیں۔ مثلاً شیخ اکبر، ابن سبع، ابن جمرہ، زروق، امام قسطلانی، ہیثمی، قصری، عقیلی، مناوی اور قرافی وغیرہ

علاوہ ازیں بہت سے علماء امت۔

۞ معترض کا کہنا کہ حدیث جابر شیخ اکبر کی کتابوں میں دخل اندازی ہے۔

یہ کھلا افتراء ہے، کیونکہ شیخ اکبر کی کتب حدیثِ جابر سے بھری پڑی ہیں۔

۞ معترض نے قسطلانی کی روایت پر یہ کہا کہ وہ قرآن کے مخالف ہے کیونکہ اس سے پتہ چلتا ہے کہ آسمان زمین سے پہلے پیدا کیا گیا۔ اللہ تعالیٰ نے آسمان کو زمین سے پہلے بنایا۔ (ملاحظہ ہو! تفسیر کبیر، روح المعانی جلد 24 صفحہ 108، تفسیر قرطبی صفحہ 255 تا 256)

فائدہ:

(i) علامہ عینی نے عمدۃ القاری جلد 15 صفحہ 109 پہ ذکر کیا کہ جس چیز میں اوّلیت کا لفظ ہو تو وہ مابعد کے اعتبار سے ہوتی ہے۔

(ii) علامہ ملا علی قاری نے المورد الروی صفحہ 44 پر فرمایا۔ اشیاء سے قبل مطلقاً نور محمدی ہے، پھر پانی، پھر عرش، پھر قلم۔ دیگر اشیاء میں اولیت اضافی ہے۔

(iii) فقیہ ابن حجر ہیتمی نے مرقاۃ المفاتیح جلد 1 صفحہ 166 پر ذکر کیا کہ سب سے پہلے وہ نور ہے جس سے رسول اللہ پیدا کیے گئے پھر پانی، پھر عرش۔

(iv) امام قسطلانی نے بھی اسی طرح کہا۔

(v) امام سہل بن عبداللہ الدیلمی نے "عطف الالف المالوف علی اللام المعطوف" میں کہا: حضرت آدم حضور کے نور سے پیدا کیے گئے۔

نوٹ: ہماری کتاب نور البدایات وختم النہایات صفحہ 54 کا مطالعہ کرو۔

(vi) ابن ابی حاتم نے اپنی تفسیر جلد 7 صفحہ 231 پر سند حسن سے روایت نقل کی کہ رسول اللہ ہی اول وآخر ہیں، اور یہی صحیح روایت ہے۔

(vii) روایت مخلص میں بھی اسی طرح ہے، یہ روایت صحیح ہے۔

(viii) بیہقی نے بھی دلائل نبوت میں اسی طرح لکھا۔

کتاب الاوائل لابن ابی حاتم کا (نجدی) محقق کہتا ہے کہ اس سے مراد داؤد علیہ السلام

ہیں۔ وہ مخلص اور بیہقی کی روایت نقل ہی کرتا۔

(نجدیو! بتاؤ!) تمہارے فرقے میں حضور کے بارے اس حد تک کھلی دشمنی کیوں ہے؟

❁ یہ اعتراض کہ حدیث جابر، حدیث عرق الخیل کی طرح ہے۔

اے (نجدی) معترض! خدا سے ڈر اور حدیث جابر کو زندیقوں، خارجیوں اور غالی مجسمہ لوگوں کی حدیثوں سے نہ ملا۔

❁ معترض نے میری تخریجات پر طعن کرتے ہوئے "مصنف" کی اشاعت کو ڈنمارک کے گستاخوں سے ملا دیا ہے جو کہ شانِ رسالت میں گستاخی کے مرتکب ہوئے ہیں۔

معترض سے پوچھیے! کہ جزء مفقود اور گستاخوں کے درمیان کون سی نسبت ہے؟ کیا حضور ﷺ کی تعظیم و توقیر کرنے والا جو شانِ رسالت پر لکھی گئی کتب کو تلاش کر کے محض اسی مقصد کے تحت نشر کرتا ہو کہ آپ ﷺ کا مرتبہ ہمارے ہاں (مزید) ظاہر ہو اور لوگ آپ سے مزید محبت و تعظیم کریں اور وہ شخص جو مذاق اڑاتا ہو اور انسانیت بلکہ دین کا دشمن ہو، برابر ہو سکتے ہیں؟

میری تخریج پر اعتراض سوائے جاہل اور احمق کے کوئی نہیں کر سکتا۔ کیونکہ میں نے اس فن کے مشہور قوانین کو اپنایا ہے۔

معترض اور اس کے حواری (نجدی لوگ) حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے محبت کرنے والوں کو یہود و نصاریٰ سے بھی بڑے کافر جانتے ہیں۔ جیسا کہ شیخ عبداللہ عبداللطیف آل الشیخ اور شیخ ابراہیم عبداللطیف آل الشیخ نے "اجماع اهل السنة النبوية بتكفير المعطلة والجهمية" میں کہا کہ ان کفار سے مراد دبئی، ابوظہبی، ساحل، عمان وغیرہ کے لوگ مراد ہیں۔

❁ ادیب کمدانی کی گواہی میرے خلاف پیش کی ہے۔

جبکہ انہوں نے تو معترضین کا رد کیا ہے اور ہم پر لگائی گئی جھوٹی تہمتوں کا جواب اپنے "رسالہ برأۃ الشیعۃ عیسیٰ بن مانع و محمود سعید ممدوح ممانسب الیھما" میں دیا ہے۔

❁ معترض کا سادات غماریہ کی حضرت ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کی توثیق پر طعن کرنا بھی درست نہیں۔ کیونکہ شیخ اکبر کی توثیق وتعریف کرنے والوں میں کثیر حفاظ حدیث شامل ہیں۔

یہ اہم نکات ہیں جنہیں مخالفین (نجدیوں) نے ذکر کیا اور میں نے بغیر تکلف کے ان کا جواب دیا۔ اعتراض کرنے والوں نے اسے من گھڑت کہنے میں جو جلد بازی سے کام لیا ہے وہ ابھی تک ثابت نہیں ہوسکا۔ انہوں نے مسلمانوں کو کافر قرار دے کر گمراہ، بدعتی اور جھوٹا کہنے میں ظنی قیاسات کے تحت ظلمِ عظیم کا ارتکاب کیا ہے۔ معترض نے جتنے اعتراض کیے وہ سب محل نظر ومحل تاویل ہیں۔ کوئی بھی پختہ اعتراض نہیں۔ معترض جہالت دکھاتے ہوئے جرح کے اصول کی پابندی نہ کر کے اس مسئلہ کو پراگندہ کررہا ہے جو کہ ایک رسوا کن معاملہ ہے۔ واللہ الھادی۔

☆☆☆☆☆
☆☆☆☆
☆☆☆

الإغـــــلاق

على المعترضـين على الجزء المفقود من مصـــــنف عبد الرزاق

خادم العلم الشريف

د/ عيسى بن عبد الله بن محمد بن مانع الحميري

الحمد لله يعز من يشاء ويذل من يشاء بيده الخير وهو على كل شيء قدير، والصلاة والسلام على سيد ولد عدنان من بعثه الله بشيرًا ذيرًا وداعيًا إلى الله بإذنه وسراجًا منيرًا وعلى آله الغر الميامين، وأصحابه، والتابعين رضي الله عنهم أجمعين. أما بعد،،

فقد سبق لي منذ قرابة عام تحقيق وطبع القطعة المفقودة من مصنف الإمام عبدالرزاق الصنعاني، وقد قمت بالعناية بهذه القطعة حسب أصول التحقيق العلمي التي تعلمتها إبان دراساتي العليا بقسم الحديث بجامعة أم القرى وغيرها، ثم دفعت بها بعد ذلك للطباعة راجيًا من الإخوة الباحثين إبداء النظر في العمل فإن العلم رحم بين أهله، وقد قال تعالى: {وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوَى ....**الآية** }، وقال صلى الله عليه وسلم: ((الدين النصيحة)).

ولذا كان عندي أمل - **ولا زال** - في التعاون على البر والتقوى وإبداء النصح في نطاق سماحة الأخلاق الإسلامية، مع كل طالب علم، إن شاء الله تعالى.

بيد أن جماعة من المتطرفين وهم في نظرنا على قسمين: متطرفون رغبة في الارتزاق وبسبب العمل والمجاورة، ومتطرفون

أصليون، وكلا القسمين ركب مركبًا بعيدًا عن النقد العلمي الصحيح، البعيد عن يسر وسماحة الإسلام، وتحسين الظن بالمسلمين، فأخذوا يكيلون الذم لنا ولأصحابنا بشتى الطرق حتى اتهمونا بالعظائم والشنائع انتصارًا لأهوائهم ولحاجة في أنفسهم نسأل الله لنا ولهم العافية والسداد.

وكان مركبهم يجدف بمجدافي الغل والحقد من ناحية، والخيانة والبهتان من ناحية أخرى، ونحن لا يخيفنا هذا ولا ذاك، وإنما نسعى في طريقنا الذي نعتقده صوابا، رضي من رضي وسخط من سخط، والقافلة سائرة بإذن الله تعالى، والعاقبة للمتقين.

وقد حبَّرت هذه الكلمات لكشف الحقائق ليعرف الصادق من الكاذب وينجلي للقارئ الكريم الواثق من المارق، كما أني لم أرد بهذا الرد مسايرة المتطرف الحاسد أو الخائن الكاسد ولكن أردت بها تثبيت قلوب المحبين الصادقين حتى لا تنطلي عليهم مثلُ تلك الترهات ولا يُلبس عليهم بزيف العبارات فإنني خبرت المخالف لا يقنع، وعن غيه لا يردع، وبغير هواه لا يقنع، ولا لنداء غيره يسمع، ولو كان حقا من النهار أسطع، إلا ما رحم الله فإنه على الخير يجمع.

وها أنا - **بفضل الله تعالى**- أتقدم لإخواني المحبين، وأعتذر عن التأخير بسبب مشاغلي الكثيرة، وأقول وبالله التوفيق:

لا شك أن من المعروف عند المشتغلين بالحديث الشريف أن مصنف عبد الرزاق الصنعاني، قد طبع ناقصًا قطعة من أوله وأخرى

من وسطه، وذكر هذا محققه الأول الشيخ حبيب الرحمن الأعظمي رحمه الله تعالى، وقد بينته في التحقيق، وقد بحثت عن هذه القطعة في مظان وجودها بدور الكتب بمصر والمغرب واليمن وتركيا، ومصورات دور البحوث العلمية، وبعد جهد وعناء حصلت على مجلدين من مصنف عبد الرزاق، وفي المجلد الأول عثرت على القطعة المفقودة من المصنف وبينت في التحقيق أنها وردت إلي من بلاد ما وراء النهر، ولقد بقيت النسخة عندي عاما كاملا عرضتها على الكثير من أهل الاختصاص، فأبدوا رأيهم بثبوتها وأنها جديرة بالتحقيق وأبديت رأيي المذكور في مقدمتي للجزء المحقق من المصنف.

وتبعًا لذلك توجهت إلى المدينة المنورة والتقيت ببعض خبراء المخطوطات الذين كانوا يعملون بمكتبة عارف حكمت الحسيني فأخبروني بوجود خطوط مشابهة لخط المخطوط الذي بين يدي كتبت في القرن العاشر الهجري، وأوقفوني على عدد من تلك المخطوطات فاستبشرت خيرًا.

ثم سألت الثقات من أهل العلم والفضل والخبرة من البلاد التي وردتنا منها المخطوطة عن نوعية ورق المخطوط فأخبروني بأن هذا الورق قد فقد منذ حوالي ثلاثمائة سنة على الأقل، وأخبروني بأن المخطوط الذي بين يدي منقول عن أصل قديم فطلبت الوصول إلى الأصل والحصول عليه أو على صورة منه، فعلمت أن الأصل فقد في

الحروب التي وقعت ببلاد الأفغان أخيرًا، عند ذلك عاودت سؤال أهل الاختصاص فأجمعوا على أن المخطوط درة يتيمة في بابها، ومن الأمانة إخراجها.

- وبناء على المعطيات السابقة والاستخارة والاستشارة عزمت على تحقيق المخطوط ملاحظا الأصول العلمية الآتية:

أ- جمع النسخ والمفاضلة بينها مع اعتبار المتقدمة تاريخيًا من المؤلف والاعتماد على النسخة الأم والرمز لها والمقابلة مع بقية المخطوطات استدراكًا لما قد يقع في النسخة المعتمدة من نقص.

ب- البحث عن خط المؤلف.

ج- البحث عن مخطوطة كتبت في عصره وقرئت عليه.

د- أن تكون على النسخة سماعات.

ه- أن تكون المخطوطة كتبت قريبًا من عصر المؤلف.

و- وأن يرى في المخطوط آثار المقابلة كـ ◌ دائرة وبها نقطة

لكن وجود هذه الشروط ليس مطردًا ولا لازمًا، وإذا لم توجد تلك الشروط والحاجة ماسة إلى تلك المخطوطة اكتفي بالموجود، فإن ما لا يدرك كله لا يترك جله، تنزلا لإظهار ما كان الباب محتاجًا إليه كما هو الحال في الحديث الضعيف إذا لم يوجد في الباب غيره وجرى العمل به دون إلزام الآخر به مع التحري المستمر لعدم مخالفة مقاصد الشريعة الغراء.

وكم من كتاب طبع على أصل واحد فقط بل وليس عليه سماعات، بل إنني لم أبتعد عن الحقيقة إذا قلت إن كثيرًا من كتب السنة المشرفة وغيرها والتي طبعت في أوائل وأواسط القرن الرابع عشر بالمطبعة الأميرية بمصر لم تعرف أصولها.

وقد اتبعت الأصول العلمية في التحقيق ولست غرًا في هذا الشأن، بل إن لي فيه صولات وجولات، واشتغلت به زمنا وتجلى ذلك واضحًا في أعمالي العلمية فقد كانت رسالتي للماجستير تحقيق الجزء الخاص بسيدنا أبي بكر الصديق رضي الله عنه من كتاب الرياض النضرة في مناقب العشرة للمحب الطبري، ورسالتي للدكتوراه كانت في تحقيق كتاب ((**استجلاب ارتقاء الغرف بحب أقرباء الرسول صلى الله عليه وآله وسلم ذوي الشرف**)) للحافظ السخاوي، إضافة إلى الكتب والبحوث العلمية المحكمة والمقدم لها من كبار أهل العلم ككتاب لباب النقول في طهارة العطور الممزوجة بالكحول والذي اعتمد من قبل مجمع الفقه الإسلامي، وكتاب التأمل في حقيقة التوسل، وكتاب العقيدة والعديد من البحوث والمؤلفات.

وقدّم للعمل المذكور أخي الدكتور محمود سعيد ممدوح، وتقديمه كان للعمل فقط، وليس لمفرداته ولكل رأيه ونظره.

وبعد إخراج هذا العمل بقرابة شهرين فوجئت بضجة من المخالفين امتلأت بها مواقع (الانترنت) حول الكتاب، باعتراض ونقد

مقرونين بقاموس من الشتائم والسباب والدعاوى الباطلة علي وعلى المقدم للعمل، وقد تجاوزت كل ذلك وفوضته إلى الله تعالى وخرجت من كلام المعترض بأمرين اثنين لهما تعلق بالعلم أجيبه عليهما بإذن الله:

الأمر الأول: زعمه أن النسخة مزورة.

الأمر الثاني: ادعاؤه أن أسانيد القطعة مركبة.

أما الأمر الأول: زعمه أن أسانيد النسخة مزورة .

فجوابه أخي القارئ: إن المعترض قد بلغ غاية قصوى من البعد والشطط فادعى علي وعلى المحدث محمود سعيد ممدوح كذبًا وزورًا، تزويرنا للقطعة المعنية من مصنف عبد الرزاق، ثم لما تبين له خطؤه البين وتسرعه الفادح تراجع عن هذه الدعوى وتناقض مع نفسه، فأبطل قوله بنفسه، لأن هذا القول ظاهر البطلان حتى على الحدثان من الناس لعدة أمور:

أ- إن المخطوط جاءنا من بلاد ما وراء النهر فلا مدخل لنا فيه البتة، ومثله كمثل أي مخطوط يحصل عليه المحقق ثم يدفعه للطباعة بعد العناية به، والمخطوط بين يدي، وقد كتب قبل أن أولد قطعًا.

ب - هب أن القطعة المذكورة موضوعة، فراوي الموضوعات ليس بوضاع، وما زال الأئمة الحفاظ يروون الأحاديث المسندة بل والمعلقة الموضوعة بدون تنبيه عليها، ويكتفون بإبراز الإسناد أو تعليقه

فقط، وقد حوت كتب الحفاظ المتأخرين كأبي نعيم الأصبهاني، وأبي بكر الخطيب البغدادي بل من قبلهم كابن عدي والعقيلي والسهمي وغيرهم الكثير من المنكرات والواهيات والموضوعات، كما أن هناك رسائل كثيرة قد حققت في المحافل العلمية ثم تبين بعد ذلك عدم صحة نسبتها إلى مؤلفيها، هل سمعنا يومًا أن سحبت الرسالة عن المحقق واتهم بالكذب والتزوير هو ومشرفه وجامعته؟! يا له من عجب، يتلوه عجب.

فكتاب السنة المنسوب لعبد الله بن الإمام أحمد قد أخذت عليه الدكتوراه من جامعة أم القرى ولم تصح نسبته إلى الإمام عبد الله، وكذلك كتاب الحيدة المنسوب لعبد العزيز الكناني المحقق في الجامعة الإسلامية، وكتاب الرؤية للدارقطني، وكتاب الرد على الجهمية للإمام أحمد بن حنبل, وكتاب إثبات الحرف والصوت للسجزي المحقق في الجامعة الإسلامية، ومن هذا الباب كتب ورسائل وروايات نسبت لأحمد بن حنبل وغيره.

ج ـ هناك فرق بين طبع ونشر الكتاب وبين روايته، فإن رواية الحافظ الثقة للموضوعات والواهيات والمنكرات مع الاكتفاء بسياق الإسناد طريقة معهودة في إثبات البراءة لكن الأولى والأحسن للعارف الكشف والبيان.

أما تحقيق الكتب فليس هو من الرواية في شيء، ولا هو إذن في الرواية، ثم إن غالب الناشرين والمحققين إن لم يكن كلهم لا يملكون أهلية النظر والحكم الصحيح على المتون من خلال الأسانيد.

وقد رأيت بعض المعترضين سارعوا بالطعن فيَّ، وفي عملي وبعون الله ومشيئته سأحيط بهم إحاطة السوار بالمعصم في إحباط مطاعنهم.

الأمر الثاني: ادعى المعترض أن أسانيد النسخة مركبة واستدل على دعواه بخمسة عشر دليلا ملخصها على النحو التالي:

1- زعمه بأن المخطوط مزور من حيث خطه فخطه ليس من كتابات القرن العاشر بل خطه من جنس خطوط الطبعات الحجرية في القرن الماضي في الهند.

2- زعمه بأن كلمة (الطاوُس)، وكلمة (الملئكة) ليستا من خط القرن العاشر.

3- زعمه بأن النسخة لا سند لها ولا سماعات عليها، وأنه لم تجر العادة بالنص على التأريخ الهجري ـ كما في المخطوط ـ إلا في آخر أيام الخلافة العثمانية.

4- اعتراضه على بدء الكتاب في هذه النسخة بباب في تخليق نور محمد صلى الله عليه وآله وسلم، وكتاب مصنف عبد الرزاق كتاب أحكام يبدأ بكتاب الطهارة.

5- اعتراضه علي أنني ذكرت إسنادي لمصنف عبد الرزاق في أول التحقيق لأوهم القراء بأن الكتاب الذي بين أيدينا متصل الإسناد.

6- اعتراضه أن أول حديث أورده عبد الرزاق في الباب حديث ركيك الألفاظ والمعاني ظاهر البطلان.

7- زعمه بأن أحاديث هذه النسخة من التراكيب الأعجمية والمتأخرة وهي داخلة في اختلاق المتون مستشهدًا على دعواه بتسع نقاط:

النقطة الأولى: حديث رقم (7) الذي جاء فيه: (وأنورهم لونًا)، حديث رقم (9) وفيه: (كان أحلى الناس وأجملهم من بعيد).

النقطة الثانية: حديث رقم (10) وفيه: (كان البراء يكثر من قول اللهم صل على محمد وعلى آله بحر أنوارك ومعدن أسرارك)، وزعم أنها صوفية بحتة ومنتزعة من دلائل الخيرات.

النقطة الثالثة: حديث رقم (11) حديث رقم (12) عند قوله (اللهم صل على سيدنا محمد السابق للخلق نورًا) وزعمه أن لفظ السيادة غير وارد في الصدر الأول.

النقطة الرابعة: حديث رقم (13) وأنه تركيبة صوفية منتزعة من دلائل الخيرات.

النقطة الخامسة: حديث (14) وحديث (15) زعم علي في تعليقي أن ابن أبي زائدة هو يحيى بن زكريا وأنه خبط عشواء بينما الذي يروي عنه معمر هو زكريا والد يحيي ثم عرج علي بانتقاد حديث رقم (16) بسيئ من القول أعرضت عنه جانبًا.

النقطة السادسة: زعم المعترض أن معمرًا لم يرو عن ابن جريج كما في حديث رقم (10).

النقطة السابعة: زعم المعترض أن رواية معمر عن سالم عن أبي هريرة تركيبتان مختلفتان.

النقطة الثامنة: زعم المعترض على حديث رقم (36) أن (ليث) ليس من شيوخ معمر.

النقطة التاسعة: زعم المعترض في حديث رقم (20) بأن الزهري لم يدرك (ربيح)، وأن المتابعة فاتت على الحفاظ حتى أدركها المحقق ومحمود سعيد ممدوح.

8- ادعاؤه أن في الكتاب أحاديث نقلت من مصنف ابن أبي شيبة.

9- ادعاؤه أن في الكتاب أسانيد مركبة تدل على بعد المزور عن المعرفة الحديثية.

10- قوله في شأن حديث جابر رضي الله عنه وزعمه بأنه موضوع.

11- ادعاء المعترض بأن حديث جابر يتعارض مع القرآن.

12- استشهاده بحديث عرق الخيل على أني أروي المنكرات.

13- طعنه في تخريجاتي الحديثية وربط خروج الجزء المحقق من المصنف بأحداث الدنمارك.

14- استشهاده بشهادة أديب الكمداني وجعلها دليلا على تزوير المخطوطة.

15- ادعاؤه على بأن دعواي في إتقان الناسخ زعم غير صحيح.

16- طعنه في توثيق السادة الغمارية للعارف بالله المجدد سيدي محي الدين بن عربي الحاتمي قدس سره.

هذه ستة عشر مطعنًا في النسخة المذكورة أوردها المعارضون وسأرد عليهم بعون الله تعالى وأترك السب والشتم والتجريح جانبًا، لأنه ليس من سمات المسلم عوضا عن أهل العلم.

الجواب على النقاط المتقدمة على النحو الآتي:

أولاً: زعمه أن المخطوط مزور من حيث خطه، فخطه ليس من كتابات القرن العاشر بل خطه من جنس خطوط الطبعات الحجرية في القرن الماضي في الهند.

جوابه أخي القارئ: ما صرحنا به في المقدمة من ترجيحنا لكون المخطوط منقولا عن الأصل الذي كتب في القرن العاشر.

ومع ذلك فإن خطه يشبه بعض خطوط القرن العاشر، وهذا ما رأيناه في مخطوطات مشابهة، وأتينا بصور لها بعد أن أثبتناها في مقدمة التحقيق.

وهذا المعترض قد هدم ما أتى به علينا فقال ما نصه: (وعليه فإن خطوط القرن العاشر في النسخ والثلث لا تختلف عن خطوطنا نحن

اليوم، فلماذا يتحكم الحميري في أن خط المخطوط هو خط القرن العاشر فقط؟) فقوله (لا تختلف عن خطوطنا نحن اليوم) تصريح منه باحتمال كون المخطوط من كتابات القرن العاشر، وهذا متوقع ومحتمل.

ثم إنه ليس من علامات الوضع أن تأتي النسخة من عند القادرية أو النقشبندية أو غيرهم، وكم من مخطوطات جاءتنا من أوروبا وروسيا وأمريكا واعتمدناها، فهل نقول بوضعها، بمجرد الحدس والتخمين الذي يوقعنا في هتك حرمة المسلم.

فلو أراد قادرية الهند أو غيرهم التزوير لأتوا بورق قديم من كتاب قديم ولغسلوه وكتبوا عليه، وقلدوا خطه القديم وطرزوه بسماعات تجعل من الصعب جدا اكتشاف عملهم، ولكنهم قوم محبون صالحون، إلا أن الحانقين يسارعون بإيهام أنفسهم وإيهام القارئ بأنهم على حق، ثم إن قضية حديث جابر ليست قضية بلاد ما وراء النهر التي وردت منها النسخة المعنية، حتى يعرضوا أنفسهم للوضع والتزوير، فأمرهم معلوم طيلة الحقبة التاريخية.

ثم إن ما تطرق إليه الاحتمال سقط به الاستدلال، فحجته مردودة عليه، وقد رجع الأمر عليه، ثم تراجعه عما أورده عن أديب الكمداني لا يفيد في المسألة شيئا لأننا لسنا في نقل أحاجي تعتمد على الأقاويل دون البراهين والحجج، فاختر لنفسك سبيلا فالأمر جدّ خطير.

ثانيًا: أما عن تعلقه بكلمتي (الطاوُس) (والملائكة).

فجوابه أخي القارئ: أن كلمة الطاوُس حرفها المعترض فقرأها بالهمزة على الواو بدلاً من أن يقرأها بالضمة على الواو، وهذا إن دل على شيء فإنما يدل على عدم معرفته حتى في قراءة المخطوط، لأن الحقد أعماه والجهل أطغاه، ثم إنه قد جرت العادة في الخط في كلمة {داود} أنها تلفظ واوين وترسم في الخط واوًا واحدةً عليها ضمة، وكذلك القياس في كلمة طاوُس.

أما إضافة واو ثانية في طاووس فقد جاء به العمل في كتب معروفة منها كتاب مسالك الأبصار وهو الحال في {شوون} فالبعض يكتبها واوين بهمزة على الأولى، وفي القاعدة المصرية تكتب واوًا عليها همزة والأمر فيه سعة. **انظر نموذج رقم (1).**

أضف إلى ذلك أن كلمة طاؤس بهمزة على الواو قد وردت في كتاب معرفة علوم الحديث للإمام الحاكم النيسابوري رحمه الله ص (104) وكذلك وردت في كتاب فتح المغيث للإمام السخاوي (1 / 212) فهل الإمام الحاكم يعترض عليه بمثل ذلك الاعتراض؟ وهل الإمام السخاوي أعجمي كذلك؟ أم أن الذين حققوا الكتابين أعاجم؟، هذا بهتان عظيم.

أما الملائكة فقد نقلها المعترض محرفة أيضا وهي في المصنف برسم المصحف بإثبات همزة الوصل وحذف الألف بعد اللام الثانية

ورسم الهمزة المكسورة بعدها ياء ووضع مجعودةٍ عليها وبرسم التاء في الآخر تاء مربوطة (مكانك تحمدي أو تستريحي).

ثالثا: وفيه أمران:

أـ قوله إن النسخة لا سند لها ولا سماعات: فمن المعلوم بأن عشرات الأجزاء والكتب الحديثية طبعت على أصول لا تحوي سماعات ولم تعرف لكاتبها ترجمة ولم يكتب عليها إسناد، بل طبعت على أصل واحد فقط، مثل نوادر الأصول للحكيم الترمذي ودلائل النبوة لأبي نعيم ووسيلة المتعبدين لابن الملا وغيرها. **انظر نموذج (2)**

ب ـ قوله إن النسخة أرخت بالتاريخ الهجري، ولم تجر العادة للتاريخ الهجري بالنص على إضافته للهجرة النبوية إلا في آخر الدولة العثمانية، أقول: هذا جهل وسقوط للحجج من يد المعترض، والواقع يكذبه فدونك نماذج من مخطوطات أرخ لها بالتاريخ الهجري، كقول العمري: (سنة سبع وتسعين وستمائة للهجرة الطاهرة النبوية) وغير ذلك، وهي قديمة كتبت في القرون السادس والثامن والتاسع. **انظر نموذج (3).**

رابعًا: زعم المعترض أن مصنف عبد الرزاق كتاب أحكام يبدأ بكتاب الطهارة، بينما النسخة التي طبعناها بدأت بباب في تخليق نور محمد صلى الله عليه وآله وسلم.

فجوابه من وجوه:

الأول: أن هذا قائم وواقع، ولا يلزم من اقتصار الكتاب على أحاديث الأحكام ألا تكون فيه أبواب وأحاديث في غير الأحكام فهذا شرط يحتاج منك إلى دليل، فليس من شروط المصنفات ما ذكرت.

وانظر مصنف ابن أبي شيبة مثلا تجده لم يقتصر على الأحكام فقط بل ذكر فيه المغازي، والسير، والمناقب، والأوائل، والزهد، وصفة الجنة، وغير ذلك، ولصاحب الكتاب أن يبدأ بما شاء وأن يقدم ويؤخر ما شاء.

الثاني: أما احتجاجه بما نقله عن كشف الظنون: فمن المعلوم أن مصنف هذا الكتاب يذكر أسماء الكتب ومؤلفيها دون تفصيل القول في محتويات تلك الكتب، فكونه ذكر أن هذا المصنف مبوب على كتب الفقه لا ينفي وجود أبواب أخرى فيه كما أسلفنا، ومن المعلوم أيضًا أن الصحاح والسنن مرتبة على أبواب الفقه ومع ذلك منها ما يبدأ بكتاب الإيمان وأخرى بكتاب العلم وغير ذلك مما لا يحتاج إلى بيان.

وأما نقله عن ابن خير الإشبيلي في فهرسته ص129 عن الحافظ أبي علي الغساني تسمية أبواب المصنف في رواية ابن الأعرابي عن

الدبري للكتاب وأنه بدأ بكتاب الطهارة، فاعلم أن ابن خير الإشبيلي لم يؤلف كتابه هذا في وصف الكتب فضلا عن وصف أبوابها وما تبدأ به، إنما وضعه فيما قرأه على أشياخه، ولما ذكر رواية ابن الأعرابي التي ذكرها المعترض قال: (منه الطهارة والصلاة، والزكاة، ومنه العقيقة، والأشربة.... الخ)، فقوله: (منه) إشارة منه إلىٰ الأبواب التي أخذها عن شيخه ولم يقل بدأ المصنف بكتاب الطهارة، وليس في عبارته ما يشير إلى الجزم بما زعمت، لأن كلمة **(منه)** تفيد التبعيض ليس إلا.

الثالث: أن أصحاب المصنفات لم يشترطوا البدء بباب معين أو حديث معين كما لم يشترطوا عدم إيرادهم أحاديث بعينها أو أبواب بخصوصها، وقد ذكر السيد المحدث محمد بن جعفر الكتاني في الرسالة المستطرفة من ص 39 إلى 41 ما نصه: (ومنها كتب مرتبة على الأبواب الفقهية مشتملة على السنن وما هو في حيزها أو له تعلق بها بعضها يسمى مصنفًا وبعضها جامعًا وغير ذلك) ا.هـ. **فانظر أخي القارئ الكريم** في التعريف المتقدم في قول الشيخ الكتاني: (وما هو في حيزها أو له تعلق بها) هل استثنى الشمائل النبوية؟ أو اشترط البدء بأبواب محددة أو غير ذلك ؟ لا، بل ترك الأمر بحسب الاختيار ورغبة كل مصنف.

فهذا مصنف بقي بن مخلد قد أكثر فيه من فتاوى الصحابة والتابعين فهل خالف أصول المصنفات !! وهذا البخاري قد ابتدأ كتابه

التاريخ الكبير باسم محمد وقد خالف طريقة العلماء في البدء بحروف المعجم وأولها الألف، فهل البخاري أخطأ؟ لا، ولكن ذلك اختياره وهو صاحب الكتاب، وكذلك سنن ابن ماجه قد بدأ بتعظيم سنة الرسول، وفضائل أصحاب الرسول، وعبد الرزاق رحمه الله كذلك كان هذا اختياره فلا مشاحة في الاختيار.

الرابع: الحكم على الشيء فرع عن تصوره، والقطعة المفقودة من المصنف في حكم العدم بالنسبة للمعترض، فكيف يستدل المعترض إن كان عاقلاً بالعدم.

خامسًا: وأما زعم المعترض أنني ذكرت إسنادي لمصنف عبد الرزاق في أول التحقيق لأوهم القراء بأن الكتاب الذي بين أيدينا متصل الإسناد.

فجوابه أخي القارئ: أن هذا الاعتراض ضرب من التخريف، فنحن ذكرنا إسنادنا لمصنف عبد الرزاق كله، وليس لهذه القطعة فقط، ثم إن ذكر الإسناد لأي كتاب لا يعني صحته أو ضعفه أو وضعه، ومثل هذا الاعتراض محله كتب أخبار الحمقى والمغفلين.

سادسًا: زعم المعترض أن أول حديث ورد في الباب حديث ركيك الألفاظ والمعاني ظاهر البطلان وفيه كلمتان:

الأولى: أن وجود الحديث أو الأثر الباطل أو الموضوع لا يعني أن الكتاب مُختلق مزور وإلا كانت معاجم الطبراني ومصنفات أبي

نعيم، والديلمي مزورة مختلقة، والأمر ظاهر لكل ذي عينين، وزعم المعترض عدم حكمي على الحديث دليل على جهله بطرق الاعتراض لأني توقفت عن الكلام على صحة السند أما المتن فلم أتعرض له، وهذا أسلوب كثير من الأئمة كالإمام الهيثمي في كتاب مجمع الزوائد وغيره من أهل العلم.

الثانية: أن أول ما جاء في القطعة التي طبعناها هو أثر وليس حديثًا مرفوعًا، كما ادعى المعترض الذي أراه يهوي مع اعتراضاته المتتابعة، فهذه مسألة يعرفها المبتدئ عوضًا عن الناقد.

سابعًا: زعمه بأن أحاديث هذه النسخة من التراكيب الأعجمية والمتأخرة وهي داخلة في اختلاق المتون مستشهدًا على دعواه بتسع نقاط، **فجوابه أخي القارئ:** على النحو الآتي:-

النقطة الأولى : زعم المعترض بأنه لم يرد في لغة العرب أنورهم لونا وأنها أعجمية بحتة, وأرجو من القارئ الكريم أن يفتح كتاب لسان العرب ليرى كلمة أنور، فقد نقل صاحب لسان العرب 5/ 242 عن هذه الكلمة ما نصه : (وفي صفة النبي صلى الله عليه وسلم: أنور المتجرد أي نير الجسم. يقال للحسن المشرق اللون: أنور، وهو أفعل من النور) اهـ

وجاء في اللسان 4 / 231 عند كلمة زهر: (الأزهر من الرجال: الأبيض العتيق البياض النير الحسن وهو أحسن البياض كأن له بريقا

ونوراً يزهر كما يزهر النجم والسراج. قال ابن الأعرابي: النور الأبيض، وورد عن علي كرم الله وجهه كان أزهر اللون ليس بالأبيض الأمهق) وقد أخرج البخاري في صحيحه من حديث أنس بن مالك رضي الله عنه: (كان رسول الله صلى الله عليه وسلم ربعة من القوم ليس بالطويل ولا بالقصير أزهر اللون) انظر البخاري 138/2 وسيرة ابن كثير ص19، ا.هـ .

أما عن زعم المعترض بأنها لم ترد في كتب الشمائل فكونها لم ترد ليس دليلاً على عدم وجودها وإلا لما وجدت زيادات الثقات ولما وجدت كتب الغرائب والفرائد في هذا الفن

النقطة الثانية : أما في ادعاء المعترض بأن أسانيد هذه النسخة مركبة واستشهد بحديث رقم(28) قال عبدالرزاق: أخبرني الزهري...

وقال: هذا كذب فعبدالرزاق لم يدرك الزهري أصلاً وأن حديث رقم (2) من قول ابن جريج أخبرني البراء الصحابي وهذا كذب، فابن جريج من أتباع التابعين..!

فجواب الإشكالين أخي القارئ على النحو التالي:

الإشكال الأول: قول المعترض أخبرني الزهري كذب **أقول وبالله التوفيق:** إن ذلك السقط متوقع إذا كانت النسخة فريدة، فعبد الرزاق يروي بواسطة عن الزهري كما هو معلوم، فيحتمل بلا شك وقوع سقط من الناسخ، والقائل ((**أخبرني**)) هو شيخ عبد الرزاق الذي سقط من

الإسناد وذلك محتمل، ثم إن هذا الحديث يقع تحت شرط الخطة التي أوردتها في المقدمة حيث قلت : (إذا لم أجدِ الحديث مخرجا قمت بدراسة السند والحكم عليه)ا.هـ، وهذا الحديث قد أخرجه العلماء في كتبهم فلم أدرس سنده دراسة تامة بل اكتفيت بالترجمة المبدئية للإعلام فقط لا دراسة الإسناد وتحقيقه.

الإشكال الثاني: قول المعترض أخبرني البراء كذب أقول وبالله التوفيق عطف على بدء في حل الإشكال الأول بأن يقال هنا ما قيل في الإشكال الأول أن النسخة نادرة فلا شك أن السقط حصل من الكاتب في الواسطة بين ابن جريج والبراء لا محالة، ثم إن هذا الحديث يقع تحت شرط الخطة التي أوردتها في المقدمة **ما نصه:** (إذا لم أجد الحديث مخرجا قمت بدراسة السند والحكم عليه وهذا الحديث قد أخرجه العلماء في كتبهم فلم أدرس سنده دراسة تامة بل اكتفيت بالترجمة المبدئية للإعلام فقط لا دراسة الإسناد وتحقيقه)، وبعد الدراسة يحتمل احتمالا كبيرًا أن الساقط من الإسناد هو الزهري وأن هذه الرواية من إجازة الزهري لابن جريج قراءة بما تحصل لدي من نصوص مؤكدة على ذلك فقد نص الحافظ الخطيب في كفايته (ص434) على ذلك بسنده قال: (يحيي بن سعيد القطان: كان ابن جريج صدوقا إذا قال حدثني فهو سماع، وإذا قال أخبرنا أو أخبرني فهو قراءة، وإذا قال: قال، فهو شبه الريح .) ا.هـ، وأورد صاحب الجرح والتعديل 5/ترجمة

1687 قال أبي زرعة أخبرني بعض أصحابنا عن قريش بن أنس عن ابن جريج قال: ما سمعت من الزهري شيئا، إنما أعطاني الزهري جزءًا فكتبته وأجازه..)، ا.هـ.

وقد أورد صاحب المسند المستخرج على مسلم (440/2): (بما أخرجه من طريق عبد الله بن محمد ومحمد بن إبراهيم جاء فيه ثنا سعيد بن يحيى الأموي ثنا أبي قال ابن جريج أخبرني الزهري عن عمر بن عبد العزيز..)، فقد ورد في تلك الرواية أخبرني والله أعلم، علمًا بأن الزهري قد ولد في سنة (51هـ) وتوفي البراء في سنة (72هـ).

وما أوردت لك ذلك أيها القارئ الكريم إلا ليتضح لديك أن المعترض ليس له مستمسك جلي يعول عليه في سقوط النسخة المعنية حتى يحكم بوضعها، لأن الاحتمال قائم كما بيناه والوضع يحتاج إلى جزم لا شك فيه، والأمر إذا تطرق إليه الاحتمال سقط به الاستدلال.

النقطة الثالثة: زعم المعترض بأن الحديث رقم (9) فيه عن سالم بن عبد الله عن أم معبد فسنده مركب حيث إن سالمًا لم يدرك أم معبد أصلا.

فجوابه أخي القارئ: أن ذلك حاصل وقد طفحت كتب الرواية بالأحاديث المرسلة والمنقطعة، فلم يحجم عن روايتها، ولم يتهم أربابها بالتزوير، بل أخذ بالمرسل والمنقطع، فليس ثمة إشكال إذًا إذ لم يصرح

سالم بن عبد الله بالسماع، فالإسناد فيه انقطاع، فيسقط تعويل المعترض بإسقاط النسخة بهذه الشبهة إذ بها تسقط معظم كتب السنة فليتق الله قائله.

النقطة الرابعة : أما تهجم المعترض على الصوفية الأبرار أمثال الإمام الجزولي واتهام كاتب الجزء المفقود من مصنف عبد الرزاق أنه متأثر بأحزاب الصوفية وأنه أخذ أحاديث من دلائل الخيرات للجزولي، كما وزعم أن كلمة: **(الآل)** غريبة عن الصحابة والصدر الأول خارج جلسة التشهد.

فجوابه أخي القارئ: أن دعوى المعترض ضرب من الباطل وجهل بين حين زعم أن الصحابة لم يصلوا على آل النبي خارج الصلاة: فاستمع أخي القارئ لما أخرجه البخاري 1233/3: (عن عبد الرحمن بن أبي ليلى قال: لقيني كعب بن عجرة فقال: **ألا أهدي لك هدية** سمعتها من النبي صلى الله عليه وسلم؟ فقلت: **بل فاهديه لي، فقال:** سألنا رسول الله صلى الله عليه وسلم فقلنا: يا رسول الله صلى الله عليه وسلم **كيف الصلاة عليكم أهل البيت**، فإن الله علمنا كيف نسلم، قال: (قولوا: اللهم صل على محمد وعلى آل محمد كما صليت على إبراهيم وعلى آل إبراهيم إنك حميد مجيد، اللهم بارك على محمد وعلى آل محمد كما باركت على إبراهيم وعلى آل إبراهيم إنك حميد مجيد)، وقد جاء هذا

الحديث بعدة روايات في البخاري ومسلم وغيرهما مطلقا دون تقييد بالصلاة.

فلا أدري من أين استوحى المعترض ذلك الإشكال فتأمل أخي القارئ.

سيما وأن ابن بشكوال قد ساق في كتاب (القربة إلى رب العالمين بالصلاة على مجمد سيد المرسلين) روايات عدة في الصلاة على الآل منها: حديث رقم (12) قالوا يا رسول الله قد علمنا السلام فكيف الصلاة وقد غفر الله لك ما تقدم من ذنبك وما تأخر قال: ((قولوا اللهم صل على محمد كما صليت على آل إبراهيم وبارك على محمد كما باركت على آل إبراهيم)) وحديث رقم (14) قال ((قولوا اللهم اجعل صلاتك وبركاتك على محمد وآل محمد .... الحديث)) وكلا الحديثين صحيح الإسناد.

وأما زعم المعترض بتأثر الرواة بالأحزاب الصوفية فانظر حديث (87) من كتاب ابن بشكوال في صلاة أمير المؤمنين علي بن أبي طالب عليه السلام: ((اللهم داحي المدحوات وبارئ المسموكات، وجبار القلوب على فطرتها، شقيها وسعيدها، اجعل شرائف صلواتك ونوامي بركاتك ورأفة تحننك على محمد صلى الله عليه وسلم عبدك ورسولك الخاتم لما سبق، والفاتح لما أغلق، والمعلن الحق بالحق، والدامغ جيشات الأباطيل كما حمل، فاضطلع بأمرك لطاعتك مستوفزا

في مرضاتك بغير نكل في قوم ولا وهي في عزم، واعيا لواجبك حافظا لعهدك ...)) الحديث، فما قولك بعد هذا؟ هل هذه الألفاظ صوفية منقولة من دلائل الخيرات؟ أم هي دعاوى بثها المعترض؟! سامحه الله وبصره.

وكذلك ذكر مثلها الإمام المحدث ملا علي القاري في (الحزب الأعظم والورد الأفخم في أذكار ودعوات سيد الوجود صلى الله عليه وسلم)، روايات مرفوعة وموقوفة على الصحابة والتابعين وغيرهم في صلاتهم على النبي صلى الله عليه وسلم، لو اطلع عليها المعترض لعدها من أوراد الصوفية وقد أخرجها البيهقي، والطبراني وابن أبي عاصم، وسعيد بن منصور، وابن أبي شيبة، والطبري وغيرهم من أئمة الحديث.

أما عن السيادة: فقد زعم بأن السلف لم يعرفوها، فاعلم أخي القارئ أن ذلك محض افتراء، فقد أخرج السخاوي في القول البديع ص126 بتحقيق الشيخ عوامة والحديث حسن كما ذكره المحقق: عن ابن مسعود قال رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم : ((إذا صليتم عليَّ فأحسنوا الصلاة، فإنكم لا تدرون لعل ذلك يُعرَض عليَّ، قولوا: اللهم اجعل صلواتك ورحمتك وبركاتك على سيد المرسلين، وإمام المتقين، وخاتم النبيين، عبدك ورسولك، إمام الخير، وقائد الخير، ورسول الرحمة، اللهم ابعثه المقام المحمود يغبطه به

الأولون والآخرون))، أخرجه ابن ماجه والقاضي إسماعيل ص58 والطبراني في الكبير (115/9) والبيهقي في الدعوات (57) كما أخرجه الديلمي في مسند الفردوس له هكذا ورواه ابن أبي عاصم في حديث التشهد، فهل بتلك المزاعم المفتراة من المعترض تسقط النسخة؟!!

النقطة الخامسة: زعم المعترض بأني جاهل في علم الرواية وأخبط خبط عشواء مستشهدًا على ذلك بقولي: إن ابن أبي زائدة هو يحيي ويدعي أنه صوب لي بأن ابن أبي زائده هو زكريا والد يحيي لأنه من شيوخ معمر!!! فسترى أخي القارئ من هو الأحق بتلك التهمة.

اعلم أخي القارئ: أن يحيي بن زكريا قد أدرك معمرًا فقد توفي معمر 153هـ وولد يحيي سنة 121هـ وتوفي يحيي سنة 184هـ فيكون بذلك قد عاصر يحيي معمرًا وأدركه فتكون هذه الرواية من رواية الأكابر عن الأصاغر، وإن سلمنا بأن بن أبي زائدة هو زكريا فلا غضاضة، فالأمر جلي بلا ريب.

النقطة السادسة: قد زعم المعترض أن معمرًا لم يرو عن ابن جريج كما في حديث رقم (10).

فجوابه أخي القارئ: أن هذا زعم مفضوح مفترى فقد روى عبد الرزاق في تفسيره (13/3) ما نصه: عبد الرزاق قال أنا معمر عن ابن

جريج عن ابن أبي مليكة عن عائشة .... الحديث فانظر أخي القارئ إلى جهل المعترض وافترائه.

النقطة السابعة: قد زعم المعترض بأن رواية معمر عن سالم عن أبي هريرة فيهما تركيبان: رواية معمر عن سالم، ورواية سالم عن أبي هريرة.

فجوابه أخي القارئ: أن زعم المعترض في رواية معمر عن سالم أنه لا يجئ وهو تركيب في نسختنا المحققة كما يزعم المعترض فهو ظاهر البطلان.

أعجب من المعترض حينما يستبيح لنفسه ما لا يستبيحه لغيره، فقد ذكر في تراكيب الأسانيد تلفيقها أنه قد نظر في كتب العلل وأورد عن ابن أبي حاتم أن عكرمة عن أنس ليس له نظام، والحسن البصري عن سهل بن الحنظلية لا يجئ، وكذلك الزهري عن أبي حازم لا يجئ، وكأنه يقدم لهذه النقطة التي قد أغلق بابها لخلو عصرنا من الجهابذة في هذا الفن، وأستفسر من المعترض هل رأى التركيبين اللذين اعترض عليهما الحفاظ من متقدمين ومتأخرين أم فاتتهم حتى اكتشفها جنابه؟ علمًا بأن السير في هذا المهيع ليس بيسير وقد انتقدنا وعرض بالدكتور محمود سعيد ممدوح عند حديثه عنه اختلاق المتابعات في حديث رقم (20) بأن متابعة الزهري فاتت على المتقدمين والمتأخرين حتى أدركناها، علمًا بأن هذا الأمر لم يغلق بابه حتى قيام الساعة فانظر أخي

القارئ كيف يتناقض المعترض في أقواله ويصدق عليه المثل العربي

: **رمتني بدائها وانسلت**

ولقد أورد ابن عبد البر في التمهيد 111/11 بسنده قال: حدثنا خلف بن سعيد قال: حدثنا عبد الله بن محمد قال: حدثنا أحمد بن خالد قال: حدثنا إسحاق بن إبراهيم: قال: أنبأنا عبد الرزاق عن معمر عن سالم عن ابن عمر.... الحديث ونقل ابن حزم الظاهري رحمه الله في المحلى (10/8) في كتاب النذور: وقالت طائفة من نذر أن يتصدق بجميع ماله في المساكين فعليه أن يتصدق به كله، صح ذلك من طريق عبد الرزاق عن معمر عن سالم بن عبد الله بن عمر عن أبيه..... الحديث

وقد نوهنا في نفس الحديث بأن رواية معمر عن سالم بها انقطاع.

أما زعمه في رواية سالم عن أبي هريرة بأنها مركبة وانه لا يجئ فهو كذلك باطل.

فانظر أخي القارئ: ما أخرجه مسلم في باب رفع العلم وقبضه وظهور الجهل والفتن في آخر الزمان (2057/4)، وحدثنا ابن نمير وأبو كريب وعمرو الناقد قالوا حدثنا إسحاق بن سليمان عن حنظلة عن سالم عن أبي هريرة. وانظر تهذيب الكمال (145/10) رواية سالم بن عبد الله عن أبي هريرة.

ورحم الله الإمام مسلمًا حين ساق هذا السند في باب رفع العلم وقبضه وظهور الجهل والفتن في آخر الزمان وإنها كرامة لمسلم رحمه الله حينما يقع الحافر على الحافر فيجئ زعم الزاعم ومن لف لفه في هذا الأمر فيبين أن الزاعم وأنصاره أرباب الفتن ومارز الجهل بمعنى الكلمة عافانا الله مما ابتلى به كثيرًا من خلقه، وأشكره سبحانه إذ ألبسنا ثوب فضله وألبسهم ثوب عدله.

النقطة الثامنة: قد زعم المعترض على حديث رقم (36) أن الليث ليس من شيوخ معمر، وهذا منه وقوع في التحريف وغش الأمة وعدم الأمانة العلمية التي ينادي بها ويتهمنا بضدها..

والجواب: لقد وقع المعترض بكلامه في هذا المهيع حين حرف النقل فقال: (الليث) والسند الذي في تحقيقنا عبد الرزاق عن معمر عن (ليث) وليس الليث، ولو كان المعترض من أهل العلم لوفق في النظر فيما ينقله فإن ليثا شيخ معمر وقد طفح المصنف بالرواية عنه فانظر إلى ترجمة ليث في تحقيقنا ص 92 وإلى كتاب تهذيب الكمال للمزي (24/ 279- 288) وهو كما أثبتناه ولكن ليس للظالم من برهان.

أضف إلى أن ترجمتنا لرجال الإسناد زيادة في البيان، وإلا فهذا الحديث لا يقع تحت شرطنا الذي وضعناه في المقدمة (إذا لم أجد الحديث مخرجًا، قمت بدراسة السند، والحكم عليه) وهذا الحديث لا يقع تحت الشرط وقد أخرجه ابن أبي شيبة كما هو مبين.

النقطة التاسعة: أما زعم المعترض في حديث (20) بأن المتابعة التي في الحديث قد وقف عليها المحقق وقد فاتت على الحفاظ، واعتبر ذلك من الدلالات على عدم مصداقية الجزء المفقود كما هو ديدنه.

فجوابه أخي القارئ: ليس في زعم المعترض دليل على ما ذهب إليه، فقد فاتنا أمر السند، وللأمانة العلمية لابد من بيان ذلك، ومع هذا فليس في ذلك مطعن في مصداقية النسخة، فعبد الرزاق يروي عن معمر عن الزهري عن أبي سعيد، فقد سقط من الناسخ **(ابن)** وهو ربيح أو سعيد كما بين في التحقيق، ولا شك أنه عاصر الزهري، فإن أبا ربيح قد أدرك الزهري، وذلك أن الزهري توفي 125هـ ووالد ربيح

توفي سنة 112هـ فيكون الزهري قد أدرك والد ربيح، ولكن المشكلة مع المعترض أنه إذا لم ير في تهذيب الكمال راويا في من روى أو روي عنه لم يعتبره... وهذا منهج لم يعرفه أهل هذا الفن، فإن استقراء الإمام المزي في تهذيب الكمال ليس استقراء تامًا لأن العادة تحول دون ذلك، فإذا لم يجد المحقق اسمًا من رجال السند فيمن روى أو روي عنه لجأ إلى معرفة وفاة السابق وولادة اللاحق، وهذا المنهج نص عليه الحفاظ كالخطيب وابن الصلاح وغيرهما، ثم إن الإمام المزي واضع كتاب الإكمال لرجال الستة فقط أما عن تهكم المعترض وزعمه بأن المتابعات قد فاتت على الحفاظ فهذا تألٍ على العلم، فالحافظ الزبيدي وقف على متابعات لم يقف عليها الحفاظ، وكذلك حال العلماء قبله، ووقف السادة الغمارية كالمحدث أحمد بن الصديق على شواهد ومتابعات لم يقف عليها العلماء قبله فهل يصدق على هؤلاء ما ألقيته علي وعلى المحدث الشيخ محمود سعيد ممدوح؟ هذا بهتان عظيم، والنسخة كما ذكرنا نادرة يصح فيها مثل ذلك.

وأعجب من غمز المعترض لي في اعتراضه بين فينةٍ وأخرى بالمحدث محمود سعيد ممدوح حيث اعتبرني جاهلاً في هذا الفن، وكأن العمل في المصنف عمل الدكتور محمود سعيد ممدوح علمًا بأن سماحة الشيخ لا دخل له في تحقيق المصنف وتوثيقه لا من قريب ولا من بعيد

ولكنه استشير كما استشير غيره من أهل العلم، فطلبت منه مقدمة فتفضل بها مشكورًا ليس إلا.

ثامنًا: وأما الادعاء بأن في الكتاب أحاديث نقلت من مصنف ابن أبي شيبة فهذا والله لهو ولعب، ويمكن أن يقال ذلك عن أي متابعة تامة نقلت من كتاب كهذا، والصواب أن وجود أحاديث في الكتاب بمتابعات معتبرة دليل على الوثوق بالمخطوط الذي بين أيدينا، ولكن المعترض يقلب المدح ذمًا ويفضح نفسه، وكما قال الشاعر:

وعين الرضا عن كل عيب كليلة ولكن عين السخط تبدي المساويا

تاسعًا: وأما الادعاء بأن في الكتاب أسانيد مركبة مستدلا على دعواه بقوله: (إن الجزء المعني مركب الأسانيد من طريق مالك والزهري ومعمر، وأمثالهم من أئمة الحديث، في القرون الأولى، الذي من شأن هؤلاء وأمثالهم أن يجمع حديثهم ويتسابق طلبة العلم إلى حفظها).

أقول لك أخي القارئ: أن العلماء عرّفوا الحديث الصحيح بأنه ما اتصل سنده بنقل العدل الضابط عن مثله إلى منتهاه من غير شذوذ ولا علة، ولم يشترطوا أن لا يكون فردًا مطلقا أو نسبيًا، ولم يتوقفوا في أسانيد الثقات حتى يجدوا متابعات لها ولم يقولوا كل فرد فهو ضعيف، وقد امتلأت الصحاح بالأفراد المطلقة والنسبية برواية الأئمة وقد اتفق

الحفاظ علَى صحتها، نعم الإسناد المشرق إذا انفرد بـه مجهول أو ضعيف أو تالف وكان متنه منكرًا ساقطًا فإن ذلك من علامات الوضع، وهذا مالم نجده في نسختنا، ولله الحمد.

عـاشرًا: وأمـا عن القول بوضـع حـديث جـابر وزعمـه بأنـه ضوع وأن ألفاظه مركبة كما أبدى ذلك أيضا بعض الحانقين، ومن لف لفهم، والاعتراض علينا بحكم بعض علماء الأشراف الغماريين على الحديث.

فجوابه أخي القارئ: أن كلامهم على حديث جابر شأن يخصهم ويخص أضرابهم، ولنا شأننا الخاص بنا ومعنا من السادة الأشراف الغمارية والكتانية وجمهور الأمة ممن يؤيدنا في ما ذهبنا إليه كالشيخ الأكبر محي الدين بن عربي وابن سبع، وابن أبـي جمرة، وزروق، والإمـام القسـطلاني والهيتمـي، والقصـري، والعقيلـي، والمنـاوي، والقرافي، وغيرهم جمع كثير.

أما عن زعم المعترض بأن حديث جابر مدخول في كتب الشيخ الأكبر مـع عدم توثيقـه للشيخ محي الدين والطعن في توثيق السادة الغمارية له فهذا محض افتراء، فقد طفحت كتابات الشيخ الأكبر قُدس سره بحديث جابر وتفسيره له كما في كتاب الوعـاء المختوم على السر المكتوم والمملكة الإلهية وكتاب الدوائر ، وتلقيح الفهوم وعنقاء مغرب.

وقد بينت في كتاب نور البدايات صحة حديث عبد الرزاق دون رواية المصنف، وذكر الشيخ الحلواني في كتاب **(مواكب ربيع)**: أن الرواية أخرجها البيهقي بلفظ آخر في دلائله والحاكم في مستدركه وصححها بلفظ: "يا عمر أتدري من أنا... ؟"كما في رواية الطبني في فوائده.

وكوننا لم نعثر على الروايتين في المراجع المذكورة لا يعني أنهما غير موجودتين، لأن (الدلائل) الموجودة للبيهقي بها نقص، وكذلك (المستدرك)، وأرجو أن تستمع لكلام أهل العلم، فهذا العلامة المحدث محمد بن جعفر الكتاني في كتابه الذي طبع أخيرًا، (جلاء القلوب من الأصداء الغينية) يقول ما نصه بعد سرد حديث جابر ورواية الطبني: (فإن العلماء العاملين والصوفية المخلصين وأولياء الله المفلحين كلهم أو جلهم قد تلقوا معناه بالقبول والتسليم وتناولوه في مصنفاتهم وأسفارهم وكتاباتهم، جازمين به من غير تردد أو بحث، والمعنى إذا تُلقي بالقبول حكم بصحته، وإن لم يكن له إسناد ولا دليل ظاهر، لأنهم يُحملون على أنهم وقفوا على شواهد تثبته وإن لم تصل إلينا أو نعلمها)، ا.هـ ثم ذكر شواهد تقويه (خ أ ب 243/2) ، سيما وقد أيد حديث جابر الإمام المحدث الخركوشي، والديلمي، وجمع من العلماء كما تقدم.

وقد ذكر ابن تيمية في فتاواه أن المسألة إذا اختلف فيها أهل العلم فالأمة فيها على سعة، كلّ يحمل على محمل حسن فقد قال عمر بن عبد العزيز رحمه الله "ما أودُّ أن الصحابة لم يختلفوا....." وقال الحافظ ابن حجر فيما نقله الإمام الزبيدي: (لا يلزم من نفي العلم ثبوت العدم، وعلى التنزل لا يلزم من نفي الثبوت ثبوت الضعف، لاحتمال أن يراد بالثبوت الصحة فلا ينتفي الحكم) انظر (296/1) من تخريج أحاديث إحياء علوم الدين.

حادي عشر: أما عن دعوى المعترض الثاني على رواية القسطلاني لحديث جابر والتي تفيد بأن السموات خلقت قبل الأرض وزعمه بأن ذلك يعارض القرآن مستدلا بقوله تعالى: { ثُمَّ اسْتَوَى إِلَى السَّمَاءِ وَهِيَ دُخَانٌ فَقَالَ لَهَا وَلِلْأَرْضِ ائْتِيَا طَوْعًا أَوْ كَرْهًا قَالَتَا أَتَيْنَا طَائِعِينَ }

فجوابه أخي القارئ: بداية أشكر هذا المعترض على حسن أدبه، ولكن أحب أن ألفت نظره بأن يكون على وعي تام في مخاطبة العقلاء وأن الذي تخاطبه ليس أعرابيًا ولا حديث عهد على موائد العلم، بل هو من بيت مشهود له بالتقوى والعلم، اجتمعت فيه خصائص، لم تجتمع في غيره، فقرابتي لأمي حنابلة المذهب وقرابتي لأبي مالكية المذهب، معظمهم حفظة لكتاب الله، تربيت في أكنافهم على الفضيلة، واستننت على سيرة خال أبي العلامة الفقيه اللوذعي المحدث الشيخ مبارك بن

علي الشامسي، وأصولنا بين أشراف وأنصار وحمير، ولست من المولدين الذين حذر منهم السلف كما في حديث سنن ابن ماجه بسند ضعيف عن عبد الله بن عمرو بن العاص قال سمعت رسول الله ٤ يقول لم يزل أمر بني إسرائيل معتدلا حتى نشأ فيهم المولدون أبناء سبايا الأمم فقالوا بالرأي فضلوا وأضلوا))، ولست من المنافقين المفتاتين على الموائد كما يقذف في روع المعترض الذي لا يعرف للأدب سبيلاً، فإن ما قاله غير صحيح وأعتذر لك بأنك ربما كتبته على عجالة ولكن مثل هذه الأمور كما تعلم لا يستعجل فيها، ولكنك اردت والله أراد ولينصر الله محقق المصنف عيسى بن عبد الله المتهم بالتسرع في تحقيق المصنف من قبلكم، ولا أدري من المتسرع اهو الذي بين يديه كتاب الله، وكتب التفسير تبين ما ذهب إليه أم من...!!!

وها هو كتاب الله يقول: { أَأَنتُمْ أَشَدُّ خَلْقًا أَمِ السَّمَاءُ بَنَاهَا رَفَعَ سَمْكَهَا فَسَوَّاهَا وَأَغْطَشَ لَيْلَهَا وَأَخْرَجَ ضُحَاهَا وَالْأَرْضَ بَعْدَ ذَٰلِكَ دَحَاهَا } قال الإمام الفخر الرازي في تفسيره نقلا عن الواحدي ومقاتل: بأن السماء خلقت قبل الأرض قبل الدحو أما بعد الدحو فالأرض خلقت قبلا.

ونقل الألوسي الأمر مفصلاً في روح المعاني (24/ 108) عند تفسير قوله تعالى: (ثم استوى إلى السماء وهى دخان) فقال: (يدل على ذلك إيجاد الجوهرة النورية والنظر إليها بعين الجلال المبطن بالرحمة

والجمال وذويها وامتياز لطيفها عن كثيفها وصعود المادة الدخانية اللطيفة وبقاء الكثيف هذا كله سابق على الأيام الستة، وثبت في الخبر الصحيح ولا ينافي الآيات، واختار بعضهم أن خلق المادة البعيدة للسماء والأرض كان في زمان واحد وهي الجوهرة النورية أو غيرها وكذا فصل مادة كل عن الأخرى وتمييزها عنها أعني الفتق وإخراج الأجزاء اللطيفة وهي المادة القريبة للسماوات وإبقاء الكثيفة وهي المادة القريبة للأرض فإن فصل اللطيف عن الكثيف يستلزم فصل الكثيف عنه وبالعكس، وأما خلق كل على الهيئة التي يشاهد بها فليس في زمان واحد بل خلق السماوات سابق في الزمان على خلق الأرض، ولا ينبغي لأحد أن يرتاب في تأخر خلق الأرض بجميع ما فيها عن خلق السموات كذلك ومتى ساغ حمل (ثم) للترتيب في الإخبار، هانَ أمر ما يظن من التعارض في الآيات والأخبار هذا والله تعالى أعلم) ا.هـ.

وقال القرطبي (1 / 255 – 256) في تفسير الآية بعد أن استعرض آراء أهل العلم في سورة البقرة : (يظهر من هذه الآية أنه سبحانه خلق الأرض قبل السماء وكذلك في حم (السجدة) وقال في النازعات: (أَأَنتُمْ أَشَدُّ خَلْقًا أَمِ السَّمَاءُ بَنَاهَا) فوصف خلقها ثم قال: (وَالْأَرْضَ بَعْدَ ذَٰلِكَ دَحَاهَا) فكأن السماء على هذا خلقت قبل الأرض، وقال تعالى:{ الحمد لله الذي خلق السموات والأرض } وهذا قول قتادة أن السماء خلقت أولا حكاه عنه الطبري ... ثم قال رحمه الله : وقول

قتادة يخرج على وجه صحيح إن شاء الله تعالى، وهو أن الله تعالى خلق أولا دخان السماء ثم خلق الأرض ثم استوى إلى السماء وهي دخان فسواها ثم دحى الأرض بعد ذلك) ا.هـ.

وقد ذكر الإمام العيني في كتاب عمدة القارئ (109/15) بأن الأولية (أمر) نسبي، وكل شيء قيل فيه إنه أول فهو بالنسبة إلى ما بعده وقال العلامة ملا على القاريء في المورد الروي ص 44: (فعلم أن أول الأشياء على الاطلاق النور المحمدي ثم الماء ثم العرش ثم القلم، فذكر الأولية في غير نوره صلى الله عليه وسلم إضافية).

وقال العلامة الفقيه ابن حجر الهيتمي في مرقاة المفاتيح (166/1): (اختلفت الروايات في أول المخلوقات وحاصلها أن أولها النور الذي خلق منه النبي عليه الصلاة والسلام ثم الماء ثم العرش).

وقال مثل ذلك الإمام القسطلاني والإمام المحدث سهل بن عبد الله الديلمي في كتابه عطف الألف المألوف على اللام المعطوف حيث قال ما نصه: (وخلق آدم من نور محمد ....) فلينظر في كتابنا نور البدايات وختم النهايات ص54.

وكذلك رواية ابن أبي حاتم في تفسيره بسند حسن (231/7)، في الحديث القدسي في الكلام عن النبي صلى الله عليه وسلم أنه: (هو الأول والآخر) وهي رواية صحيحة، وكذلك رواية المخلص: (هو أول وآخر) وهي رواية صحيحة، ورواية البيهقي في الدلائل: (هو الأول

والآخر) وهي رواية صحيحة لم يرتضها محقق كتاب الاوائل لابن ابي عاصم ولم يوفق في نقله حينما نقل رواية ابن أبي عاصم أن آدم عليه السلام حينما رأى نورًا في سرادق العرش قال ياربي ما هذا النور قال نور ابنك.. الحديث) قال محقق كتاب الأوائل لابن أبي عاصم نور داود ولم ينقل رواية المخلص ولا حتى البيهقي والسند واحد، فلم ذلك العداء البين من فرقتكم على حبيب الله صلى الله عليه وآله وسلم.

الثاني عشر: وأما عن قول المعترض بأن حديث جابر كحديث عرق الخيل.

فجوابه أخي القارئ: أن حديث عرق الخيل فهو من كنانتهم لا من كنانتنا ولهم أن يسألوا السجزي وأضرابه ينْبئوهم عنه، واتق الله ولا تقارن حديث جابر بأحاديث الزنادقة والمارقين والمجسمة الحانقين فذلك سخفٌ مشين وظلم عظيم .

الثالث عشر: طعن المعترض في تخريجاتي الحديثية وربط خروج المصنف بتطاول أهل البغي (الدنمارك) على الحضرة النبوية.

فجوابه أخي القارئ: إن الناظر إلى هذا الزعم يرى فيه العجب وينكر، وليسأل القارئ المعترض عن القاسم المشترك بين خروج الجزء المفقود من المصنف وبين تطاول أهل البغي والضلال على سيدنا رسول الله صلى الله عليه وسلم، اللهم إلا إذا اعتبر أن عملنا هذا سخف وهرج، فلا أقول له إلا قول الله تعالى ردًا على الجاحدين

الكافرين الذين تصوروا عبثية الخلق: { وَمَا خَلَقْنَا السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا لَاعِبِينَ مَا خَلَقْنَاهُمَا إِلَّا بِالْحَقِّ وَلَكِنَّ أَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُونَ }، وقوله سبحانه وتعالى: { هَذَا كِتَابُنَا يَنطِقُ عَلَيْكُم بِالْحَقِّ ... }.

وانظر أخي القارئ مدى السخرية والاحتقار من المعترض لغيره من المسلمين ومدى الجرأة على الله عندما يسوي بين تعزير وتوقير المصطفى صلى الله عليه وسلم حينما نجتهد في تتبع ما كتب في حقه صلى الله عليه وسلم، ونشره، لإبراز مكانته صلى الله عليه وآله وسلم حتى يزداد الناس حبًا وتوقيرًا وتعظيمًا لرسول الله صلى الله عليه وآله سلم، وبين تهكم أعداء الإنسانية والدين!!، وكأن المعترض يساوي مخالفيه من أهل الملة بالكفرة والملاحدة، وهذا ليس بمستغرب منه، لأن الشيء لا يستغرب من معدنه، فالمعترض وأهل مدرسته ينظرون إلى غيرهم من المسلمين بأنهم أكفر من اليهود والنصارى كما صرح بذلك الشيخ عبدالله عبد اللطيف آل الشيخ والشيخ إبراهيم عبد اللطيف آل الشيخ في كتاب إجماع أهل السنة النبوية بتكفير المعطلة والجهمية، يعني بهم أهل دبي وأبو ظبي وساحل عمان (الباطنة).

ولكن يصدق عليه قول الله سبحانه وتعالى: { وَمَن يُرِدِ اللَّهُ فِتْنَتَهُ فَلَن تَمْلِكَ لَهُ مِنَ اللَّهِ شَيْئًا أُولَئِكَ الَّذِينَ لَمْ يُرِدِ اللَّهُ أَن يُطَهِّرَ قُلُوبَهُمْ لَهُمْ فِي الدُّنْيَا خِزْيٌ وَلَهُمْ فِي الْآخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيمٌ }.

أما عن اعتراضه على تخريجاتي الحديثية فتخريجاتي الحديثية على الأصول المعروفة في هذا الفن ولا ينكرها إلا جاهل أحمق، ويصدق عليه المثل العربي: **((ليس هذا عشك فادرجي))**

الرابع عشر: شهادة السيد أديب الكمداني التي استدللتم بها ضدي.

فجواب ذلك أخي القارئ: إن أديب الكمداني قد رد على المعترضين ونفى عنا اتهامهم الباطل برسالة بعنوان **(براءة الشيخ عيسى بن مانع ومحمود سعيد ممدوح مما نسب إليهما)** وقد نشرت في موقع ملتقى أهل الحديث وغيره فلتنظر، والذي أرجوه من أخي أديب أن لا ينجرف وراءكم بالتخبط دون تريث وتعقل، وأن يصون الود الذي بيننا.

الخامس عشر: أما زعمه بأن إتقان الناسخ غير صحيح.

فجوابه أخي القارئ: أن هذه المسألة نسبية، ولا مدخل للتزوير فيها، فالمصحف الشريف، قد يكتب بخط غير متقن أو متقن، ولا مدخل للناسخ في صحة الأصل، أما اتهامه بالتحريف في المخطوط بقولك إن إتقان الناسخ غير صحيح فظلم سافر، وتسرع سيء ممقوت فالمؤلف والكاتب والمحقق ليسوا بمعصومين من الخطأ، فهذا الإمام الشافعي يقول: ما كتبت كتابا وألفته إلا وجدت خطأ فأصلحته أبى الله أن يصح إلا كتابه. ولو وجد على الكاتب خطأ فهذا جار وليس بمستنكر ولكن علينا بالجل والمضمون.

السادس عشر: أما طعنه في توثيق السادة الغمارية للعارف بالله المجدد سيدي محيي الدين بن عربي الحاتمي قدس سره.

فجوابه أخي القارئ: أن طعن المعترض على توثيق السادة الغمارية لا مسوغ له فسادتنا الغمارية علماء أفذاذ لا يتحدثون إلا بحجة ودليل لا أنهم يهرفون بما لا يعرفون كما يعلمه المعترض وغيره.

فاعلم أخي القارئ أن الشيخ الأكبر محي الدين رحمه الله أجل من أن يذكر في موطن التجريح أو التعديل لأنه عالي القدر ذائع الصيت بعيد الصوت مجمع على جلالة قدره وعلو كعبه ورسوخ قدمه من أهل التحقيق وذلك ما ستعرفه من أقوال أهل العلم والذي أجزم به ولا أرتاب فيه أن المعترض ومن لف لفه قد غرهم ما أورده الإمام الذهبي في ميزان الاعتدال وتابعه ابن حجر رحمه الله في لسان الميزان بادراج الإمام الأكبر محيي الدين وغيره ممن ليس من أهل الرواية في كتابيهما اللذين وضعا لأهل الرواية كما هو الشرط في خطبة كتاب الميزان، وقد انتقد الإمام السبكي ذلك عليهما وتابعه شيخنا العلامة خاتمة المحدثين سيدي عبد العزيز بن الصديق في كتابه السوانح (خ ل495 ب)، وعلاوة على ذلك فسترى أخي القارئ خلاصة راي الذهبي وابن حجر من خلال كتابيهما المذكورين وغيرهما من الكتب.

أما عن ما أورده الإمام الذهبي رحمه الله في سيره في ترجمة الشيخ محيي الدين وإيراده مقالة العز بن عبد السلام عن ابن دقيق العيد

في تجريح محيي الدين فهو كلام مردود عري عن الصواب وليس هو التحقيق بل التحقيق ثناء ابن عبد السلام على الشيخ الأكبر كما هي عبارة العقد الثمين ونفح الطيب والشذرات عن مقالة الإمام رحمه الله .

وإليك أقوال أهل العلم في ذلك:

1- فقد نص الذهبي على توثيقه فقال بما نصه: (وقولي أنا فيه إنه يجوز أن يكون من أولياء الله الذين اجتذبهم الحق إلى جنابه عند الموت وختم له بالحسنى) الميزان 660/3.

2- كما وقد نص رحمه الله في تاريخ الإسلام في الطبقة الرابعة والستين: (ص 358- 359) على توثيقه بما نصه: "ولابن العربي توسع في الكلام وذكاء وقوة حافظة، وتدقيق في التصوف وتواليف جمة في العرفان، ولولا شطحات في كلامه وشعره لكان كلمة إجماع...."، ا. هـ.

3- وكذلك قد وثقه الحافظ ابن حجر رحمه الله كما سترى أخي القارئ من عبارته في اللسان فقد ختم ترجمة الشيخ الأكبر بما نصه: عن الحافظ اليونيني قال: (وبالجملة فكان كبير القدر من سادات القوم وكانت له معرفة تامة بعلم الأسماء والحروف وله في ذلك أشياء غريبة واستنباطات عجيبة)، انظر اللسان (405/6)ا. هـ.

4- اعلم أخي القارئ أن الذين أثنوا على الشيخ الأكبر وعظموه كثيرون منهم الحفاظ: المنذري، وابن الأبار، وابن النجار، وابن مسدي، والصلاح العلائي، وابن نقطة، وابن الزملكاني، واليافعي، وابن العديم،

وسبط ابن الجوزي، وصلاح الدين الصفدي، وسعد الدين الحموي، وابن حجر الهيتمي في الفتاوي الحديثية (ص 335) وغيرهم كثير، والتحقيق الذي يصار إليه أن العز بن عبد السلام من المعظمين له، كما قد تقرر من إيرادات أهل العلم في حقه رحمه الله كما جاء في رسالة الحافظ الجلال السيوطي الشافعي الشاذلي رحمه الله (تنبيه الغبي على تنزيه ابن عربي) الكتاب المسمى بـ (الاغتباط بمعالجة ابن الخياط)، تأليف شيخ الإسلام قاضي القضاة مجد الدين محمد بن يعقوب بن محمد الشيرازي الفيروزأبادي الصديقي صاحب القاموس، قدس الله تعالى روحه، الذي ألفه بسبب سؤال سئل فيه عن الشيخ سيدي محيي الدين بن عربي الطائي قدس الله تعالى سره العزيز في كتبه المنسوبة إليه، ما صورته: ما تقول السادة العلماء شد الله تعالى بهم أزر الدين، ولمَّ بهم شعث المسلمين، في الشيخ محيي الدين بن عربي في كتبه المنسوبة إليه كالفتوحات والفصوص، هل تحل قراءتها وإقراؤها ومطالعتها ؟ وهل هي الكتب المسموعة المقروءة أم لا؟ أفتونا مأجورين جوابًا شافيًا لتحوزوا جميلَ الثواب، من الله الكريم الوهاب، والحمد لله وحده.

فأجابه بما صورته: الحمد لله، اللهم أنطقنا بما فيه رضاك، الذي أعتقده في حال المسؤول عنه وأدين الله تعالى به، أنه كان شيخ الطريقة حالا وعلمًا، وإمام الحقيقة حقيقة ورسمًا، ومحيي رسوم المعارف فعلا واسمًا:

إذا تغلغل فكر المرء في طرف   من بحره غرقت فيه خواطره

وهو عُباب لا تكدره الدلاء، وسحاب لا تتقاصر عنه الأنواء، وكانت دعواته تخترق السبع الطباق، وتفترق بركاته فتملأ الآفاق، واني أصفه وهو يقيناً فوق ما وصفته، وناطق بما كنيته، وغالب ظني أني ما أنصفته:

وما علي إذ ما قلت معتقدي،   دع الجهول يظن الجهل عدوانا

والله تالله بالله العظيم ومن   أقامه حجة لله برهانا

إن الذي قلت بعضٌ من مناقبه،   ما زدت إلا لعلي زدتُ نقصانا

وأما كتبه ومصنفاته فالبحار الزواخر، التي لجواهرها وكثرتها لا يعرف لها أول ولا آخر، ما وضع الواضعون مثلها، وانما خص الله سبحانه بمعرفة قدرها أهلها، ومن خواص كتبه أن من واظب على مطالعتها والنظر فيها، وتأمل ما في مبانيها، انشرح صدره لحل المشكلات، وفك المعضلات، وهذا الشأن لا يكون إلا لأنفاس من خصه الله تعالى بالعلوم اللدنية الربانية، ووقفت على إجازة كتبها للملك المعظم فقال في آخرها: وأجزته أيضاً أن يروي عني مصنفاتي، ومن جملتها كذا وكذا، حتى عد نيفا وأربعمائة مصنف، منها التفسير الكبير الذي بلغ فيه إلى تفسير سورة الكهف عند قوله تعالى: { وَعَلَّمْنَاهُ مِن لَّدُنَّا عِلْمًا }، وتوفي ولم يكمل، وهذا التفسير كتاب عظيم، كل سفر

بحر لا ساحل له، ولا غرو فإنه صاحب الولاية العظمى، والصديقية الكبرى، فيما نعتقد وندين الله تعالى به....)ا. هـ نفح الطيب 2/176-177، شذرات الذهب 7/ 331.

وشرح هذا يطول ويخرجنا عن المقام، وبالجملة فهو عندنا ثقة ومن تكلم فيه فلرأي رآه يتولى الله أمره، وهو في نظر مشايخنا ونظرنا ثقة فقد كان حجة ظاهرة وآية باهرة، ثم الجرح بالرأي ليس بشيء فنستصحب الأصل ونزيد عليه علومه الزاخرة ونضم إليهما شهادات الأئمة الذين عظموه وفيهم كثيرون من الحفاظ والفقهاء، ونخلص إلى أنه ثقة، سيما وأنه أجل من أن يوثق، رضي الله عنه.

وبعد: فهذه أهم النقاط التي أثارها المخالفون وقد اجبت عنها بدون تكلف.

ثم إن كل باحث وطالب للحقيقة بالخيار فمن حصلت عنده قناعة بالقطعة التي طبعتها من مصنف عبد الرزاق ووثق بها فهو وشانه، ومن عارضها فهذا رأيه، ولا أجبر أحدًا على الاستسلام لما رأيته صوابًا، ولو كان عكس ذلك.

ويجدر بي قبل الختام أن أقول بأني قد اجتهدت في طلب الصواب ولكل مجتهد نصيب فمن اجتهد وأخطأ فله أجر ومن اجتهد وأصاب فله أجران.

وأسأل الله العلي القدير أن يوفقنا للصواب، وإني لدووب قبل هذا البيان في البحث المجد عن قطع أخرى لذلك الجزء المفقود، وإنني على

وشك العثور عليه بإذن الله تعالى، وليعلم أخي القارئ أن هذه النسخة أخرجتها إثراء للمكتبة الإسلامية واحتياج الباب لها وهي عندي بمثابة الحديث الضعيف الذي ليس في الباب غيره كما ذكرنا في المقدمة ولم يثبت لدي حتى هذه الساعة ما ادعاه المعترضون في تسرعهم في القول بوضعها دون نظر وتريث، ومثل هذه المسائل لا يجازف في إنكارها، ومن حفظ حجة على من لم يحفظ، والتسرع بالتكفير والتضليل والتبديع والتكذيب ضمن مقاييس ظنية ظلم عظيم، وقد بينت لك أخي القارئ أن المعترض قد أثار الغبار في بيداء لا قرار له فيها, ولو ثبت لي بالطريقة العلمية عدم صحة نسبة الجزء المحقق إلى عبد الرزاق لكنت أول المتبرئين منه.

كما إنني لم أرد بهذا الرد المراء واللجاج ولا التشنيع وبث البغضاء

ولكني أردت الإصلاح

ما استطعت وما توفيقي إلا بالله العلي العظيم هو حسبي ونعم النصير.

وإني أشكر كل منتقد انتقاذا علميًا يفيدني فيه فكلنا طالب حق وباحث عن حقيقة ولكني أرفض السباب والتعسف والتحجر الذي عده ابن رجب الحنبلي وثنية فكرية.

نتائج البحث:-

1- الكذب على رسول الله صلى الله عليه وسلم من أكبر الكبائر وقرر العلماء ان النفي مع وجود شيء من الصحة حرام

وكذلك تصحيح ما فيه شيء من الكذب حرام فلا يحل لي ولا لغيري التقول على رسول الله صلى الله عليه وسلم ولا يحل للمعترض أن يرمي إخوانه بالعظائم انتصاراً للمعتقد دون التثبت والأخذ بقاعدة صوابنا يحتمل الخطأ وخطأ غيرنا يحتمل الصواب.

2- قد اتهمني المعترض مع الدكتور محمود سعيد ممدوح بأننا وضعنا تلك النسخة المعنية وهذا باطل ما كنا نتوقعه من أقل الناس إيمانا فكيف بمن شرفه الله بعلم الحديث كما يدعي، ثم عارض المعترض نفسه ونفى نسبة الوضع لنا.

وخلاصة الأمر أن النسخة كما أسلفنا جلبت لنا من بلاد الأفغان واجتهدنا في إخراجها ليس إلا من باب إظهار العلم ولاحتياج الباب لأحاديث النسخة المفقود للمكتبة الإسلامية كما ذكرنا.

3- إثبات نسبة الجزء المفقود لدي بحسب المعايير العلمية كنسبة النسخة النادرة وما أكثرها في تراثنا، وعندي كما ذكرت أن حال نسبتها كحال الحديث الضعيف إذا لم يوجد في الباب غيره وللقارئ الكريم أن يأخذ ما اقتنع به ويترك ما لم يقتنع به

4- إذا ثبت لدي حسب المعايير العلمية التي تسقط بها النسخة فلن أتردد لحظة في بيان حالها فالسند دين والعلم يقين.

5- إن جميع ما أثاره المعترض محل نظر وتأويل كما بينته لا يثبت به سقوط النسخة لأن القول بالرد لا يقل خطورة عن الإثبات والإثبات أرجح لأن كفة النفي لم تتحقق بها شواهد الرد.

6- لم أتعرض في تحقيقي إلى إسناد من أسانيد النسخة المحققة من الجزء المفقود ما دام قد خرجه الأئمة في كتبهم وذلك شرط أشرت إليه في مقدمة التحقيق فلماذا يتجاهل المعترض ما اشترطته ويهول المسألة دون التقيد بأصول النقد وهذا أمر مفضوح لا يجهله المبتدأ من طلبة العلم عوضًا عن الناقد!!!

7- أنصح المعترض أن لا يستبدل لهجة أهل العلم بالسباب والشتائم فالمؤمن أخو المؤمن لا يظلمه ولا يسلمه وأن يسامحني إذا ظهرت له بعض عبارات الشدة في الرد فإني لم أقصد النيل منه ولكن المقام يتطلبه.

8- أرجو من القارئ الكريم أن يعذرني إذا وقف على أخطاء في النسخة المطبوعة وعدم زيادة تحقيق في بعض النصوص وذلك لكثرة انشغالي ولطبيعة البشر فإن الإنسان ليس بمعصوم من الخطأ ولا من الزلل فقد حصل خلل في النسخة المطبوعة أثناء الطبع وألحقنا المطبوعة بتصويبات مهمة فلتنتظر .

9- أشكر المعترضين على ما أبدوه رغم غلظتهم علي فإنهم قد وجهوني إلى البحث والتنقيب فعشت أيامًا بين الكتب باحثا ومحققا ووفقنا الله للذود عن سنة رسول الله صلى الله عليه وسلم، والله ولي التوفيق.

10- قد أرسلنا رسلاً عدولاً إلى البلاد التي جلب منها المخطوط والتي يحتمل فيها الوقوف على الأصول وقد التقيت مع جالب النسخة وأخذت منه بخطه طريقة جلب النسخة (وهي مرفقة وسنتبع تقريرًا وافيًا عن النسخة من علماء الأفغان) وأرسلت رسلا للتحقق من تعهده وسأبث ما يتحصل لدي عبر الموقع، حرصًا مني على الدقة في الأمانة العلمية، والله ولي التوفيق.

نموذج رقم(4)

وأفوض أمري إلى الله إن الله بصير بالعباد
وآخر دعوانا أن الحمد لله رب العالمين

تابع ب - نموذج رقم (٢)
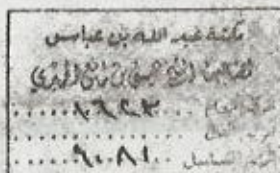
ز - نموذج رقم (3)

جمهرة الإسلام
ذات النثر والنظام

١ و ب

تأليف

الشيزري

أمين الدولة أبي الغنائم مسلم بن محمود

(المتوفى بعد سنة ٦٢٢ للهجرة)

١٤٠٧ هـ - ١٩٨٦ م

معهد تاريخ العلوم العربية والإسلامية

في إطار جامعة فرانكفورت - جمهورية ألمانيا الاتحادية

رب يسر ولا تعسر وتمم بالخير وبك نستعين يا فتاح

بسم الله الرحمن الرحيم

باب في تخليق نور محمد صلى الله عليه وسلم . عبد الرزاق عن
معمر عن الزهري عن السائب بن زيد قال إن الله تعالى خلق شجرة و
لها أربعة أغصان فسماها شجرة اليقين ثم خلق نور محمد صلى الله عليه
وسلم في حجاب من درة بيضاء مثله كمثل الطاوس ووضعه
على تلك الشجرة فسبح عليها مقدار سبعين ألف سنة ثم خلق
مرآة الحياء ووضعها باستقباله فلما نظر الطاوس فيها رأى صورته
أحسن صورة وأزين هيئة فاستحيى من الله فسجد خمس مرات فصارت
علينا تلك السجدات فرضا موقتا فأمر الله تعالى بخمس صلوات
على محمد صلى الله عليه وسلم وأمته والله تعالى نظر الى ذلك
النور فعرق حياء من الله تعالى فمن عرق رأسه خلق الملائكة
ومن عرق وجهه خلق العرش والكرسي واللوح والقلم والشمس
والقمر والحجاب والكواكب وما كان في السماء ومن عرق صدره
خلق الأنبياء والرسل والعلماء والشهداء والصالحين ومن عرق

باب

أنموذج رقم

٩٢/

حاجيه

٤ - نموذج رقم (3)
الجزء السابع والعشرون

صفحة تابعة لكتاب جامع المبادىء والغايات
للمراكشي عليه تملكات كما تقدم

٣٧٩

وكتبه بخط لنفسه أحقر عبيد الله الراجي عفو الله تعالى محمد بن أحمد
الأنصاري يعرف بالحشاب وكان الفراغ من نسخه منتصف شهر صفر
سنة ٧٤٧ للهجرة النبوية على صاحبها أفضل الصلاة والسلام

والحمد لله وصلى الله على سيدنا محمد وآله وصحبه وسلم

ب - نموذج رقم (3)

ب نموذج رقم - ١

وقال ابن عمار عن القطان : كان فطر صـاحب ذى سمعت سمعت [١] يعنى أنه ٢ يدلس فيما عداها، ولعله تجوز فى صيغة الجمع فأوهم دخوله كقول الحسن البصرى: «خطبنا ابن عباس»[٢] و«خطبنا عتبة بن غزوان»[٢] وأراد أهل البصرة بلده، فإنه لم يكن بها حين خطبتهما ونحوه فى قوله: «حدثنا أبو هريرة»[٤]، وقول طاوس: «قدم علينا معاذ اليمن»[٥]، وأراد أهل بلده، فإنه لم يدركه، كما سيأتى الإشارة لذلك فى أول أقسام التحمل، ولكن صنيع فطر فيه غباوة شديدة[٦] يستلزم تدليسا صعبا، كما قال شيخنا، وسبقه عثمان بن خرزاذ، فإنه لمـا قال لعثمان بن أبى شيبة : إن أبا هشام الرفاعى يسرق حديث غيره ويرويه، وقال له ابن أبى شيبة : أعلى وجه التدليس أو على وجه الكذب؟ قال كيف يكون تدليسا، وهو يقول ثنا[٧].

وكذا من أسقط أداة الرواية أصلا مقتصرا على اسم شيخه ويفعله أهل الحديث كثيرا، ومن أمثلته - وعليه اقتصر ابن الصلاح[٨] فى التمثيل لتدليس الإسناد - ما قال على بن خشرم: كنا عند ابن عيينة فقال: الزهرى، فقيل له حدثك الزهرى؟ فسكت، ثم قال: الزهرى، فقيل له أسمعته من الزهرى؟ فقال: لا، لم أسمعه من الزهرى، ولا من سمعه من الزهرى، حدثنى عبد الرزاق عن معمر عن الزهرى أخرجه الحاكم[٩]. ونحوه أن رجلا قال لعبد الله بن عطاء الطائفى: حدثنا بحديث: «من توضأ فأحسن الوضوء دخل من أى أبواب الجنة شاء» فقـال: عقبة، فقيل سمعته منه؟ قال: لا[١٠]، حدثنى سعد

---

(١) سقطت كلمة «سمعت» من ز. انظر قول القطان فى سير أعلام النبلاء ٢٢/٧
(٢) انظر المراسيل لابن أبى حاتم ص ١٢-١٣
(٣) انظر النكت ٤١١/٢
(٤) انظر الكفاية ص ٣٨٤، والتهذيب ٢٦٧/٢، والمراسيل لابن أبى حاتم ص ١٣-١٤، وقال الحافظ ابن حجر فى التهذيب ٢٦٩/٢ : وقال البزار فى مسنده : سمع الحسن البصرى من جماعة وروى عن آخرين لم يدركهم وكان يتأول فيقول حدثنا وخطبنا يعنى قومه الذين حدثوا وخطبوا بالبصرة
(٥) انظر جامع التحصيل ص ١١٤، والنكت ٤١١/٢
(٦) فى هـ «غبارة شديدة» وفى ح «عبارة» وسقطت منها كلمة «شديدة»
(٧) انظر التهذيب ٥٢٦/٩
(٨) فى علوم الحديث ص ٦٦
(٩) فى معرفة علوم الحديث ص ١٣٠ - ١٣١، وفى المدخل ص ١٤، وانظر أيضا الكفاية ص ٣٥٩
(١٠) سقطت كلمة «لا» من ز

٤ - نموذج رقم (٢)

٤ - نموذج رقم (٣)

تابع أ - نموذج رقم (3)

الجزء الأول من جمهرة الإسلام

ذات النثر والنظام

تأليف الشيخ الفقيه أمين الدين أبي الغنائم مسلم بن محمود الشيزري

وهو ستة عشر كتاباً وهذا

منها ثمانية كتب

الكتاب الأول في المدح

الكتاب الثاني في الغزل

الكتاب الثالث في الافتخار

الكتاب الرابع في الرثاء

الكتاب الخامس في الهجاء

الكتاب السادس في الزهد

الكتاب السابع في العتاب

الكتاب الثامن في المجون

برسم الخزانة السعيدة السلطانية الملكية

المؤيدية المعزية خلد الله ملك مالكها آمين

يتلوه

الجزء الثاني وفيه أيضاً ثمانية كتب

وبه تمام الكتاب

ب- نموذج رقم (3)

ج نموذج رقم -١

كان شعبة يرى أحاديث أبي سفيان عن جابر إنما هو كتاب سليمان اليشكري، قال قلت لعبد الرحمن: سمعته من شعبة؟ قال: أو بلغني عنه.

سمعت أبا الحسين محمد بن أحمد بن تميم يقول سمعت أبا قلابة بن الرقاشي يقول سمعت علي بن عبد الله يقول شعبة أعلم الناس بحديث قتادة ما سمع مما لم يسمع.

قال أبو عبد الله[1]: ففي هذه[2] الأئمة المذكورين بالتدليس من التابعين جماعة وأتباعهم غير أني لم أذكرهم فإن غرضهم من ذكر الرواية أن يدعوا الى الله عز وجل فكانوا يقولون "قال فلان لبعض الصحابة" فأما غير التابعين فأغراضهم فيه مختلفة.

وأما الجنس الثاني من المدلسين فقوم يدلسون الحديث فيقولون "قال فلان" فإذا وقع اليهم من ينقر عن سماعاتهم ويلح ويراجعهم[3] ذكروا فيه سماعاتهم.

أخبرني قاضي القضاة محمد بن صالح الهاشمي قال ثنا أبو جعفر المستعيني قال ثنا علي بن عبد الله[4] المديني قال قال أبي ثنا عبد الرزاق قال أخبرنا معتمر بن سليمان التيمي قال جئت الى رباح بن زيد فأملى عليّ كتاب ابن طاوس، فلما فرغت قلت: سمعته من معتمر؟[5] قال: لا ولكن أخرج اليّ معتمر كتابا فدفعه اليّ قال:

وحدثنا أبي قال سمعت عبد الرحمن بن مهدي يقول سألت سفيان عن حديث إبراهيم بن عقبة في الرضاع فقال: لم أسمعه، حدثني معمر عنه[6].

قال أبي وسمعت يحيي يقول كان هشام بن عروة يحدث عن أبيه عن عائشة قالت: ما خُيِّر رسول الله صلى الله عليه وسلم بين أمرين وما ضرب بيده شيئا قط — الحديث. قال يحيي فلما سألته قال أخبرني أبي عن عائشة قالت: ما خير

(١) خ، ش، صف: «قال الحاكم». (٢) خ، ش، صف: «هؤلاء».
(٣) بالأصل: «راجعهم» وسياق الكلام يقتضي: «يراجعهم» كما جاء في ظ، خ، ش وصف.
(٤) خ، ش، صف: «علي بن عبد الله بن علي بن المديني». (٥) خ، ش، صف: «معتمر بن التيمي». (٦) خ، ش، صف: «حدثني عنه معمر».

٤ - نموذج رقم (3)

مسالك الأبصار في ممالك الأمصار

تأليف

ابن فضل الله العمريّ

شهاب الدين أحمد بن يحيى

المتوفي ٧٤٩هـ

السفر السابع والعشرون

يصدره

فؤاد سزكين

بالتعاون مع

علاء الدين جوخوشا، إيكهارد نويباور

١٤٠٦هـ - ١٩٨٦م

معهد تاريخ العلوم العربية والإسلامية

في إطار جامعة فرانكفورت - ألمانيا الاتحادية

نموذج رقم (٣)

مستند کتب کے حوالہ جات سے مزین

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ

کہنے کا ثبوت

مصنف

مناظر اسلام ترجمان مسلکِ رضا مبلغ اہلسنت

حضرت علامہ مولانا محمد کاشفِ اقبال مدنی رضوی

ادارہ کی دیگر مطبوعات